فیوچر آف اسلام

یعنی

اسلام کی حالت آیندہ

مصنفہ ولفرڈ اسکاون بلنٹ صاحب

جسکو

منشی سید اکبر حسین منصف علیگڈہ نے

مسلمانان ہند کی اطلاع کے لئے اُردو مین ترجمہ کیا

مصنف نے اس شعر عربی کو اصل کتاب انگریزی کا زیب عنوان کیا ہے

لا تقنطوا الدرّ ینتثر عقدہ

لیعود احسن فی النظام واجملا

نہ ہو تو مایوس و دل شکستہ بکھر گئے ہین اگر یہہ موتی * زیادہ تر حسن و عمدگی سے گوندہے جائینگے بار دگر یہہ موتی

مطبع جماعت تجارت متفقہ اسلامیہ لمیٹیڈ مین کارپردازان نے چھپایا

قیمت فی جلد مع محصول ڈاک ... ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اپنے برادران اسلامیہ کے سامنے کتاب فیوچر آف اسلام کا ترجمہ پیش کرنے مین مجھکو کچھہ زیادہ تمہید کی ضرورت نہین ہے - مصنف نے جو خیالات ظاہر کئے ہین عام اس سے کہ وہ ہمارے حسب مراد ہون یا نہ ہون یا اونکی صحت تمامتر لائق تسلیم ہو یا نہو ایسے نہ تہے کہ مجھکو مسلمانون کی اطلاع کے لئے اس ترجمہ کا شوق نہ پیدا ہوتا - زمانہ کی رفتار نے مسلمانون کے دلونکی ایک غیر معمولی حالت کردی ہے ایسے وقت مین مجھکو امید ہے کہ مین نے اپنا وقت ضائع نہین کیا اگر سوچنے والی طبیعتون کے دائرہ خیال کو وسیع کرنے کے لئے کچھہ محنت اوٹہائی اور اسلام کی مجموعی پولیٹیکل اور مذہبی حالت کی نسبت انگلستان کے ایک عالی رتبہ اور ذیعلم شخص کی راے سے اونکو مطلع کیا +

مصنف نے یہہ کتاب صرف اپنے ہم ملکون اور بالخصوص پارلیمنٹ انگلستان کو اسلام کی حالت پر توجہ دلانے کے لئے تصنیف کی تہی - اونکا یہہ مقصود نہ تہا کہ یہہ کتاب ہندوستان مین شائع ہو یا اوسکا ترجمہ کیا جاے - مسٹر حمید اللہ سلمہ اللہ نے ایک جلد کتاب انگلستان سے اپنے پدر عالی رتبہ مولوی سمیع اللہ خانصاحب کے ملاحظہ کو بہیجدی تہی -

مولوی صاحب ممدوح کی اجازت سے مین نے اوس کتاب کو پڑہا اور اوسکے مضامین نے اوسکے ترجمہ پر مجہکو مجبور کیا۔ ہنوز ترجمہ ختم نہ ہوا تہا کہ مسٹر بلنٹ صاحب خود ہندوستان مین تشریف لاے اور بمقام کلکتہ مجہکو اون سے ملنے کی عزت حاصل ہوئی۔ انہوں نے ایک دوسرا دیباچہ بطور ضمیمہ دیباچہ اول کی تحریر فرماکر مجہکو دیا جسکا ترجمہ مین اس کتاب کے ساتہہ شامل کرتا ہون سلطنت ٹرکی کے قائم رہنے کی نسبت مصنف کو جو مایوسی تہی یہہ دیباچہ اوس مایوسی کو ضعیف کرتا ہے۔ مصنف نے مجہہ سے یہہ بہی فرمایا کہ سلطنت ٹرکی کی نسبت بعض طلبا مین اونکو خود علماے مصر و عرب سے حاصل ہوئی ہین اور وہ اونکی صحت کے ذمہ دار نہین ہین۔ اس ترجمہ کے حاشیہ صفحہ ۷ کی سطر آخر مین پندرہ سو کی جگہہ پندرہ ہزار پڑہنا چاہیے مصنف کو معلوم نہ تہا کہ کتاب انگریزی مین کیونکر یہہ غلطی واقع ہوئی۔

مین نے ارادہ کیا تہا کہ مسٹر بلنٹ صاحب کی اُن تمام اسپیچونکو جو ہندوستان کے بڑے بڑے شہرون مین اونہون نے کہین اور اُن تمام ایڈریسون کو جو مسلمانون اور ہر مذہب کے علماے اسلام کی جانب سے اونکی خدمت مین پیش ہوئی اور اوس خط و کتابت کو جو باستر ضاے لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند کے درمیان مسٹر بلنٹ صاحب اور گورنمنٹ حیدرآباد کے درباب قائم کرنے ایک یونیورسٹی یعنی دار العلم کے وقوع مین آئی۔ مسلمانونکی اطلاع کے لئے اس کتاب کے ساتہہ شامل کرون۔ لیکن اس ترجمہ کے شائع ہونے مین بہت دیر ہو چکی تہی اور زیادہ دیر نامناسب تہی۔

جہان تک ممکن تہا مین نے لفظی ترجمہ کیا ہے اور مصنف کے سلسلہ خیالات کو ذرا بہی برہم نہین ہونے دیا۔ فقرون کے ترکیب کی پیچیدگی دور کرنے معانی کو کامل اور روشن کرنی کے لئے ایک لفظ کے ترجمہ مین حسب ضرورت دو دو اور تین تین لفظ لکہہ دیے ہین لیکن

خیالات پیچیدہ کا سہل کرنا میرا کام نہ تہا - باایں ہمہ ناظرین کتاب سے امید ہے کہ میری بے بضاعتی اور کم فرصتی کے لحاظ سے وہ مجھکو معذور رکھینگے اگر اس ترجمہ مین کچھہ غلطیان پائی جائین - چھاپہ اور کتابت کی غلطی تو ایک ضروری چیز ہے -

اب مین اون دوستونکا شکریہ ادا کرتا ہون جنکے ارشاد و تحریک نے مجھکو محنت ترجمہ پر مستعد رکھا **جناب کنور لطف علیخانصاحب** رئیس طالب نگر واسپیشل مجسٹریٹ کول نے ایک فیاضانہ مدد کی اور ایک بڑا حصہ مصارف طبع کا عنایت کیا جسکا مین دل سے شکر گذار ہون - اب ناظرین ورق اولٹیں اور مصنف کی باتین سنین فقط

سید اکبر حسین الہ آبادی
مقام علی گڈہ
۲۵ - مارچ سنہ ۱۸۸۴ء

حضرات معینان اشاعت ترجمہ

کنور محمد لطف علیخانصاحب رئیس طالب نگر
کنور محمد اعظم علیخانصاحب رئیس خورجہ
محمد عبدالشکور خانصاحب رئیس ہیکین پور
شیخ غازی الدینصاحب رئیس اترولی
محمد نورالدینصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گونڈا
آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی
حاجی محمد مصطفے خانصاحب رئیس پوڑہ گانون
محمد احمد سعید خانصاحب رئیس ہیکین پور
مولوی محمد عبدالقیوم خانصاحب جج ماتحت
کنور محمد عبدالغفور خانصاحب رئیس دہرم پور
کنور محمد عبدالعلیخانصاحب رئیس چہتاری
مولوی سید واحد علی صاحب وکیل
مولوی رفیع الدینصاحب وکیل
محمد عنایت الرحمن صاحب وکیل
مولوی شاہ منصور خانصاحب وکیل
مرزا تاج محمد بیگ صاحب رئیس اترولی
شیخ مظفر حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری

سید واجد حسین صاحب تعلقدار گدیا ضلع بارہ بنکی
مولوی محمد عبدالرزاق صاحب وکیل جبلپور
مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب جج ماتحت علیگڈہ
مولوی محمد کریم صاحب ڈپٹی کلکٹر علیگڈہ
منشی صفدر حسین خانصاحب جج ماتحت ہردوئی
مولوی شاہ احمد اللہ صاحب منصف بنارس
کنور محمد یوسف علی خانصاحب رئیس میڈو
سید الملک راجا میر حسن خانصاحب بہادر
مولوی فریدالدین احمد خانصاحب سب جج
منشی سید عیوض علی صاحب ڈپٹی کلکٹر اٹاوہ۔
مولوی سید محمد میر صاحب وکیل عدالت میرٹھ
مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس کول
مولوی محمد عبدالغفور صاحب منصف تلہر
منشی سید سراج الدین حیدر صاحب سررشتہ دار کلکٹری بنارس
مولوی عبدالجلیل صاحب وکیل کانپور
مولوی محمد عظمت علیخانصاحب منصف بلندشہر
مرزا محمد عباس صاحب سول سروس اسسٹنٹ کمشنر ہردوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ اول

مصنف کو اُمید ہتی کہ قبل شایع کرنے ان مضامین کے اپنے اوقات فرصت مین ایک ایسی تصنیف کریگا جو بلحاظ اپنی ترتیب و تکمیل کے نکتہ چینون کی مقبولی کی لائق اور اوس عالیشان بحث کے شایان ہو جسکو اوسنے منتخب کیا تہا۔ چنانچہ یہہ مضامین اخبار فورٹ نئٹلی ریویو کے لئے صرف اوس تصنیف کے ابتدائی مسودات کی طور پر ۱۸۸۱ع کی موسم تابستان و خزان مین لکہی گئی ہتی لیکن وقوع واقعات نے ایسی تیز رفتاری کی جسکا اوسکو بیشتر سے کچہہ بہی خیال نہ تہا اور مصنف کے لئے یہہ امر ضروری ہوگیا کہ جن خیال کا ان مضامین سے اظہار مقصود ہے اُن خیالات کو فے الفور پوری شہرت دیدی۔ اہل فرانس نے ٹیونس پر حملہ کرکے شمالی افریقہ مین مسلمانون کی حرکت و شورش پیدا کردینے مین جلدی کردی مصر نے قومی اور مذہبی اصلاح مین ایک بڑی کوشش کے لئے برانگیختگی پیدا کی ہے اور ہر طرف اسلام پولیٹکل بدفالیون سے جنکی شدت اور سختی بڑہتی ہے چلی جاتی ہے تہ و بالا اور پیچ و تاب مین نظر آتا ہے مصنف کی دانست مین اوسکی ہم وطن لوگونکو چند مہینون مین اپنا اخیر انتخاب و پسند کرنا ہوگا کہ آیا جو موج مذہبی سرگرمی کی مشرق مین پہیل رہی ہے وہ لوگ اوسکی ہادی بنین گے یا اوسکے ہیرو اور مصنف کے قیاس مین یہہ بات نتیجہ خیز ہے کہ کم سے کم اوسکی ہم ملک اوس مسئلہ کی اصلی

مباحث کا علم حاصل کرین جو اونکی سامنے پیش ہے۔ تاریخ معاصر کے بڑے بڑے واقعات سے یہہ سمجھکر آنکہہ بند کر لینا کہ اوس تاریخ کو ہماری روزانہ زندگی کے مشاغل سے کوئی صریحی تعلق نہین ہے ایک ایسی بات ہے جو ایک بڑی قوم کے شایان حال نہین ہے اور انگلستان مین جہان معاملات کی رفتار خلائق کی رائے کی پیروی کرتی ہے خرابی ڈالنے مین کوتاہی کریگی یاد رکہنا چاہئے کہ حال کی برٹش امپائر یعنے شہنشاہی برطانیہ جو مختلف نسلونکا ایک مجموعہ ہے اور جسپر عوام کی رائے ایک دور و دراز جزیرہ سے حکمرانی کر رہی ہے دنیا کی تاریخ مین ایک نیا تجربہ ہے اور اوسکے جواز کے لئے ایک خاص وسعتنی بیدار مغزی اور دانشمندی لازمی ہے اور یہہ بہی ضرور یاد رکہنا چاہئے کہ کسی سلطنت پر کبہی بغیر ایک زندہ حکمت عملی کے اب تک فرمانروائی نہین ہوئی۔ لہذا مصنف نے اپنی تصنیف خام و ناکمل کو بلا تاخیر شائع کر دینے کا ارادہ اس امید سے کر لیا ہے کہ قومی رائے کے قائم ہونے اور ایک امر کے اختیار کئے جانے کے لئے وہ تصنیف ذریعہ اور واسطہ ہو۔ باانیہمہ مصنف اپنی تصنیف کے نقص پر جو صحت اور تکمیل دونون اعتبار سے ہے بخوبی مطلع ہے اور اوسکو صرف یہہ اُمید ہے کہ جو تصویر اوسنے کہینچی ہے اور جو حالت دکہائی ہے اوسکی عام صحت اور راستی کے لحاظ سے اوسکے عیوب تصنیف سے چشم پوشی کیجائیگی اور وہ معاف رکہا جائیگا۔ اخیر مضمون کے لکہنے کے بعد مصنف نے مصر کو معاودت کی اور اوسکو یہہ اطمینان ہوا کہ جن خیالات کی اوسنے متزلزل طور پر پیش بینی کی تہی اور یہہ تصور کیا تہا کہ بعض آزاد رائے علمائے ازہر کے وہم مین ایسی باتین ہین اون خیالات نے ایک عملی اور واقعی صورت قبول کر لی۔ قاہرہ نے اب اپنے تئین روز افزون ترقی کرنے والے خیالات اسلامیہ کا معدن و مرکز اور اپنی دار العلم کو ایک مرتبہ پہر آزاد اور خود مختار مقام اہل عرب کے علم دینیات کا ظاہر و مشتہر کر دیا ہے اہل عرب کے قومی جوش اور تحریک کی وجہ سے ترکونکی دست اندازی سے محفوظ و با امن ہو کر علمائے ازہر

بہ جان و دل فریق مصلح کے ساتھہ ہو گئے ہین - اس بڑی بات کی بڑائی اور عظمت پر جہانتک زور دیا جاے مبالغہ نہ ہوگا اور اب جیساکہ قیاس مقتضی ہے اگر ایک (لبرل) آزاد طبع گورنمنٹ اسلامیہ مسلمانون کی ایک آزاد خلقت سے ساحل نیل پر باستحکام قائم ہو گئی تو اس بات مین کوئی محل شبہہ نہین ہے کہ تمام اسلام کی سوشیل اور پولٹیکل اصلاح کے لئے ایک بنیاد قائم ہو گی - بہ نسبت اور سب باتون کے یہہ ایک ہونہار علامت ہے کہ پیشوایان و اکابر مصر کا خیال خلافت کی نسبت نہایت ہی ملائمت و تحمل کا ہے - اس فریق کا مقولہ آزادی اور خود مختاری ہے مخالفت نہین ہے اور اسلام کے شرعی پیرا ہن مین اونہون نے کوئی رخنہ نہین ڈالا نہ ایسا اونکے خیال مین ہے - سلطان عبد الحمید خان اب تک واقعی امیر المومنین تسلیم کئے جاتے ہین اور ایک جائز تر اور مشروع تر خلافت کا قائم ہونا اوس وقت پر منحصر ہے کہ شہنشاہی عثمانیہ کی اخیر ساعت آ جاے - بیشک ایسا ہی ہونا چاہئے تہا - نزاع اور اختلاف سے بہر کیف مذہب ہی کا ضعف متصور ہے جسکی تاک مین اوسی ہزارون دشمن لگے ہوے ہین اور مصر یا عرب مین کسی مخالف خلیفہ کا قبل از وقت ظاہر ہونا گویا علیبار اصل کے وہ خلیفہ خلافت کے لئے کتنا ہی مستحق جائز ہو دنیای اسلامیہ کو خواہ مخواہ دو مخالف گروہون پر منقسم کر دیگا اور اس سبب سے اسلام کی عام اور مشترک حالت کو ضرر پہونچیگا - لیکن اس اثنا مین آزادانہ خیالات کو وسیع ہونیکا پورا موقع ملیگا اور جہان کہین عربی زبان بولی جاتی ہے وہان اور اون نسلون مین جو ازہر کو اپنی عقلی اور باطنی زندگانی کا مرکز سمجھتے ہین وہ خیالات ضرور ہی اپنا اثر ڈالین گے - یہہ ایک ایسی نمایان بات حاصل ہو گی جو صبر و استقلال کے ساتھہ شاید چند برسون مین زیادہ تر عام فتحمندی اور کامیابی کی طرف منجر ہو - اب اس بات مین بہت کم شبہہ ہے کہ سلطان عبد الحمید کی وفات یا اونکی شہنشاہی کے زوال سے وہ وقت آ جائیگا کہ خلافت قاہرہ کیطرف عود کرے اور وہان عرب کی طبیعت اپنی گم شدہ مذہبی پیشوائی کے ایک پیرایہ مین تجدید کرے مصنف کو

مسلمانون کی خدمت مین چند الفاظ معذرت کی پیش کرنے ضرور ہین - وہ اونمین ایک اجنبی اور بیگانہ ہے اور ساذرانہ وارد ہوا ہے اوسنے اونکے خانگی ترددات و مشکلات کی توضیح و تصریح کی جرأت کی ہے اور کسی کسی مقام پر اوسنے اونکے سفینہ مذہب کو اوس ہاتھ سے مس کیا ہے جو اونکو نجس و ناپاک معلوم ہوگا - لیکن مصنف کی نیت شروع سے آخر تک خالص اور پاکیزہ رہی ہے اور مصنف کو یقین ہے کہ بوجہ اوس ہمدردی کے جو اوسکو اونکے ساتھ ہے اور جو اوسکی تصنیف کی ہر سطر سے ٹپک رہی ہے مسلمان لوگ اوسکو معاف رکھینگے -

مصنف نے عین زمانہ مابعد مین اونکے لئے بڑے بڑے پولیٹکل نقصانات کی پیشین گوئی کی ہے کیونکہ اوسکی دانست مین روحانی اور باطنی ترقیون کی راہ طے کرنے مین یہہ ضروری منزلین ہین لیکن مصنف کو اسلام پر ایک پورا اور اعلی درجہ کا بھروسہ ہے - نہ صرف روحانی طور پر بلکہ دنیاوی طور و طریق پر بھی کہ جو ورثہ اور عطیہ نسل عرب کا ہے اور اس لایق ہے کہ اونکی اعلی درجہ کی خواہشونکو پورا کر سکے اور مصنف کو اوس وقت پر بھی پورا یقین ہے جب مسلمانونکی پولیٹکل قوت عود کریگی - لیکن اوسکے ساتھ ہی مصنف نے اپنی دانست مین اونکے لئے بہتری کی ہے کہ اوسنے اونکی حالت کی نسبت جن باتونکو سچ اور صحیح قرار دیا ہے اونکو ظاہر کر دیا ہے - اونکی شہنشاہی کا دن بہر کیف گذر گیا لیکن اونکے لئے سوشیل آزادی کا دن جو شہنشاہی سے بہتر ہے ہنوز باقی ہے ذی علم اور روشن ضمیر ہو کر اور اپنی اصلاح کر کے اور باہم ہمدرد اور متفق ہو کر مسلمانونکو اپنے اصلی گھرون یعنے عرب و مصر و شمالی افریقہ مین پولیٹکل بربادی کا کچھہ خطرہ نہین ہے اور تا وقتیکہ اونکے اچھے دن نہ آئین یہہ مقامات اونکے لئے بطور دار الاسلام کے کافی ہین - اگر مصنف اونکی اوس آزادی قائم رکھنے مین اونکو کچھہ مدد دیسکتا ہے تو وہ بلا تکلف مصنف پر وہان تک بھروسہ کرین جہان تک اوسکی حد قوت مین ہے اور مصنف کو یقین ہے کہ ان مضامین کے شایع کرنے کی نسبت مسلمانونکی کوئی اور عمدہ اور بڑی خدمت کر سکے اور نہ اپنا خلوص ثابت کرے -

قاہرہ - ۱۵ - جنوری ۱۸۸۲ء

دیباچہ ثانی

جسکو مصنف نے بمقام کلکتہ تحریر کیا

کتاب فیوچر آف اسلام کو زبان اردو مین ترجمہ کرنے کی اجازت دینے کے ساتہہ ہی مین اپنی بے انتہا مسرت ظاہر کرتا ہون کہ میری ناچیز تصنیف کو ایک لائق اور تعلیم یافتہ مسلمان نے دنیامین سب سے بڑی مسلمانون کی جماعت کے پڑہنے کی لائق سمجھکر پسند اور منتخب کیا - اور میرے دل پر اس بات کا بہی بڑا اثر پڑا کہ میری محنتون کو مسلمانان ہندوستان نے تسلیم کیا اور مجکو ایک بیگانہ محض اور خواہ مخواہ دخل در معقولات کرنیوالا نہین سمجہا بلکہ دوست سمجہا - لیکن اسکے ساتہہ ہی میرے دلمین شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید مین نے اپنی کتاب مین ایسے الفاظ اور فقرات مندرج کیے ہین جنپر اب تین سال کے بعد کہ اس عرصہ مین مجکو اسلام سے زیادہ تر واقفیت و محبت پیدا ہوگئی ہے مجکو افسوس کرنا چاہئے بلاشبہ مین جانتا ہون کہ اوس کتاب مین بعض ایسی عبارتین موجود ہین جب مین نے ان مضامین کو کسیقدر عاجلانہ طور پر لکہا تہا اوسوقت میرے دلائل کا منطقی سلسلہ مجکو ایک تیز رو اور بیچین گہوڑے کی طرح ایک خطرناک زمین پر کہینچ لیگیا تہا - ایسی خطرناک زمین کہ اوسپر زیادہ حزم و احتیاط کا آدمی امن و عافیت سے راہ طے کرنے کی امید نہ کرتا - بعض الفاظ بالخصوص خلافت عثمانیہ کی نسبت مجکو یاد آتے ہین جنکو مین نے کسیقدر ناشائستگی اور سختی کے ساتہہ تحریر کیا ہے اور مین اب تہ دل سے اونکو واپس لیتا ہون - کیونکہ اب مجکو زیادہ تر امید اس بات کی پیدا ہوگئی ہے کہ سلطان عبدالحمید اس گیارہوین گہنٹہ یعنی ساعت آخر مین ہی شاید اوس مذہبی اصلاح کے جوش تحریک کی افسری و پیشوائی پر راغب ہوسکتے ہین کہ وہی ایک ذریعہ اونکی شہنشاہی کو اور اونکی خاص حالت کو

اسلام مین محفوظ رکہنے کا ہے - جب مین اون حالات کو یاد کرتا ہون جنمین عجیب عجیب امیدون اور جوش مسرت کے ساتہہ مین نے بمقام قاہرہ اس کتاب کا پہلا دیباچہ لکہا تہا تو نہایت رنج والم مجہپر طاری ہوجاتا ہے - اوسوقت میرے چارون طرف جو دنیا تہی وہ زندہ دلی سے بہری ہوئی تہی اور اسلام کی شام غم مبدل بہ صبح مسرت ہوئی نظر آتی تہی - مین اسخیال مین دیباچہ لکہہ رہا تہا کہ مین مذہبی آزادی کی آب و ہوا مین اسوقت ہون جسکا پتہ صدیون سے مسلمانون کے خیالات مین نہ ملتا تہا اور یہہ سمجہہ رہا تہا کہ چند برسون مین بلکہ شاید چند مہینون مین مین خود اپنی آنکھون سے دیکہہ لونگا کہ ازہر کی یونیورسٹی نے اپنی قدیمی شوکت و عظمت پہر حاصل کرلی اور تمام دنیا کے لئے روز افزون ترقی کرنیوالے علوم دینیہ کے مرکز بنگئی - مگر افسوس! وہ سب امیدین خواب و خیال ہوگئین - افسوس! ہمکو پہر صبر کرنا پڑا اور بعوض متمتع ہونے کے انتظار کرنا ضرور رہوا - تاہم یہہ بات بیوقوفی کی ہوگی کہ بوجہ مذکورہ ہم اخیر نتیجہ کی نسبت ناامید ہوجائین - اور بلاشبہ جو باتین بہروسہ کے ساتہہ مین نے اوسوقت کہین ہین مین ہرگز ہرگز اونکو نہین چہوڑتا - اب بہی مجکو اسلام کی عالت آیندہ پر ویساہی اعلی درجہ کا یقین اور بہروسہ ہے جیساکہ ۱۸۸۲ء کی فصل بہار مین تہا - اور اگرچہ لوگون کو نخل امید سے پہل پانے مین کچہہ تاخیر ہوگئی ہے لیکن مین بیدل نہین ہون گو سردست ناکامی ہوئی ہے لیکن ہمکو خدا پر بہروسا اور یقین رکہنا چاہیئے - الحق یعلو ولا یعلی ۔

ولفرڈ اسکاون بلنٹ

کلکتہ یکم جنوری ۱۸۸۳ء

اگرچہ اسوقت خاموشی کا عالم ہی لیکن امید ہی کہ عنقریب انگلستان مین مختلف فریقون کی باہمی بحث چہڑ جائے ایسے وقت مین غالبًا یہ امر ناممکن نہین ہے کہ اُن باتونکی جلد جلد برتے جانیکیطرف عوام متوجہ کر دیئے جائین جو چند سال سے ایشیا کے مذہبی طبائع مین ایک ہیجان پیدا کر رہے ہین اور کچہہ شک نہین کہ وہ باتین عنقریب مدبران انگلستان کو سخت تردد مین مبتلا کرینگے اور اگر وقت پر اونکی جانب توجہ نہوگی تو پہر اونکا تصفیہ مدبران موصوف کے اختیار سے باہر ہوگا گو اسوقت اگر ایک مضبوط پالسی[١] اختیار کیجائے تو ممکن ہی کہ اون دقتون کا حل اس ملک[٢] کے بڑے فائدہ کے ساتھہ ہو جائے ۔ مسلمانون کی دنیا مین جو ایک جان تازہ پڑتی جاتی ہی بیشک وہ اس لائق ہی کہ ہر انگریز اوسپر توجہ کرے اور اس بات پر یقین کرنا مشکل ہی کہ اون لوگون نے اس پر بہت غور اور خاص توجہ سے نظر نہین کی جو باعتبار اپنے عہدہ کے معاملات ایشیا کی رفتار کے ذمہ دار ہین لیکن مین واقف نہین ہون کہ ہنوز امر مذکورہ بیچے اور صحیح پیرایہ مین عوام انگلستان پر ظاہر کیا گیا ہی با یہ کہ موجودہ حلقہ وزراے سلطنت مین اوسکی نسبت کوئی خاص

[١] حکمت عملی ۔ [٢] یعنے انگلستان ۔

اور محدود پالسی اختیار کر لی گئی ہی بلکہ جلسۂ وزرا کا حال تو بالکل برعکس معلوم ہوتا ہی ہم جانتے ہین کہ انگلش مدبران ملک اون پالسیون کو بہت شبہہ کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہین جنکو اونکا فریق مخالف محض وہمی اور خیالی بتاتا ہی پس نہایت قرین قیاس ہی کہ اسلام کی حالت آیندہ پر غور کرنے مین جس عظیم مسئلہ کا حل کرنا لازم آئیگا خود اوسکی عظمت باعث اسکی ہوئی ہو کہ وہ یہ کہکر بالای طاق کر دیا گیا ہو کہ عملی تدابیر مملکت کے احاطہ سے مسئلہ مذکور خارج ہی ۔ یہ فقرہ تو بہت سہل اور مختصر ہی اور اکثر اون لوگون کی زبان زد ہی جو ہم مین ذی اختیار ہین اور اہم فیصلون کی محنت اور ذمہ داری سے بچنا چاہتے ہین لیکن تاہم مین بلا تامل کہتا ہون کہ مسئلہ مذکور ایک جدید اور نہایت عظیم پیرایہ مین پیدا ہو گیا ہی اور موجودہ اور مین خیال کرتا ہون کہ کوئی شخص جو چند سالہای گذشتہ مین ایشیاے مغربی کے مسلمان خلقت سے ملا جلا ہو میری بات کے صحیح ہونے پر شبہہ نکریگا ایشیاے مغربی مین صاف نمایان ہی کہ بڑی بڑی تبدیلیان کمربستہ ہین ۔ ایسی تبدیلیان جو غالبًا اون تبدیلیون کے مشابہ ہین جو چار سو سال گذری عیسائیت پر ہوئین تہین اور سخت ضرورت ہی کہ انگلستان نئی چال چلے اگر صرف چند سال تک ہی اوسکو منظور ہو کہ مین ایشیائی رفتار کی رہنما اور رہنچ رہون ۔ موسم سرماے گذشتہ کے ابتدائی حصہ مین جب مین جدہ گیا تھا تو اس مطلب سے بالکل خالی نہ تھا کہ مسلمانون کے اس نئے جوش کی نسبت زیادہ تر صحیح اطلاعین حاصل کرون بہ نسبت اسکے کہ وہ اور جگہہ حاصل ہون ۔ یہی غرض میری مصر اور شام جانے سے تھی جہان مین نے چند مہینے کلیۃً مسلمانون کی سوسٹی[1] مین بسر کیئے ۔ مینے خیال کیا کہ

[1] صحبت اور جماعت ۔

جدہ جو مکہ کا بندرگاہ ہی اور تمام دنیا کے مسلمانون کی اوس نامور مرکز اور مرجع سے صرف
چالیس میل کے فاصلہ پر ہی موزون ترین مقامات سے ہوگا جہان سے مین اسلام کی
اوس حالت پر جسکی مجکو تلاش ہی ایک مجموعی اور وسیع نظر کر سکونگا اور میرا یہ تصور صحیح تھا
کہ وہان کی ہوا اور رنگ مین بہ نسبت قاہرہ یا بغداد یا قسطنطیہ کے صرف ایک صوبہ[1]
ہونے کی حالت کم ہوگی بیشک حج کے دنون مین جدہ ایک بڑی دار السلطنت کا
سواد بن جاتا ہی اور ایک یورپین مسافر کو بھی یہ بات محسوس ہونے لگتی ہی کہ مین
اب ایسی دنیا مین نہین ہون جہان صرف چھوٹے چھوٹے خیالات اور مقامی ہمتین
وجود پذیر ہون ۔ ہر طرف سے اوسکے کانون کو ملک داری کی بحثین سنائی دیتی ہین
جو بڑی دنیا سے متعلق ہین ۔ جس مذہب کا اظہار کیا جاتا ہے وہ بہ نسبت اُس اسلام کے
جس سے وہ ٹرکی یا ہندوستان مین واقف ہوا ہے زیادہ تر وسیع ہے ۔ ہر نسل اور
ہر فرقہ اور ہر زبان کے لوگ وہان موجود ہوتے ہین ۔ ہندوستان کے لوگ ۔ فارس
کے لوگ ۔ افریقہ کے مور لوگ وہان ملتے ہین ۔ نائیگرہ کے حبشی اور جاوا کی قوم ملائی ۔
ریاستہای خوانین کے تاتاری لوگ ۔ صحراے فرنج کے عرب لوگ ۔ عمان اور زنجبار کے
لوگ ۔ چینیون کے لباس مین بھی مسلمان ملتے ہین جو اُس آسمانی[2] سلطنت کے بقیہ باشندون
سے مطلق ممیز نہین ہوتے ۔ اندرونی چین کے مسلمان بھی نظر آتے ہین ۔ جب یہہ خلقت
گلیون مین چلتی پھرتی نظر آتی ہے تو دفعۃً دیکھنے والے کی نظر مین اسلام کا اندازہ وسیع
ہوجاتا ہے اور جیسا کہ مسٹر ٹامس برون صاحب کا قول ہے وہ اپنے دل مین یہہ کہہ اٹھتا ہی
کہ ”کچھہ شک نہین ہے کہ مسلمانون کی دنیا کی حدود اُن حدود سے وسیع تر ہین جو مولفان

[1] یعنے ایسے منصوبہ جو صرف ایک شہر یا صوبہ پر محدود ہون ۔ [2] چین کی سلطنت کو یہی ادعا ہے ۔

جغرافیے نے ہمکو بتا ئے ہین ۔ جدہ کی مستقل آبادی بہی ایک خلاصۂ دنیای اسلامی ہے
علاوہ پیدایشی عرب کے جنہون نے اپنی زبان اور طرز خیال کو بقیہ خلقت کیطرح کردیا ہے
ایک مخلوط گروہ اُن باشندونکا ہے جو اُن بیشمار حاجیون کی اولاد ہین جو ان مقدس شہرون
مین عمر بسر کرنی اور وفات پانے کی غرض سے رہجاتی ہین یہ لوگ ایک حد تک اور کم سے
کم دو ایک پشت تک اپنی حالت شخصی کو محفوظ اور اپنی اصلی سرزمینون سے اور اپنے پہلے ہموطنون
سے تعلق قائم رکہتے ہین ۔ لہذا جدہ مین ہمیشہ واقعات دنیا کی خبرونکا بازار کہلا رہتا ہے ۔ اور
بازار کی عام بات چیت مین دنیای اسلامی کی ہر گوشہ کی خبرونکی تفصیل ملتی ہے ۔ شاید یہہ بات
بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ زمانہ حال کے اسلام کا حال جسقدر جدہ مین ایک ہفتہ مین معلوم ہوجاے
اُسقدر دوسری جگہہ سال بہر مین بہی نہ معلوم ہو یہان تو ودکاندار تک آسمانی باتونکی گفتگو کرتے ہین
اور غیر ملک کے وسہس کانسل تک پیشین گوئیان کرتے ہین ۔ بہ نسبت اور جگہہ کے مسلمانون کی اہل
حجاز کو معاملات مذہبی کی بحث مین کم رکاوٹ ہوتی ہے مذہب تو گویا اُنکی جنس تجارت مین داخل ہے
اور وہ اُسکو اجنبیون کے سامنے نمایان کرنے کے خوگر ہو رہے ہین ۔ اہل یورپ کے ساتہہ حجاز
کا آدمی مذہبی بحث کو کراہیت کے ساتہہ کرتا ہے اور گویا اہل یوروپ کو اس لائق نہین سمجہتا کہ اوس سے
ان اُمور مین مخاطبہ کرے لیکن تاہم وہ بحث مین ضرور آتا ہے اور چکنی چپڑی باتین نہین کرتا جیسا کہ
اکثر ریا یا خوشامد کے طور پر کیجاتی ہین ۔ علاوہ برین (اور یہہ نہایت اہم بات ہے) جدہ کا تاجر
ہمیشہ مباحث مین بلحاظ اُنکی عملی پہلو کی در آتا ہے ۔ وہ پولیٹکل[۱] اور اکانومیکل[۲] طور پر باتونکو دیکہتا ہے
نہ محض اصول کے طور پر اور اگر اوسکو تعصب و سرگرمی ہے تو اُسکی اسباب وہی ہین جنہون نے
ایک مرتبہ اہل فنس کو تحریک دی تہی کہ اپنے معابد مین پرستش کی حمایت مین اوٹہہ کہڑے ہون

---

[۱] ملکداری ۔ [۲] انتظامی ۔

باستثنائی قاہرہ اور قسطنطنیہ کے اور شہرون مین علما و فضلا سے اگر کوئی اجنبی ہدایت طلب کرے تو معلوم ہوگا کہ وہ زیادہ تر اصولی باتونکی بحث مین مشغول ہین جو آج کے دن ہر محل پر سودمند نہین ہین - وہی قرآن مجید کی تفسیر کے متعلق پرانی باتین جنپر مدت مدید خارج از یاد سے مذاہب مختلفہ مین بحث ہورہی ہے - لیکن جدہ مین ان باتون پر بہ عملی حالت کے لحاظ سے نظر ہوتی ہے اور یہہ دیکہا جاتا ہے کہ پولیٹکل امور پر انکا کیا اثر پڑتا ہے - مین نے تو فوراً دیکہہ لیا کہ واقفیت حاصل کرنے کا یہہ نہایت عمدہ مقام ہے اور ہر موقع پر مین نے جی لگاکر باتین سنین اور بحثین کین اور اگرچہ مجکو دعوی نہین ہے کہ ایک سمجہدار شائق تحقیق سے میرا رتبہ زیادہ ہے لیکن مینے ایک ایسا ذخیرہ معلومات یکجا کرلیا کہ مین اُسکو بہرکیف نہایت قیمتی سمجہتا ہون اور بوجہ انہین معلومات کے میرے خیال کو مسلمانون کے اُن مذہبی امور مین بصیرت کے ساتہہ درآنے کی جگہہ ملی جن سے شمالی ملک مین بعدازان مجکو برتاؤ ہوا - جدہ نے میری تمام اُمیدین پوری کردین اور قریب قریب مجکو سب باتین حسب اطمینان دریافت ہوگئین - اور مین ضرور کہونگا کہ مین وہان سے اپنی تمام مشکلین حل کرآیا اور اُس سرزمین مین جسکو اپنے تصور مین مین حالت الخطاط مین شمار کرتا تہا زندگی اور خیالات کے نئے نئے عالم پائے - مجکو اسلام کی نہایت قوی زندگی پر - اوسکی عملی اور واقعی امیدون پر - اس انیسوین صدی مین اُسکی خطرون پر - اور سب سے زیادہ اس بات پر کہ اُسمین ایک بڑی اخلاقی قوت ہے - نہایت تعجب ہوا - مختصر یہہ کہ جدہ نے میری توجہ کو اسقدر رجوع کردیا جسکا مجکو ہرگز خیال نہ تہا اور مین نے اوس مقام کو اُس بڑی کشمکش مین چہوڑا جو اسلام کی طرز سابق کی بازگشت و بحالی چاہنے والی اور اسلام مین ریفارم اور اصلاح چاہنے والے فریقوں مین ہے اسباب ظاہر قریب الوقوع معلوم ہوتی ہی اور مین اس بات سے مایوس نہین آیا کہ اُسکا نتیجہ عمدہ ہوگا - اب مین ارادہ کرتا ہون کہ اس بات پر بحث کرون کہ وہ کیا ہوگا -

لیکن اولاً مین یہہ مناسب سمجھتا ہون کہ مجمل اور مختصر طور پر اجزای عالم مسلمانان پر نظر ڈالون۔ اسلام
کی حالت آیندہ کا قیاس اسی بات کے علم پر مبنی ہو سکتا ہے کہ وہ کن اجزا (یعنے اشخاص) سے
مرکب ہے اور یہی بات لوگونکو کم معلوم ہے۔ یہہ مین کہہ چکا ہون کہ یوروپ سے اگر کوئی اجنبی حجاز
مین وارد ہو تو وہ اوس مذہبی دنیا کی عظمت اور وسعت پر جسکی وسط مین وہ کھڑا ہے بے اختیار
حیران رہجائے گا ہمارے مغربی نگاہون مین معلوم ہوتا ہے کہ محمدیت صرف سلطنت عثمانیہ
کی حدود سے محدود ہے۔ ہماری عین پیش نظر صرف ترک لوگ کھڑے ہین اور سلطان بایزید[1]
کے وقت سے یہی حال ہے۔ اور ہماری دیہقانی زبان مین بایزید کا نام لفظ مسلمان کا مرادف
ہے اور ہم بایزید کو اسطور پر دیکھتے ہین کہ اگر اسلام صرف اوسی سے مقصود نہین ہے تو پہر کیف اسلام
کا جزو اعظم وہی ہے لیکن عرب مین ہوکر حقیقت حال منکشف ہوتی ہے اور معلوم ہو جاتا ہے
کہ حدود سلطنت عثمانیہ کو چہوڑ کر اوس سے باہر بہی ایسی قومین اور نسلین موجود ہین جو پیغمبر کی
پیروی مین کسیطرح کم نہین ہین اور جنکی تعداد کے آگے ترک لوگ کسی شمار قطار مین نہین ہین
گویا پہلی پہل قدیم ایرانی اور مغلیہ سلطنتون پر اور چالیس ملین[2] مسلمانان ہند پر اور تیس[3] ملین اہل ملایا
پر اور پندرہ ملین اہل چین پر اور وسط افریقہ کی عظیم الشان خلقت پر جسکا ہنوز شمار نہین ہوا ہماری
نظر پڑتی ہے۔ ہم یہہ بہی دیکھتے ہین کہ عرب کیسا ایک جزو اعظم ہے اور کسقدر ضروری ہے کہ
اسلام کی حالت آیندہ کا تخمینہ کرنے مین ہم اسکا لحاظ کرین ترکی اور قسطنطنیہ تو بہت دور جا پڑتے
ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کی عظمت کا مرکز گویا شمال اور مغرب سے جنوب و مشرق
کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ چند روز تک مین نے جدہ مین محنت کی کہ صحیح نقشہ جات

(۱) اس بادشاہ نے سنہ ۱۳۸۹ع سے ۱۴۰۲ع تک زور شور سے سلطنت کی۔ بمقام نکوپولس عیسائیون کی جہادی فوج کو بڑی شکست دی تہی سلطان تیمور نے بالآخر اسکو ہزیمت دی۔ من مترجم

(۲) ملین دس لاکھ کو کہتے ہین

شمار حجاج بہم پہونچاؤن جن سے انکی مختلف نسلون اور ان آبادیون کی مردم شماری معلوم ہو جن مین سے وہ آئی ہین - بیشک حاجیون کو دیکھکر ٹھیک جانچ اجزای دنیای مسلمانان کی نہین ہوسکتی کیونکہ بہت سے امور متعلق بہ فاصلہ و مصالح پولیٹکل اُس تخمینہ کو غلط کردے سکتے ہین - لیکن تاہم ایک حد تک حاجیون کی تعداد مین اور ان آبادیونکی شمار خلائق مین جن مین سے وہ آتے ہین ایک مناسبت قایم رہتی ہے اور ہرگاہ اور کوئی بہتر ذریعہ نہین ہے تو یہہ نقشہ جات حج ہمکو ایک ایسی فہرست مہیا کردیتے ہین جو خالی از فائدہ نہین ہے اور جس سے مسلمانون کے مختلف ممالک کے مذہبی زندہ دلی کی مقدار معلوم ہوتی ہے - بہ نظر تسہیل مین نے اعداد کو ایک نقشہ مین مندرج کردیا ہے اور یہہ نقشہ خاص کر اُس باضابطہ دفتر سے مرتب کیا گیا ہے جو بابت اُن حاجیون کے جو وہان جہاز سے اوترتے ہین چند سالہائی گذشتہ سے جدہ مین قایم ہے اور جہان تک رعایای برٹش کو تعلق ہے مین نے نقشہ کی جانچ وہانکی کانسل کے دفتر سے کرلی ہے لہذا اُنکی صحت پر کسیقدر اطمینان کرنا چاہیے اور بہ نسبت اُن حاجیون کے جو براہ خشکی آتے ہین کچھہ تو مین نے اپنے معائنہ پر بہروسا کیا ہے جو تین سال گذرے وقوع مین آیا تہا اور کچھہ اُن نقشجات پر جو قاہرہ اور دمشق سے مجکو حاصل ہوے - لیکن مختلف ممالک اسلامیہ کی آبادیون کے نقشہ کی نسبت مجکو زیادہ تر یورپین تحقیقات پر اعتبار کرنا پڑا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جدہ مین ایسا کوئی نقشہ قابل اعتبار نہ سکتا تہا - لیکن اعداد کو اہل یوروپ کی یادداشت کی کتابون سے لیکر مین نے پہر اُنکی تصحیح و ترمیم ایسے لوگون سے کرلی ہے جو مجکو ملے اور جنہون نے اُن ملکون کو دیکھا ہے لہذا مین اُمید رکہتا ہون کہ ناظرین کو اسلام کے اجزا کی شمار کا خیال پیدا کرانے مین مین قریب صحت کے ہوگیا ہون - کامل صحت کا مین دعوی نہین کرتا لیکن اگرچہ وہ میسر نہ تہی تاہم جو دہ بحث مین مجکو اس سے کوئی اصلی مدد نہ ملتی میرا نقشہ حسب مندرجہ ذیل ہے

نقشہ شمار حاجیان مکہ بابت سنہ ۱۸۸۰ء

قومیت حجاج	سفر بحری کے ذریعے	سفر بری کے ذریعے	اُن آبادی کا شمار جس مین سے حاجی آئے
رعایای عثمانیہ مع حاجیان شام و عراق۔ (لیکن مصر و خاص عرب شامل نہین ہین)	۸۵۰۰	۱۰۰۰	۲۲۰۰۰۰۰۰ دو کروڑ بیس لاکھ
مصری	۵۰۰۰	۱۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰ پچاس لاکھ
اہل مغرب یعنی مسلمانان ممالک بار بری۔ ٹروپولی ٹیونس الجیریس و موراکو۔ جو زبان عربی متکلم ہین اور جو ہمیشہ ایک فرقہ مین داخل کیے جاتے ہین اور اونکے باہم آسانی سے امتیاز نہین ہوتا	۶۰۰۰	۰	۱۰۸۰۰۰۰۰ ایک کروڑ اٹھ لاکھ
عرب (یمن کے)	۳۰۰۰	۰	۲۵۰۰۰۰۰ پچیس لاکھ
عرب عمان اور حضرموت کے	۳۰۰۰	۰	۳۰۰۰۰۰۰ تیس لاکھ
عرب۔ نجد اور عاصر اور حسا کے جو اکثر وہابی ہین	۰	۵۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰ چالیس لاکھ
عرب حجاز کے جس مین غالباً ۱۰۰۰۰ اہل مکہ شامل ہین	۰	۲۲۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰ بیس لاکھ
حبشیان سوڈان	۲۰۰۰	۰	۱۰۰۰۰۰۰۰ (۲) ایک کروڑ
زنجبار	۱۰۰۰	۰	۱۵۰۰۰۰۰ پندرہ لاکھ
اہل بلاد کیپ آف گوڈ ہوپ کے	۱۵۰	۰	۰
اہل فارس	۶۰۰۰	۲۵۰۰	۸۰۰۰۰۰۰ اسی لاکھ
اہل ہند (رعایای برٹش)	۱۵۰۰۰	۰	۴۰۰۰۰۰۰۰ چار کروڑ

قومیت حجاج	[illegible]	[illegible]	اُس آبادی کا شمار جسمین سے یہہ حاجی آتے
اہل ملایا خاص کرجاوا سے رعایای ڈچ	۱۲۰۰۰	۰	۳۰۰۰۰۰۰۰ تین کروڑ
اہل چین	۱۰۰	۰	۱۵۰۰۰۰۰۰ ایک کروڑ پچاس لاکھہ
منگول (مغل) ریاست ہای خوانین سے جو حاجیان عثمانیہ مین شامل ہین -	۰	۰	۶۰۰۰۰۰۰ ساٹھہ لاکھہ
لازی و سرکیشیا اور تاتاری وغیرہ رعایای روس جو حاجیان عثمانیہ مین شامل ہین -	۰	۰	۵۰۰۰۰۰۰ پچاس لاکھہ
آزاد افغان وبلوچی جو حاجیان ہندوستان وفارس مین شامل ہین -	۰	۰	۳۰۰۰۰۰۰ تیس لاکھہ
مجموعہ حاجیان جو عرفات پر ہوتے ہین	۰	اسلام مردم شماری ۹۳۲۵۰	۱۷۵۰۰۰۰۰۰ ساڑہے سترہ کروڑ

ضرور ہے کہ ان مجموعی اعداد کی توضیح کیجاے تاکہ مجموعی حالت اسلام پر سرسری نگاہ مین انکا پورا فائدہ مترتب ہو - جہان تک ممکن ہے مین اونکی توضیح اُسی ترتیب کے ساتہہ کرونگا جو اُنکے قائم کرنے مین ملحوظ رکہی گئی ہے لیکن بغرض تسہیل مزید اُنکو لحاظ اُنکے مختلف طرق وملل کے جماعتون پر شامل کر دونگا کیونکہ یہہ ضرور یاد رکہنا چاہیئے کہ اسلام کی ابتدائی نظم وترکیب مین یہہ مقصود تہا کہ پولیٹکل (ملکداری) اور مذہبی اعتبار سے وہ ایک ہی مجموعہ ہو لیکن اب اسلام نہ صرف بہت سی قومون پر بلکہ بہت سے طریقون پر منقسم ہو گیا ہے - لیکن بعض اصلی باتون پر سب کے سب یکسان یقین رکہتے ہین اور سب کے سب

مکہ معظمہ کا حج کرتے ہین اور وہان اپنی مشترک سرزمین پر ملتے ہین اور حج کو جو بڑی وقعت ہے اوسکا اصلی باعث یہی پچھلا امر ہے - اصلی عقاید جو تمام مسلمانون مین مشترک ہین یہہ ہین -
۱ ایک سچے خدای واحد پر جو خالق ہے اور جملہ اشیا کا مالک و منتظم ہے یقین کرنا ۲ آیندہ زندگی مین جزا و سزا پر یقین رکھنا ۳ اس بات پر یقین رکھنا کہ بذریعہ وحی و الہام کے خدا نے اپنی باتین پہلے حضرت آدمؑ پر ظاہر کین اور انکی تجدید کچھہ کچھہ عرصہ کے بعد حضرت نوحؑ و حضرت ابراہیمؑ و حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ پر ہوتی رہی اور آخر مین نہایت مکمل طور پر محمدؐ پر وہ باتین ظاہر ہوئین - یہہ وحی صرف اصولی و خیالی باتونکی نہین ہے بلکہ عملی باتونکی - اسکو دعوی ہے کہ اسنے زندگی کے قواعد کلیہ سکہائے ہین جو تمام انسانون سے بلحاظ ملکداری اور وضع قانون اسیطرح متعلق ہین جسطرح بلحاظ عقائد و اخلاق کی - یہی اسلام کہلاتا ہے ۴ یہہ یقین رکھنا کہ قرآن مجید خدا کا خاص اور خالص کلام ہے اور اوسکی تعبیر بمدد وحی و الہام رسول اور اصحاب رسول نے کی ہے اور جو حدیثون مین محفوظ ہے - اس سب کا ماحصل مشہور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے جو ہر گروہ اسلامیہ کے عقیدہ مشترک کی بنیاد ہے اور اسیطرح صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ و حج چار اعمال مذہبی بہی سب مین مشترک ہین جنکا حکم خود قرآن مین موجود ہے - لیکن دیگر امور مین جو عقائد اور اعمال دونون سے متعلق ہین ان لوگون مین بڑا اختلاف ہے ایسا بڑا اختلاف کہ اونکے فرقے صرف ایک دوسرے سے جدا اور ممیز ہی نہین ہین بلکہ بالضرور ایک دوسرے کے مخالف خیال کئے جائینگے لیکن تاہم اسباب کو تسلیم کرنا چاہئے کہ اونکے مذاہب باہم اسطرح قطعی بے میل نہین ہین جیسا کہ عیسائی فرقون کا حال ہے کیونکہ ہر فرقہ دوسرے فرقون کو صاف صاف حدود اسلام مین داخل تسلیم کرتا ہے اور موقع پر وہ لوگ ایک دوسرے کی مسجدونمین

۱ اسلام کو -

نماز پڑہتے ہین اور وقت حج وزیارت کے ایک ہی درگاہون پر سر جہکاتے ہین - وہ لوگ ایک دوسرے کی خطاؤن کو قطعی سزاوار جہنم کرنے والی ہی نہین کہتے البتہ وہابی لوگ میری دانست مین اس سے مستثنیٰ ہین اور دوسرے مسلمانون پر شرک اور بت پرستی کا الزام لگاتے ہین - مردم شماری چار بڑی فرقونکی تخمیناً حسب ذیل ہے -

۱	اہل سنت وجماعت	۱۴۵۰۰۰۰۰۰	چودہ کروڑ پچاس لاکہہ
۲	شیعیان علی	۱۵۰۰۰۰۰۰	ایک کروڑ پچاس لاکہہ
۳	عباسیہ	۷۰۰۰۰۰۰	ستر لاکہہ
۴	وہابی	۸۰۰۰۰۰۰	اسی لاکہہ

اہل سنت وجماعت یعنے اہل طریق کا فرقہ بیشک ان سب مین زیادہ اہم اور عظیم ہے اونکو دوسرے فرقون سے وہی نسبت ہے جو کیتہلک چرچ کو دیگر مختلف عیسائی فرقون سے ہے اور صرف وہی لوگ اوس سلسل پولیٹکل و مذہبی اہل حدیث جماعت کی قائم مقام ہونے کا دعوے کہتے ہین جو ایک زندہ چرچ (معبد) کی علامت ہے - اصول مسلمہ مذکورہ بالا کی علاوہ سنیونکی عقیدہ مین بعد پیغمبر خدا اور اونکے اصحاب کے اوہی معتبر ذریعہ تبلیغ احادیث کے موجود ہین جو کچہہ کم مستند نہین ہین - خلفائی اربعہ کے اقوال کو جو پہلی صدی اسلامیہ مین جمع کیے گئے تہے اہل سنت وجماعت الہامی اور ناقابل اعتراض سمجہتے ہین اور اسی طرح ایک حد تک اون چار بڑے بڑے ائمہ اسلام یعنے امام ابو حنیفہ وامام مالک وامام شافعی وامام حنبل کی کتابونکو خیال کرتے ہین - اونکے بعد فتوونکا درجہ ہے یعنی نامور ومتبحر علما کے فیصلونکا جو آج تک صادر ہوتے ہین - گو باعتبار مستند ہونے کے ان فتوونکا درجہ بہت کم ہے - وہ مجموعہ ہدایات وتعلیم جو ان ذریعون سے مرتب ہوا ہے شرایعت اور ٹرکی مین شریعت شریفہ کہا تا ہے

اور وہی اسلام کا مذہبی قانون ہے - خلاف اس قانون کے راے دینا ناجائز ہے - اور ائمہ
موصوف کو ہم عیسائی گرجاؤن کے پادریون سے تشبیہ دیسکتے ہین سنیونکا یہہ بہی ایک غیر
اختلافی مسئلہ ہے کہ وہ لوگ نہ صرف ایک مذہبی بلکہ پولیٹکل جماعت بہی ہین اور پیغمبر کی دنیاوی
طاقت کا ایک زندہ قائم مقام خلیفہ کے وجود مین اونکی جماعت مین موجود ہے گو اس باب
مین بڑا اختلاف راے ہے کہ زمانہ سابق مین صحیح سلسلہ قائم مقامی کا کیا تہا اور زمانہ حال مین منصب
اور لقب خلافت کا استحقاق جائز کسکو پہونچتا ہے - لیکن یہہ ایک بڑی پیچیدہ اور اہم بحث ہے
اور اسمقام پر مین اس سے علیحدہ رہتا ہون پس سنی لوگ ایک عالمانہ اور عاملانہ جماعت
ہین اور بمقابلہ ہر سہ دیگر فریقون کی مجموعہ کی اسقدر زیادہ ہین جیسا ساڑہے چار بمقابلہ ایک کے
لہذا اونکو ایک عمدہ حق حاصل ہے کہ دوسرونکو اہل عقاید باطلہ قرار دین - لیکن سنیونکی نسبت
بہی ہرگز یہہ نہ سمجہنا چاہیے کہ کامل او قطعی طور پر وہ باہم متفق الراے ہین اسلام کی شرعی راہ
پختہ سڑک نہین ہے جیسا کہ عیسائیونکا کیتھلک چرچ اب ہوگیا ہے بلکہ منازل حج کیطرح وہ بہی
پیچ در پیچ ہے الگ الگ ڈہری بنی ہوئی ہین کوئی نزدیک ہے کوئی ایسی دوری یا پیچیدگی مین
ہے کہ اورون کی نگاہ سے صاف غائب ہے - یہہ سچ ہے کہ وہ سب ایک سمت کو روان ہین اور
جہان کہین سخت زمینون مین کوئی سلسلہ کوہ حائل ہوگیا ہے یا جہان کوئی تنگ گہاٹی واقع
ہوگئی ہے وہ لوگ ملجاتے ہین لیکن عام طور پر ہر گروہ نے اپنی نسل یا مزاج کی خاصیت کے
اثر سے اپنی اپنی راہ اختیار کی ہے - اونکا کوئی مشترک مستند مفتی دنیا مین نہین ہے جسکو
سب کے سب بالاتفاق بقیہ پر فوقیت دیتے ہون نہ اُن مین کوئی ایسا عہدہ یا منصب ہے
جسکو ذرا بہی مشابہت پوپ کے مسلمہ منصب سے دیجانے - اکثر مسلمانون کی ہر
قوم اپنا اپنا جدا مذہب رکہتی ہے جو خود اُسی قوم کے علما سے مرکب ہوتا ہے اور خود

اُسی کا مفتی اعظم یا شیخ اسلام اوسکا سرگروہ ہوتا ہے اور یہہ لوگ بیرونی دباؤ سے بالکل آزاد ہوتے ہین - اگروہ لوگ کبھی ملتے بھی ہین تو مکہ مین لیکن مکہ مین بھی کوئی جماعت تعلیمی نہین ہے اور نہ کوئی ایسا مفتی ہے جو سبکا مرکز ومرجع ہو اور اگرچہ کبھی کبھی وہان یا قسطنطنیہ یا قاہرہ مین استفتا بھیجے جاتے ہین لیکن جو فتوی دئے جاتے ہین اونکی کامل اور قطعی پابندی اور سرزمین کے مسلمانون پر فرض نہین ہوجاتی - علاوہ ان قومی امتیازات کے اُن مین تین مسلمہ مذاہب فقہا کے ہین جنہون نے اتحاد شرعی کو تقسیم کردیا ہے اور اگرچہ باعتبار بنیاد خیال کے مخالف یکدیگر نہین ہین لیکن حقیقت مین اُنہون نے مذہبی خیال کی تین جداگانہ راہین بنادی ہین - مصنفان یوروپ ہمیشہ ان مذاہب کو بلفظ (سکٹ) گروہ یا فرقہ کے موسوم کرتے مین - لیکن بلاشک لفظ سکٹ غیر صحیح ہے کیونکہ جو فرق ان ہرسہ مذاہب کے مسائل مین ہے وہ بہ نسبت اُس فرق کے زیادہ صاف ونمایان نہین ہے جو خود ہمارے چرچ (گرجا) کے فریقون ہائے (بلند) (لو) پست اور (براڈ) وسیع - مین ہے بیشک ان تین اقسام مسائل چرچ انگلشیہ اور ان تین مذاہب شرع اسلامیہ مین ایک عجیب مشابہت نکلتی ہے - یہہ تین مذہب حسب ذیل ہین حنفی - مالکی - شافعی - ایک چوتہا مذہب حنبلی بھی حسب معمول اضافہ کیا جاتا ہے لیکن زمانہ موجودہ مین اسکے پیرو اسقدر کم ہین کہ ہمکو اُسکی نسبت لکہنا کچھہ ضرور نہین معلوم ہوتا - حنفی مذہب اعلی طبقہ والونکا مذہب کہا جاسکتا ہے اور اگر اسلام کی نسبت مصطلحات عیسائیہ کا استعمال ہوسکتا ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ مذہب کورچرچ (گرجا) اور اسٹیٹ (سلطنت) کا ہائے (بلند) اور ڈرائی (خشک) فریق ہے مین یقین کرتا ہون کہ نسل عثمانیہ جو فرمانروائے شمال مین اور اُسکے قرابت دار جنہون نے وسط اور جنوبی ایشیا مین طرح سلطنت ڈالی بلا استثنا اسی مذہب کے پیرو مین

۱؎ مذہب حنبلی اب زیادہ تر صرف مدینہ اور قسیم واقع وسط عرب مین محدود ہے - من مصنف -

اہل عہدہ و منصب بہی دنیا کے کثیر حصہ مین حنفی ہین جن مین وزارت مصر و ترپولی و ٹیونس اور ظاہر اکثر ہندوستانی روسا کے دربار شامل ہین - غالباً بہ نسبت وجہ ہونے کے زیادہ تر یہہ امر اوسکا نتیجہ ہے کہ یہہ مذہب جملہ مذاہب سے زیادہ کانسروٹیو ہے اور کانسروٹیو پورے معنون مین ہے یعنی "ہر بات کو ٹہیک اُسی طور پر رہنے دینا جیسی کہ وہ ہے" علمائے ترک نے ہمیشہ اس بات پر سخت اصرار کیا ہے کہ اجتہاد یعنی نئے مسائل کا اخذ کرنا قطعاً مسدود ہو گیا ہے اور موجودہ مجموعہ قانون مذہبی مین کچہہ بہی کمی یا بیشی نہین ہو سکتی اور کوئی مجتہد یا مفتی اسلام ایسا نہین ہو سکتا جو اُس قانون کو زمانہ حال کی زندگی کے موافق کرے - لیکن ہر گاہ رایون کے قائم کرنے مین اسقدر ضد اور سختی ہے باعتبار عمل کے مذہب حنفی نہایت ڈہیلا ہو گیا ہے - اسکی اخلاقی تعلیم کی نسبت کہا جاتا ہے اور میری دانست مین بہی صحیح ہے کہ وہ زیادہ تر اوسکے خاص ہوئدون کے مذاق کی موافق موضوع ہے - اسکے دشمن اس پر یہہ الزام لگاتے ہین کہ اسنے اُن اخلاقی برائیون کو جو عام طور پر ترکون مین ہین برداشت کر لینا منظور کر لیا ہے - یعنی مشروبات منشی کا استعمال ورحد اعتدال سے زیادہ حرم سرا مین عورتین لانا اور اسسے بہی زیادہ بداعمالیان - فی الواقع مذہب حنفی (افیشل) سرکاری یا باضابطہ مذہب ترکان عثمانیہ کے شرع کا ہے - اس مین گروہ کثیر اُن لوگونکا شامل ہے جو آج کے دن قسطنطینیہ کے مذہبی و روحانی افسری کی ادعائی تائید کرتی ہین - پس ہمارے نقشہ مین جو مدحاج عثمانیہ کی ہے وہ زیادہ تر اسی مذہب کے لوگون سے مرکب ہے - لیکن یہہ ہرگز نہ خیال کرنا چاہیئے کہ آٹہہ ہزار یا پانچسو حاجیون کی جماعت یا وہ دو کروڑ بیس لاکہہ آبادی جسمین سے وہ آتے ہین صرف ترکون سے مرکب ہے اصلی ترک عثمانیہ تو غالباً شاذ و نادر ہے مکہ مین آتے ہین اور یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کُل ترکون کی مردم شماری یوروپ اور ایشیا مین چالیس لاکہہ سے زیادہ ہے - حاجیون مین

اونکا شامل نہوتا کوئی تعجب خیز امر نہین ہے بلکہ وجوہ معقول موجود ہین - ٹرکی مین صحیح و توانا نوجوان
لوگ جو اصلی اور ابتدائی جزو حج کی ہو سکتی ہین فوجی خدمت کے لئے دوسرے کامون سے علیحدہ
کر لئے جاتے ہین اور ان مین سے شاید ہی اب کوئی شخص کعبہ کا سفر کرتا ہو بجز اسکے کہ سلطانی
وردی مین جائے - مالدار تاجر جو دوسری سرزمینون مین حج کے جزو ثانی ہوتی ہین ترکون
مین قریبًا کالعدم ہین اونکا وجود ہی نہین ہے - اب رہے عہدہ دار لوگ کہ سلطنت مین وہی ایک
فرقہ آسودہ حال لوگونکا ہے سو اونکو نہ تو فرصت ہے نہ اونکو یہہ خواہش ہوتی ہے کہ اپنی دنیاداری کے
کاٹ باندہ اور سازش سے علیحدہ ہون علاوہ برین ترکان ذی عہدہ کی شائستگی اب ایسی نہین
رہی کہ وہ حج کی واقعی سختیون کی اٹھانے پر جلدی سے آمادہ ہو جائین - اگرچہ بحر قلزم کے دخانی
جہازون نے سفر کی دقتین کم کر دین ہین تاہم حج کرنا کچہہ کہیل نہین ہے - اور جدہ مین قدم رکہتے
ہی تمام باتین وہی نظر آتی ین جو سو برس پیشتر تہین حالانکہ ترک لوگ بدل گئے ہین اور بیشک لباس
اور آسایش کے خیالات جدیدہ کے ساتہہ ترک معذور رکہے جا سکتے ہین اگر وہ جامۂ احرام کی برہنگی
اور آفتاب خط استوا کے نیچے کہلے سر کوہ عرفات پر چلنے سے جان بچائین - علاوہ برین مدینہ
(منورہ) پہونچنے کے لئے پہر بہی تین سو میل خشکی کا سفر کرنا ہوتا ہے اور بعض کو زیادہ تر سختی
اس مین معلوم ہو گی کہ بعد ازان حجاز کے مضر صحت بندرگاہون مین مقیم و منتظر رہنا پڑیگا
ترکی عہدہ دارون نے مذہبی پیرایون کو غیر ضروری قرار دینا ہی ایسا سیکہہ لیا ہے کہ اس محل
مین اونکو عذر پیدا کر دینا کچہہ مشکل نہین ہوتا - حج عثمانیہ بہ نسبت اصل ترکون کی زیادہ تر کردون
اور شامیون اور اہل البانیا اور اہل سرکیشیا اور لازیون اور تاتاریان روس
وریاست خوانین وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے اور جو آتے بہی ہین وہ باعتبار اپنے علم
یا عمل کی کچہہ مقدس و ممتاز نہین ہوتے - قسطنطنیہ کی اسکول سینٹ صوفیہ کے ناموری

جو بطور مذہبی دار العلم کے اتنی مدت ہوئی کہ وہ جاتی رہی اور یہہ بات معلوم ہے کہ اوسکی علما بہ نسبت اسکے کہ کسی اور علم کی طرف متوجہ ہوں زیادہ تر عواطف دربار سلطانی کی خواہش و جستجو مین مشغول رہتے ہین حقیقت مین یہہ بات اتنی بڑہ گئی ہے کہ سچے طالبان علم اکثر بخارا کی سکونت کو بلکہ ایران کی مدرسہ ہاے عقائد غیر مسلمہ کو ترجیح دیتے ہین اور اونکو زیادہ تر اصلی راہ تحصیل علم کی سمجہتے ہین - آجکے دن ٹرکی یہہ دعوی نہین کرسکتے کہ اُس مین کچہہ زیادہ نامور علماے مذہبی ہین اور آزاد خیال لوگونکا اور بہی کم دعوی کرسکتی ہے - اہل مصر کا حج کہین زیادہ پر رونق ہوتا ہے - اہل قاہرہ جو عربی زبان بولتے ہین ان مقدس شہرون مین بہ نسبت کسی باشندہ بلاد شمالی کے زیادہ تر بے تکلف اور مطمئن ہوتے ہین حجاز کی رسمین قریب قریب اونہین کی رسمین ہوتی ہین اور وہان کی آب وہوا اونکی آب وہوا سے زیادہ تر سخت نہین ہوتی - قاہرہ یہہ لاف زنی بہی کرسکتا ہے کہ بہ نسبت قسطنطنیہ کے ہمارا پولیٹیکل تعلق مکہ کے ساتہہ قدیم ہے - کیونکہ بارہوین صدی مین سلاطین مصر مقدس مقامات کے حامی تہے بلکہ فتوحات عثمانیہ کے بعد بہی عرب مین خلیفہ کی حکومت مین خلیفہ کا قائم مقام مقیم قاہرہ بلا انقطاع دست اندازی کرتا رہا ہے ۱۸۴۰ء تک مکہ مین یہی حال رہا اور صرف نہر سویز کے کہلنے کے زمانہ سے حقیقت مین قسطنطنیہ نے بلا وساطت اور براہ راست انتظام کرنے کا قصد کیا ہے - اب تک وزراے مصر سلطان کے ساتہہ اس امتیاز مین شریک ہین کہ وہ بہی ہر سال ایک محمل معہ غلاف خانہ کعبہ کے بہیجا کرتے ہین - علاوہ برین قاہرہ کی مسجد اظہر ایک بڑی دار العلم عربی بولنے والی سلطنون کی ہے اور وہان کے علما تمام اسلام مین سب سے زیادہ نامور و ممتاز ہین - لہذا مسلمانون کی مستند رایونکی مجموعہ مین مصریونکی راے کا زور ایک بڑا اہم اور قوی جزو ہے - یہہ سچ ہے کہ خدیو سابق نے اپنی نارا ستیون سے اور یوروپ کے ساتہہ بیجا عجز و

قوت مذکورہ بالا کو بہت کچھہ گھٹا دیا اور اونکی دار الحکومت مین مصری حج کی شان پست ہو گئی لیکن محمد توفیق سے جو اگرچہ آزاد خیال لیکن ایک راست باز اور سچے مسلمان ہین اپنے ملک کی وقعت اور افسری کو پہر بہت کچھہ کچھہ قائم کر دیا ہے اور کچھہ تعجب نہین کہ زمانہ آیندہ مین مصر واقعی شاداب اور آسودہ حال ہو کر ایک دفعہ پہر اسلام کی میدان ملکداری (پالٹکس) مین علم پیشوائی بلند کرے ! لیکن اس باب مین مین بعد کو بحث کرونگا مسجد اظہر مین ہر سہ مذہب کی تعلیم ہوتی ہے اور اہل مصر بموجب اپنی مختلف جماعتون کے اُن پر منقسم ہین ۔ والیسراے (وزیر) اور فرمانروا النسل کے لوگ اور وہ لوگ جو نسل عثمانیہ سے ہین حنفی ہین اور سر کیٹیا کے بے (ایک منصب و لقب ہے) بہی یہی مذہب رکہتے ہین ۔ شہر قاہرہ کے بڑے بڑے تاجرونکا اور عام خلقت کا مذہب شافعی ہے ۔ لیکن منفصلات کے عوام الناس قریبًا کل کی کل مالکی ہین ۔ دریاے نیل کی جانب مغرب کی قومین بہی مالکی ہین اور اُسی عام اصول آبادی افریقہ کے پیرو ہین [2] مذہب مالکی کے خیالات مذہب حنفی سے بہت مختلف ہین ۔

[1] یہ تحریر قبل وقوع مین آنے وقعات ماہ ستمبر گذشتہ کی لکہی گئی تہی اُن وقعات نے آزادی مصر مین ایک نئی حرکت پیدا کی ہی اگرچہ چندے کو تا بہ سبب وہان کے مسلمانون کی عنان خیال جاتی رہی ۔

[2] یونیورسیٹی (دار العلم) اظہر کی ہیئت کیب حسب ذیل ہے ۔ منجملہ پانچسو کی شیوخ یا پروفیسرو نکے دو سو شافعی ہین اور دو سو مالکی اور سو حنفی ہین اور باہ پانچ حنبلی ۔ ان مین سے ہر ایک جماعت کا ایک شیخ الشیوخ ہی جسکو خود اس جماعت نے منتخب اور نامزد کیا ہی اور اسکا فتوی اوس مذہب کے مسائل کی نسبت قطعی ہوتا ہے اسطرح بذریعہ انتخاب کے ایک شیخ الاسلام بہی ہے جو عظیم مسائل مذہبی کو جنکا تعلق اور جسکی وقعت وضرورت عام ہے فیصلہ کرتا ہے اور ایک مفتی اعظم منجانب گورنمنٹ مقرر ہے جو اُمور متعلقہ قانون پر فتوی دیتا ہے ۔ یہہ مفتی حنفی ہے اور اسوقت شیخ الاسلام شافعی ہے کہ جو مذہب طالب العلمون کے کثیر گروہ کا ہے جو قریب پندرہ سو کے ہین ۔

اگر حنفی مذہب کے تشبیہ ہائی چرچ پارٹی سے دیگئی ہے تو مذہب مالکی کی تشبیہ (لو چرچ پارٹی)
سے بالضرور دیجائیگی - یہہ مذہب اپنے اصول مین نہایت ہی خالص اور تیز و تند اور مہیب
اور اخلاقی مسائل مین نہایت سخت و مضبوط ہے اور جو لوگ اسکے پیرو ہین وہ نہایت ہی سرگرم
اور پکے مسلمان ہین - بہ نسبت اور مسلمانون کے ان مذہب والون سے وہ قدیمی خلوص
اور جوش اور حرارت مذہبی جو اصحاب رسولؐ مین تہے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے اور اپنے
ہاتہہ کی تلوار کو وہ ہمیشہ سیف الہی بنائے رکہتے ہین - مالکیون مین ہر جگہہ ظاہری و باطنی زہد
و تقوی ہی پایا جاتا ہے - عبدالقادر سپاہی درویش اونکا نمونہ ہے - اور ایسے لوگ جو پشتہا
پشت سے مقدس ہین اُن مین کثرت سے ہین - مالکی لوگ خلاف نیچر باتون پر کامل عقیدہ
رکہتے ہین - واقعات آیندہ کے خواب دیکہا کرتے ہین اور معجزہ اور کرامت تو اُنکی نظر مین
روزمرہ کی باتین ہین - افریقہ کے عرب لوگ برخلاف اپنے بہائیون کے جو خاص عرب
یمن مین ہین نماز اور روزہ کو اب تک ایک سخت فرض سمجہتے ہین اور کوئی جماعت مسلمانونکی
اون سے زیادہ بدل و جان ارکان حج کو نہین ادا کرتے - الجیرس اور مورا کو مین ایک
ذیمقدور نوجوان کو مسجد کا تعمیر کرنا ایک ایسی ہی معمولی بات ہے جسطرح گہوڑونکا ایک بڑا
گلہ رکہنا - ایسا کرنا اوسکو دنیا مین در آنا ہے اور عابدانہ زندگی گویا اوسکی فشن اور وضعداری
مین داخل ہے - اخلاقی مسائل مین جہان قرآن سخت ہے وہ بہی سخت ہے جہان قرآن نے
رعایت کی ہے وہ بہی رعایت کرتا ہے - شراب سے اسکو اکراہ ہے اور اکثر گوشت و تماکو سے
بہی وہ احتراز کرتا ہے - الغرض وہ لوگ قابل عزت ہین اور معزز ہین - لیکن اسلام مین جو کچہہ ریفارم
یعنے ترقی تہذیب کی تجویز وہ کرتے ہین وہ محض ایک عادہ ہے اور ایسا نہین ہے کہ گروہ کثیر
مسلمانون کا اسکو بالکل قبول و پسند کرلیا یا یہہ کہ وہ زمانہ حال کی سخت ضرورتونکی مطابق [illegible] لیکن تا

ذہن مین آسکتی ہے کہ اگر اسلام کا کروٹ بدلنا مذہبی لڑائی کا پیرایہ اختیار کریگا تو افریقہ کی نسلین اور لڑائی مین آگے آگے رہین گے - ٹریپولی - ٹیونس - الجیریس اور موراکو مین سخت اور قوی نسلین لڑنے والی آدمیون کے ہین کہ جو آج بہی یوروپ کو وقت مین ڈال سکتے ہین - پچاس برس کی حکومت نے ہنوز صحرائی فرنچ کو ہموار نہین کیا - ان مختلف ممالک سے جو لوگ حج کو جاتے ہین اونکا صحیح شمار نسبت ہر ملک کے دریافت کرنا مشکل ہے لیکن ظاہرا اہل الجیریا سب سے کم ہوتے ہین - اور اسکی وجہ وہ اُمور مانع ہین جو گورنمنٹ فرانس نے پیدا کر رکہے ہین - فرانس کی حکمت عملی یہہ ہے کہ اپنے صوبہ کو بقیہ دنیای مسلمانان سے الگ تہلگ رکہین اور وہ گوشہ عزلت مین پڑا رہے - الجیریا کی حاجی کو قبل اسکے کہ وہ بعزم سفر جدہ جہاز پر سوار ہوے پاوی ایک ہزار فرانک داخل کرنا ہوتا ہے اور علاوہ اسکے اور بہی طرح طرح کے غیر ضروری ضوابط اوسکو برتنے پڑتے ہین - با اینہمہ حاجیونکی ایک بڑی تعداد ہو جاتی ہے اور اونکی صدق اور سرگرمی مین کچہہ شبہ نہین ہوتا گو اعلی طبقہ کے لوگ حکام فرانس کی ناخوشی کے خیال سے کسیقدر علیحدہ رہتے ہین (یعنی حج کو نہین جاتے) - اہل مغرب کے حاجیون مین بڑا جزو مور لوگونکا ہے - مکہ معظمہ مین بلحاظ حمیت و جرات مذہبی اور اُس کامل احتیاط کی جسکے ساتہہ وہ اپنی فرائض مذہبی کو بجا لاتے ہین اُن لوگونکا بڑا نام اور بڑی نمود ہے - بنسبت اکثر مسلمانون کے مور لوگون مین تعلیم مذہبی کی سطح بہی بہت وسیع ہے - جب مین جدہ مین تہا تو مینے ایک جوان عرب سے جو شنغینات واقع سینگال سے آیا تہا ملاقات پیدا کی - یہہ جوان بدوی تہا اور عالم تہا یعنی علم شرع مین ایک ایسا کافی اور عمدہ ذخیرہ معلومات کا اوسکو حاصل تہا کہ کئی مرتبہ میرے سامنے مذہبی مسائل اصولی و فروعی مین لوگ اوس سے رجوع کرتے - مین اُس بدوی کی ایسی ذی علمی پر متعجب ہوا کیونکہ ظاہرا منجملہ عوام عرب کی وہ بہی ایک عرب تہا لیکن اُسنے مجہسے کہا کہ میری حالت

مستثنیٰ نہین ہے بلکہ جنوبی موراکو مین گروہ کثیر بدؤ نکا قرآن مجید کو پڑھ سکتا ہے۔ مور لوگون کی
شان اسلام مین اور بہی بلند ہوتی لیکن ایک امر مین اونکو سنیونکی عام جماعت سے اختلاف ہے۔ یعنی فی زمانہ
حال کی خلافت کو تسلیم نہین کرتے اور اسوجہ سے ان سنیون سے جنہون نے دعوی عثمانیہ کو مان لیا ہے
اس باب مین اونسے مخالفت ہے۔ لیکن بلحاظ تمام دیگر امور کے مور لوگ بہی ایسے ہی سنی ہین
جیسے اور سب۔ مور اور (نگرو) حبشی مین ایک قدم کا فرق ہے وہ فرق نسل کا بلکہ غالبًا جنس
کا ہے۔ موراکو کو سوڈان سے پولٹیکل اور مذہبی امور مین ایک تعلق قریبہ ہے اور ان صوبہاے
میدیٹرینین[۱] کی جو ساحل اسپین کے محاذ مین واقع ہین آیندہ جو کچھہ حالت ہو لیکن اس بات مین شبہہ
نہین ہوسکتا کہ مور لوگونکے طریقہ محمدیت کو وسط افریقہ مین مداومت ہوگی۔ مذہب اسلام کی
شاخونکی پہیلاؤ کے لئے وہ موزون ترین مقامات سے ہے اور بیشک وہان دائرہ اسلام وسیع ہوتا
رہے گا۔ مردم شماری کی صحیح نقشے اگر میسر آئے تو مجکو یقین ہے کہ اونسے گذشتہ صدی مین
نگرو نسلون مین ایک عظیم ترقی مذہب اسلام کی ثابت ہوتی اور یہہ کچھہ تعجب کی بات نہین ہے۔
اسلام اپنے خزانہ سے حام[۲] کی اولاد کے سامنے اسقدر نعمتین پیش کرسکتا ہے کہ یقینًا اونکے دلونکو
جیت لیتا ہے۔ کسی طریقہ عیسائیت یا یوروپین ترقی کو یہہ بات حاصل نہین ہوسکتی عیسائی
واعظ آہستہ آہستہ افریقہ مین جاتا ہے وہ نگرو سے یہہ نہین کہتا کہ تم سچ مچ میری برادری مین
داخل ہو جاؤ گے صرف عالم آخرت مین وہ اونکو اس بات کا امیدوار کرسکتا ہے۔ وہ جنکو
اپنے مذہب مین داخل کیا چاہتا ہے اونکی طبیعت پر کسی فوری قدر و منزلت کا خیال دلا کر
زور نہین ڈال سکتا۔ کون عیسائی واعظ ایسا ہے کہ نگرو عورت کو اپنی بی بی بنالے یا
مساوی الدرجہ دوستونکی طرح نگرو کی ہمنشینی اختیار کرے۔ اونکے تعلقات باہمی زیادہ سے زیادہ

[۱] بحرہ روم۔ [۲] پسر نوح۔

وہی رہتے ہین جو معلم کو متعلم سے آقا کو نوکر سے اور بڑے بوڑہونکو بچون سے ہوتی ہین - لیکن مورا کو سے جو مسلمان واعظ آتا ہے اُسکی حالت ہی کچہہ اور ہوتی ہے - وہ نگرو سے کہتا ہے آؤ اور میرے پہلو مین بیٹہو - اپنی لڑکی مجہے دو اور میری لڑکی تم لو - تمام انسان جو اسلام کا کلمہ پڑہ لیتے ہین وہ دنیا اور آخرت دونون عالمون مین بہائی بہائی بن جاتے ہین - مسلمان ہوجانے پر غلام بہی قدر و منزلت حاصل کرلیتا ہے اور اوسکو حق ہوجاتا ہے کہ تمام انسانون کو جو مسلمان نہین ہین بلا لحاظ رنگ کے حقیر سمجہے - قرآن کا وعظ کہنے والے کے ہاتہہ مین یہہ عجیب شوت ہے جسکا وار دنیا کی مملوک نسلون پر کبہی خالی نہین جاتا - پس وسط افریقہ ہی اسلام کے حصہ مین آیا چاہتا ہے اور اُسکے لئے کچہہ بہت زمانہ درکار نہین ہے - دس ملین یعنے ایک کرور مسلمانونکا شمار تو اسی وقت وہان بتایا جاتا ہے - مذہب شافعی جو منجملہ چار شرعی گروہون کے تیسرا گروہ ہے باعتبار تعداد کے سب سے زیادہ پررونق ہے اور بلحاظ اپنی خصائص کے زیادہ تر قابلیت اس بات کی رکہتا ہے کہ اُن جہگڑون اور کشمکش مین جو اسلام کے مذاہب مختلفہ مین قریب الوقوع ہین پڑکر بالآخر زندہ و سلامت رہے - مذہب شافعی کو ہم اپنے برادر مصلح سے تشبیہ دیسکتے ہین لیکن اُسکا میلان الحاد کیطرف نہین ہے - شافعیونکا میلان خاطر بہ نسبت اسکے کہ دائرہ دینیات تنگ و محدود کیا جاے زیادہ تر اُسکے وسیع کرنے کی جانب ہے حنفی اور مالکی بالاعلان پکار رہے ہین کہ سرچشمہ تحقیق بند ہوگیا اور تبدیلی ناممکن ہے لیکن شافعی ایک نئے مجتہد کے تجسس کیطرف مائل ہین کہ جو اسلام مین اور دنیا کی حالت جدیدہ مین میل اور موافقت پیدا کرادے وہ لوگ یہہ دیکہہ رہے ہین کہ کوئی نہ کوئی غلطی اور برائی حالت موجودہ مین ضرور چہپی ہوئی ہے کیونکہ باعتبار پولیٹکل عظمت کے اسلام سرسبز و شاداب باقی نہ رہا پس اونکی خواہش ہے کہ اسلام کو پہر ایکدفعہ دیکہین کہ قوت متفقہ اُس مین پیدا ہوگی اور پہر نظم و نسق کیجے

سانچہ مین ڈہلکر اوسنے ایک شان پیدا کی - گو بعض مسائل مسلمہ اپنی حالت پر باقی نرہین - مین جانتا ہون کہ خود شافعی لوگ بہی اس بات سے انکار کرین گے - کیونکہ کوئی مسلمان خوشی سے اس بات کا اقرار نہ کریگا کہ وہ اپنے مذہب مین تبدیلی کا خواہان ہے - لیکن ہمین مطلق گفتگو نہین ہوسکتی کہ بنسبت دیگر اہل مذاہب کے شافعی مذہب والونمین اکثر اس قسم کے خیالات پاے جاتے ہین - درستی و تہذیب اخلاق کی خیالات نے بہی شافعیونمین جگہہ پاے ہے اور یہ بنسبت اورونکی وہ زیادہ تر کہل کر اپنا شبہہ ظاہر کرتے ہین کہ خاندان عثمانیہ کی عیاشیون اور وحشیانہ خصلتون اور تحقیر معدلت نے اسلام کو تباہ کیا ہے - اس باب مین عرب کا دستور اونکی خیال کی بنیاد ہے - کیونکہ افریقہ کے اکثر عرب اگر کچہہ ہین تو شافعی ہین - بیشک یہہ مذہب بنسبت نفس پرست دولتمندون کے زیادہ تر غریب ایماندارونکا مذہب ہے یہودیون اور عیسائیون سے اس مذہب کا برتاؤ زیادہ انسانیت کے ساتہہ ہے اسنے اُن سب کو ایک سچے خداے واحد کی پرستش مین اپنا شریک سمجہا ہے - اور یہہ سمجہا ہے کہ دراصل وہی ایک اخلاقی قانون ہے جو مختلف زمانون مین انسانون کو بتایا گیا ہے اور اچہائی اور برائی کے درمیان مین ایک نیچرل (طبعی) امتیاز اوسی سے پیدا ہوتا ہے - شاید اس بیان مین مین نے کچہہ مبالغہ کیا ہو لیکن کچہہ شک نہین ہے کہ کچہہ تو اسکا وجود ہے اور یہہ خیال نشو و نما پاتا جاتا ہے - مذہب شافعی کا بڑا زبردست مقام قاہرہ ہے جہان شیخ اسلام ہمیشہ شافعی رہا ہے - لیکن ایشیا کا بہی مذہب مروجہ یہی ہے جہان کہین محمدیت نے بذریعہ عربی واعظون کے گذر کیا ہے - ہندوستان مین ایک کثیر حصہ مسلمانونکی آبادیکا مذہب شافعی رکہتا ہے خصوصًا حیدرآباد اور پریزیڈنسی بمبئی مین جہان عرب کا جزو قوی تر ہے اگرچہ بڑی لوگونکا مذہب حنفی ہے جنکی بنیاد فتوحات مغلیہ نے قائم کی ہے اور اکثر علما کا مذہب بہی حنفی ہے جو اپنے دینی تعلیم کو بخارا کے مدارس حنفیہ مین پورا کرتے ہین -

اس صدی مین وہابیت نے بہی غربا اور فروتر درجہ کے لوگون مین بہت زور پکڑا ہے اور
چند سال سے ایک ترکی وعظ کسیقدر کامیابی کے ساتہہ وہابیون مین اپنا عمل کر رہا ہے - لیکن اس
باب مین مین آیندہ بحث کرونگا - ہندوستان کا حج شمار مین زیادہ تر ہے اور سب سے بڑی آبادی
مندرجہ فہرست کا قائم مقام ہوتا ہے اور علاوہ برین سب سے زیادہ دولتمند ہے - ہندوستانکا
مسلمان عرب کی آب وہوا سے بہ نسبت زیادہ شمال کے باشندون کے کم خوف رکہتا ہے اور بہت کم
ایسے ہین کہ باوجود مقدرت کے کم سے کم ایک مرتبہ بہی اپنی زندگی مین حج نہ کرین - گورنمنٹ
انگریزی توجج کو روکتی ہے نہ اُسکی رغبت وجرات دلاتی ہے اور سنین گذشتہ حال مین تو اوسنے
حقیقت مین ایک قابل الزام بیخبری اُن رعایاے برٹش سے کی ہے جو سفر حج مین ہوتے ہین
بہرکیف جدہ مین تو ہمیشہ مین نے سب کی یہی راے سنی اور اکثر واقعات حال سے ظاہرا یہ بات
ثابت ہوتی ہے کہ کسیقدر زیادہ خبرگیری مناسب ہے - مجکو افسوس ہے کہ وہ قصہ جو سال بہر کچہہ
زیادہ ہوا ہمارے اخبارون نے چہاپا تہا یعنی ایک انگریزی کپتان بحر قلزم مین حاجیون کے
ایک جہاز کو چہوڑکر چلدیا تہا صحیح ہے - مین نے اس واقعہ کے تمام حالات سنے جن سے الزام
کی سختی زیادہ ہوتی ہے - کپتان نے خوف زدہ ہوکر بلا کسی واقعی اور معقول وجہ کے جہاز کو
چہوڑدیا اور اوسکا نوجوان بہتیجہ اگر عمدہ طرز عمل نہ اختیار کرتا تو کچہہ شبہ نہین کہ جہاز تباہ ہوجاتا - اسنے اپنے بہتیجے کو بہی
الگ ہوجانے کا حکم دیا تہا لیکن اُسنے براہ انسانیت اس حکم کو نہ مانا - مین جدہ ہی مین تہا جب خبر پہونچی کہ ایک انگریزی عدالت
نے اس کپتان کی تمام کردار کی صرف یہہ سزا دی کہ اسکو دو سال کے لیے معطل کردیا - اور اس خبر نے
اہل جدہ کو بہت ناخوش کیا - علاوہ برین سال گذشتہ مین حجاز مین حاجیان ہند کے ساتہہ بہت درشت برتاو
حکام مقام کی جانب سے ہوا صرف اسوجہ سے کہ وہ حاجی برٹش رعایا تہے اور پہر اُنکے نہ کچہہ داد نہ فریاد - پہر
کہینے مین نے تو شہر مین یہی بات چیت سنی - اسکی اصلیت جو کچہہ ہو لیکن بیشک مجکو اس بات پر تعجب

ہوتا ہی کہ ہندیون کے حج کا سا معاملہ عظیم اس طرح کیون محض اتفاقات کے ہاتھہ مین چھوڑ دیا گیا
ہی اہل ڈچ نے اپنے جاوہ کے حاجیون کے انتظام کو جسکا درجہ باعتبار شمار کے ہماری فہرست
مین صرف ہندوستان کے بعد ہی اسطرح پر نہین چھوڑ دیا۔ اونکی حکمت عملی خوب محدود ہی اور بلحاظ
نتائج کے معقول معلوم ہوتی ہی۔ اونکا یہ قول ہی کہ اس سے زیادہ بہتر کوئی بات نہین ہی
کہ مسلمان کو مکہ کا سفر کر آنے دین تاکہ اوسپر اصل حال کھل جائے۔ وہ کہتے ہین کہ سفر حج سے واپس
اگر شاید کوئی حاجی جاوہ مین اپنی قسمت کی شکایت کرے کہ مین ایک عیسائی سلطنت کا رعایا ہون
قطع نظر اوس افسردگی کے جو سبب حاجیون کو ہوتی ہوگی جو اونگون کے ساتھہ آتے ہین لیکن اپنے
مقدس سرزمینون مین دنیا کے دوسری زمینون سے کوئی حاجت ممیزہ نہین پاتے۔ زائر مکہ کو
یقیناً مسلسل خطرات اور پریشانیون کا سامنا کرنا پڑتا ہی اور اونکو خواہ مخواہ وہ مسلمان سلطنت کی
بدنظمی کا نتیجہ تسلیم کرتا ہی۔ جونہین کہ اوس نے مقدس ساحل پر قدم رکھا مصائب نے اوسکو
گھیر لیا۔ افسران ترک اوسکو مونڈ لیتے ہین۔ تعصبات کے مذہبی سائل اوسکو دیوانہ بنا دیتے
ہین اور کبھی کبھی کھلم کھلا قزاق لوگ اوسکو لوٹ لیتے ہین۔ مذہبی حکومت مقامی اوسکی کچھہ فریادرسی
نہین کرسکتی اور ترکی محافظان امن جنہون نے اپنی دانست مین اپنے تئین حاکم بنا رکھا ہی صرف
محصولون کے ادا کرنے کا تقاضا کرنے مین مرد ہین۔ ہر قدم پر وہ بیچارہ لوٹا جاتا ہی اوسکو
دھوکا دیا جاتا ہی اور اوس سے بدسلوکی ہوتی ہی۔ بجاے ایک ایماندار عابد کے۔ حجازی
مجاوران درگاہ اوسکو زیادہ تر ایک چالاک دنیادار نظر آتے ہین اور بالآخر وہ شخص سفر حج
سے زیادہ غمگین ہوکر اور بہ قول اہل ڈچ زیادہ عقلمند ہوکر پھرتا ہی مین یہ نہین کہتا کہ ڈچ لوگون
کے یہ اقوال صحیح ہین لیکن اونکا عمل اسی اصول پر ہی اور وہ اوسکی کامیابی پر نازان ہین۔ ہم
لوگون نے ہندوستان مین نہایت بے پروائی سے ان تمام باتون کو اتفاقات پر چھوڑ

دیاہی - لیکن تاہم ابتک حج مین ہندوستان کا اول درجہ ہی اور بلحاظ جمیع حالات کے سرزمین ہند ایک اعظم ترین مقامات مین سے ہی جہان دین محمدی موجود ہی - اپنی عظمت و شوکت کے زمانہ مین شہنشاہی مغلیہ کسی سلطنت اسلامیہ سے دوسرے درجہ پر نہ تھی اور اگرچہ پولٹیکل قوت معرض التوا مین ہی لیکن مذہب کو یہان کسی طرح انحطاط نہین ہی غالبًا اسوقت ہندوستان کو بہ نسبت اور کسی ملک کے مکہ سے قریب تر تعلق ہی اور وہان سے اکثر لوگ مکہ کو بطور آئندہ سرزمین اسلام کے دیکھ رہی ہین اور بلا شبہہ بھروسہ کے ساتھہ یہ بات کہی جاسکتی ہی کہ بہ نسبت اور کسی امر کے زیادہ تر ہندوستان ہی کی صورت معاملات پر تصفیہ اسکا منحصر ہوگا کہ عین مابعد نسل موجودہ اور نسل آئندہ کے اسلام کی قسمت مین کیا ہی - اسلام کی مجموعی کیسریز مین اگرچہ اہل ملایا کی حالت کچھہ بلند نہین ہی لیکن وہ لوگ بلحاظ اپنی کثرت اعداد اور کاروبار تاجرانہ کے اور ایک یورپین کی نگاہ مین سب سے زیادہ بلحاظ اس امر کے کہ اونمین کا ایک کثیر گروہ رعایای ڈچ مین سے ہی اہم ہین - اگر ہسٹری سے آئندہ کے لیے کوئی سبق حاصل ہوسکتا ہی تو وہ یہ ہی کہ چند سالون مین ہالنڈ کی قسمت جرمنی کے ساتھہ شامل ہوجائیگی اور یہی حال اوسکی ریاستہای متعلقہ کا بھی ہوگا - مین اس امر کی نسبت کچھہ زیادہ نہ لکھونگا لیکن اوس سے بیشک خیالات پیدا ہوتے ہین اور اس لائق ہی کہ اونپر حتے الوسع توجہ کیجاے - اسوقت اہل ملایا اور زائرون سے درگاہون پر گویا الگ تھلگ رہتے ہین - اونکو دنیات مین یا کسی خاص مذہبی حالت مین کچھہ دعوے نہین ہی اور حاجیون مین اونکی کچھہ زیادہ وقعت نہین ہی - لیکن زمانہ آئندہ مین اونکی حالت دھندلی نظر آتی ہی اور اوسکو حقیر سمجھنا یا عظیم سمجھنا یکسان آسان ہی - چونکہ ابتداءً اہل عرب اونکو مذہب اسلام مین لائے ہین اور کسیقدر وہ لوگ اہل عرب کی اولاد مین بھی ہین لہذا مجکو جہان تک علم ہی وہ لوگ مذہب

شافعی کے پیرو ہین اور اونکا میلان طبع بہ نسبت تنگ و محدود راہون کے اسلام کے وسیع وفراخ طریقون کی جانب ہی۔ جدہ مین ڈچ کا جو کانسل اجنٹ ہی اوسکے دفتر کی روسے اہل ملایا کا شمار ۳۰ ملین (۳ کروڑ) ہی اور اونکی تعداد جاوا مین اور ملایا کے دیگر جزائر مین بہت جلد بڑہتی جاتی ہی۔ اب ایک اور معما ہی یعنی اہل چین۔ اونہین سے بعض کو مین نے گلیون مین دیکھا اور اُنکے حالات دریافت کیے۔ لیکن مجکو ٹہیک ٹہیک اطلاع حاصل نہ ہوئی۔ اونکا تخمینہ ۲۰ ملین سے ۵ ملین تک میرے سامنے کیا گیا لیکن اسمین کچہہ شبہہ نہین کہ وہ بڑی کثیر التعداد ہین[1]۔ کہا جاتا ہی کہ دوسری صدی اسلامیہ مین ان لوگون نے اپنے تئین چین مین قائم کیا اور اونکے وعظ نسل عرب کے لوگ تھے یہ لوگ گروہ گروہ تمام چین مین پہیلے ہوئے ہین لیکن زیادہ تر اندرونی چین مین یعنی ساحل سے علٰحدہ ہین۔ اور اپنے مذہب کا پورا برتاؤ کر سکتے ہین کیونکہ اونکی ایک ایسی جماعت متحدہ ہی جو معزز ہی اور خود اپنی عزت کراتی ہی یہان تک کہ یہ لوگ جو وہان اہل قیامت کہلاتے ہین سلطنت کے اعلےٰ مناصب پر مامور ہین۔ لیکن یہ بات صاف ظاہر ہی کہ زمانہ حال کے اسلام سے اونکو نہایت ہی کم تعلق ہی کیونکہ صرف بعض سنین گذشتہ مین اون مین کے بعض نے حج کیا اور مین نے جو اونکو اپنی فہرست مین سنیون اور شافعیون مین شمار کیا ہی اسکی یہ وجہ ہی کہ اور کوئی مد اونکے لیے نہین ملی۔ بمقابلہ عالم اسلامیہ کے اونکی حالت غالبًا ایسی ہی متصور ہوسکتی ہی جو حالت عیسائیت مین باعتبار علٰحدہ ہونے کے ابیسینین چرچ کی ہی۔ لیکن تاہم یہ لوگ بھی ایک دن اپنی ہستی دکہا سکتے ہین کیونکہ چین مردہ قوم نہین ہی صرف سو رہی ہی۔ اس مقام پر اسلام کے متشرع گروہون کی جانچ پرتال ختم ہوتی ہی اب صرف معتزلہ یعنی جدا شدہ فرقہ

---

[1] یونان اور کاشغر مین مسلمانون کے بلوہ کو چینیون نے نہایت تندی اور سختی سے فرو کیا لہذا بالفعل عارضی طور پر مسلمانون کی مردم شماری وہان کم ہوگئی ہی لیکن بوجوہ معقول یقین پیدا ہوتا ہی کہ مسلمان لوگ اوس سلطنت مین ترقی کرتے جاتے ہین

باقی رہ گئی - ان مین بلا اختلاف سب سے زیادہ ممیز شیعیان علی ہین جو اپنی بنیاد دین
اوسی روز سے قائم کرتے ہین جبکہ پیغمبر صؐ نے وفات پائی اور بہ محرومی حضرت علیؑ حضرت
ابو بکرؓ تخت خلافت کے لئے منتخب ہوے - مین اسجگہہ اس پرانے جھگڑے کی بحثون مین
نہین پڑا یا چاہتا صرف اسقدر کہتا ہون کہ یہہ جھگڑا ہنوز قائم ہے اگرچہ ایک مدت ہوچکی
کہ شیعہ و سنی مین اختلاف کی بنیادین سوا اس جھگڑے کے اور بہی قائم ہوگئین ہین -
اسکی ابتدا صرف ایک پولیٹکل (مصالح ملکداری) اختلاف سے ہوئی تہی لیکن اب تو شیعونکا
گروہ مذہب متفقہ سے بالکل ہی جدا ہے اور شرع کے شارع عام سے کہین دور جا پڑا ہے
اونکے بڑے بڑے جھگڑے اہل سنت و جماعت سے مسائل ذیل مین ہین - اولاً خلافت
اور ہر قسم کی مذہبی حکومت مستند کو فسخ کرنا - دوسرے امور مذہبی مین علما مین باعتبار انکی
ذات خاص کے آزادی سے فتوی دینا کا حق تسلیم کرنا - تیسرے ایک عام میلان خاطر ایسی
وہمی باتون پر یقین کر لینے کی جانب جنکا جواز قرآن یا صحابہ کی تحریری اقوال سے (احادیث)
نہین ہے - انکا یہہ عقیدہ ہے (اور موحدین اہل سنت و جماعت مین اور اونمین یہہ بڑا اختلافی
مسئلہ ہے) کہ باریتعالی کی بارہ صفتین بارہ امامون کی ذات مین ظاہر ہوئی ہین جن مین کے
آخر مسیحا یا مہدی ہین - ان مسائل کو شیخ مذہب شیعہ پیش کرتا ہے اور متشرع لوگ اوسکو نہین مانتے
لیکن یہہ فروعی امور ہین اور خاص اور ضروری اجزاے تشیع مین داخل نہین ہین - بلاشبہ اہل
ایران کی طبیعت پر یہہ مسائل غالب ہین کیونکہ اونکی طبیعت ہی اوہام پر اور یقین کر لینے پر
خوب آمادہ رہتی ہے اور تشیع کو وہان ہمیشہ استحکام رہا ہے - ایک شیعہ نے جو حالات یوروپ سے
خوب واقف تہا مجہہ سے بیان کیا کہ شیعیان علی کا مذہبی انتظام پرسبیٹرین چرچ اسکاٹلنڈ کی
مشابہ ہے یعنی اس مذہب مین کوئی دنیاوی یا روحانی یا دینی افسر تسلیم نہین کیا جاتا اور ہر

جماعت براے خود اپنے لئے ایک جداگانہ سند ہے - ایران مین مثل شیخ الاسلام یا مفتی اعظم کے کوئی عہدہ نہین ہے نہ بادشاہ کو خلافت یا امامت کا ادعا ہے - ہر شیعہ عالم کربلا یا اصفہان سے سند حاصل کرکے مسائل شرعیہ کی نسبت اپنی رائین یا فتوے دیسکتا ہے اور وعظ یا پیش نمازی کا جواز صرف اسکی اُس قوت پر منحصر ہے کہ وہ ایک جماعت کو اپنی طرف کہینچ سکے تعجب ہے کہ جس مذہب کی بنیاد ابتدائی خلافت کے موروثی حق ہونے پر قائم ہوئی ہو وہی اب ہر موروثی چیز کو بالکل خارج کردے - بلحاظ عقیدہ کے میری دانست مین شیعہ اب تک یہہ قرار دیتے ہین کہ ایک امام اور خلیفہ موجود ہے لیکن موجودہ حکام مین سے اوس منصب کی نسبت کسیکی دعوی کو وہ تسلیم نہین کرتے بلکہ وہ منصب تا ظہور امام مہدی ع جو اسلام مین اتحاد اور رونق گذشتہ پیدا کرینگے معرض التوا مین ہے - یہہ خیال اسدرجہ تک ہے کہ شاہ ایران باوجود اسکے کہ اپنے ملک کے خود مختار اور قطعی فرمانروا ہین لیکن ہنوز اہل ایران اونکو بطور غاصب کے سمجھتے ہین اور اس بات کو خود شاہ ایران بہی ایک عجیب پیرایہ مین تسلیم کرتے ہین - تمام مسلمانونکا یہہ ایک قول ہے کہ اگر بلا اذن مالک مکان کسی مکان مین نماز پڑہی جاے تو وہ نماز صحیح نہوگی پس بادشاہ بتسلیم اس امر کے کہ اونکا ایوان سلطانی اونکا حق نہین ہے بلکہ حضرت امام مہدی کا ہے اس بات پر مجبور رہین کہ ایک عالم یا مجتہد کو قائم مقام امام مہدی کا ٹہراکر اوسکے نام ایوان سلطانی کی قبولیت بقاعدہ شرعی تحریر کرین ورنہ اونکی نماز مقبول نہین ہوتی - یہہ بات فوراً سمجہہ مین آسکتی ہے کہ ہرگاہ یہہ نوعیت اس مذہب کی ہے اور ایسا میلان منطقی دلائل کیطرف ہی تو شیعون مین ایک وسیع بنیاد اختلاف راے کے لئے موجود ہے - اونکے اعلی درجہ کے تعلیم یافتہ ملا تو کبہی کبہی عقیدہ ہمہ اوست کا وعظ کہتے ہین یعنی ہر شجر یا عالم خدا ہے لیکن اور لوگ عوام کی طبایع کے مطابقت کرتے ہین اور نہایت ہی بے ٹہکانے قصہ معجزات اور اوہام کے سامعین کو

سُنایا کرتے ہین جسمین اونکو مزا آتا ہے - اور اس بات پر سننیونکو ہمیشہ مضحکہ کا موقع ملتا ہے لیکن ایران مین زیادہ معزز اہل شیعہ کے عقائد مین یہہ بات پائی جاتی ہے کہ عنقریب اسلام کا شایستہ ظہور ہوا چاہتا ہے اور معلوم نہین کسوقت کس جانب کوئی پیشوا ظاہر ہو - یہان تک کہ مذہبی جوش والے لوگ ہمیشہ ملہم بالغیب بنا کرتے اور اپنے اوپر وحی آسمانی کو نازل کیا کرتے ہین کتاب مذاہب الشیا مین بابائیون کی ہسٹری جو ایم ڈی گابنو صاحب نے نہایت خوبی سے لکھی ہے وہ ٹہیک اُس مقام سے متعلق ہے اور اسطرح کے واقعات ایران مین کسیطرح شاذ و نادر کا حکم نہین رکہتے - ایک اعلی درجہ کی تعلیم یافتہ ایرانی نے جدہ مین مجھسے کہا کہ مین نے اپنے لڑکپن مین خود ایک مذہبی واقعہ عظیمہ کا مشاہدہ کیا ہے غالبا یہہ واقعہ تبریز مین اب تک مشہور ہے - اُس موقع پر ان حضرات مدعیان نبوت مین سے ایک کی نسبت گورنمنٹ نے قتل کا حکم صادر کیا تہا - چنانچہ وہ شخص مع اپنے دو ساتہیون کی ایک صلیب مین باندہا گیا اور کئی گہنٹون تک معلق رہا بعد ازان فوج سلطانی نے اون پر گولیان چلائین - اوسکے ساتہی تو پہلی ہی فیر مین رخصت ہوگئے لیکن وہ نبی صاحب خود بالکل محفوظ رہے اور متعجب خیز یہہ امر ہے کہ گولیون سے وہ رسیان کٹ گئین جن مین وہ صاحب بندہے ہوے تہے اور وہ حضرت اپنے پاؤن کے بل سیدہے زمین پر آکہڑے ہوے - ایک دوسرے ایرانی جنٹلمین نے ایک مرتبہ مجہہ سے کہا کہ تم لوگ حضرت عیسٰی کو خدا کا بیٹا کہتے ہو اور اوسکو ایک عجیب بات سمجہتے ہو لیکن ہم لوگون مین یہہ معمولی واقعات ہین - یقین کرو کہ ہمارے ہان قریب قریب ہر گانون مین خدا کے بیٹے موجود ہین غرض شیعون کے ہان مبالغہ کی بڑی کہپت ہے اور اونکی طبائع افراط و تفریط کے لئے موزون ہین - یوروپ مین سرسری طور پر خدا کے وجود سے انکار کر دینے کا جو ایک مذہب ہے اوسکو تمام مسلمانون مین اہل ایران سے زیادہ جلد قبول کر لینے کی

قابلیت کسی مین نہین ہے علی ہذا اون سے زیادہ مذہب مین سرگرم اور منہمک بہی کوئی نہین ہے جیساکہ وہ لوگ خواہ مخواہ تسلیم کرینگے جنہون نے اُن دو اماموں کے معجزہ بازی مشاہد کی ہے - اخلاقی اُمور مین بہی افراط و تفریط ہے - زہد و ریاضت کا بہی وہ درجہ دیکہوگے جو وحشت ناک معلوم ہوگا اور نفس پرستی بہی وہ نظر آئیگی جو نہایت خراب ہے - کوئی فرقہ اسلامی اُن سے زیادہ حج اور نماز اور مسائل طہارت کو سخت پابندی احکام مذہبی کے ساتہہ ادا نہین کرتا - لیکن وہی زائر اور حاجی جو مکہ کو پیادہ پا جاتے ہین وہان بہی بلا دریغ شراب نوش کرتے ہین - ایرانیونکی رندی ہر جگہہ ضرب المثل ہے - بلحاظ ان تمام حالات کے شیعون کی جانب سے امید و بیم دونون کا مساوی درجہ ہے لیکن اونکی حالت آیندہ کو اصلی اور واقعی اسلام کی حالت آیندہ کے ساتہہ ایک غیر صریحی تعلق ہے - اونکی تمام مردم شماری غالبًا پندرہ ملین (ڈیڑہ کروڑ) سے زیادہ نہین ہے اور اونمین کچہہ افزایش ہوتی نظر نہین آتی - خارج از ایران ایک ملین عربان عراق دکہائی دیتے ہین - کچہہ لوگ شام اور افغانستان مین ہین اور زیادہ سے زیادہ پانچ ملین (پچاس لاکہہ) ہندوستان مین ہین - ایک چہوٹی سی جماعت نے نواح مدینہ مین اب تک اپنے تئین قائم رکہا ہے اور وہان والے اونکو مانتے تو کیا ہین لیکن خیر رہنے دیتے ہین - ملک مغرب کے اکثر بڑے بڑے شہرون مین بہی چند شیعہ پائے جاتے ہین - لیکن ہر جگہہ شیعیان علی کا فرقہ بقیہ اسلام سے جدا اور قریب قریب ایک مخالفانہ طرز سے رہتا ہے - لیکن یہہ بات نگاہ کرنے کی لائق ہے کہ پچاس سال گذشتہ سے شیعہ اور سنی کی مذہبی عداوت کو ایسا تنزل ہے جو محسوس ہوتا ہے - فرقہاے معتزلہ مین سے دوسرا اہم فرقہ عباسیہ ہے بقول بعض یہہ فرقہ خوارج سے نکلا ہے جنہون نے علیؑ کے وقت مین خلافت سے روگردانی کی تہی اور عراق مین جب بہت تنگ کئے گئے

تو بالآخر عمان مین پناہ لی - اب اونکے اصول جو کچھہ ہون لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شیعون
طرح اونکی مخالفت کی بنیاد ہی ایک پولیٹیکل اختلاف پر پڑے - اُنہون نے یہہ قرار دیا کہ
ہر مسلمان جب تک عقائد شرعیہ پر قائم رہے امامت کے لئے منتخب ہوسکتا ہے اور اسیطرح
بداعمالی یا تغیر عقیدہ کی وجہ سے منصب سے علیحدہ ہی کردیا جاسکتا ہے اور یہہ کہ امام کا
خواہ مخواہ ہونا مطلق ضروری نہین ہے - اس زمانہ مین اس فرقہ کے لوگ صرف عمان و زنجبار
مین پاے جاتے ہین اور اُنکی تعداد چار ملین (چالیس لاکہہ) بیان کیجاتی ہے - گذشتہ
صدی تک اُن لوگون مین امامت کا عہدہ بذریعہ انتخاب کے قائم تہا لیکن ابوسعید کے
خاندان مین جب سے امامت آئی اوسوقت سے اُسی خاندان مین موروثی ہوگئی ہے
وہ لوگ اپنے تئین سنیون سے بالکل بے تعلق ظاہر کرتے ہین لیکن مجہہ پر کوئی ایسی بات ہرگز
منکشف نہین ہوئی جس سے معلوم ہو کہ اُن لوگون کے کوئی ایسے اصول ہین جو بالخصوص
عام مسلمانون کو ناخوش کرین - اُنکی اصلی اختلافات نفی کی پیرایہ مین ہین یعنے وہ لوگ بعد خلافت
حضرت عمرؓ کی خلافت کی تاریخ اور حکومت کو تسلیم نہین کرتے اور بہت سی حدیثون کو بہی نہین
مانتے جو آپ مذہب اہل سنت وجماعت مین داخل ہین - انہین لوگون کے موافق لیکن
اونسے علیحدہ یمن کا فرقہ زیدیہ ہے یہہ فرقہ بہی غالبًا خوارج سے پیدا ہوا ہے - لیکن چونکہ
اس فرقہ والے خوگر ہین کہ اپنے اعتزال کو مخفی رکہین اور ایام حج مین سنی بنے رہین لہذا
مجکو بہت کم اونکا حال معلوم ہوا - دس سال گذرے کہ اوسوقت تک یہہ فرقہ بہ سرگروہی
ائمہ صنعا کے خودمختار تہا اور یہہ تحقیق ہے کہ یہہ لوگ خلافت کو نہین مانتے - قدیم الایام مین
قبل اسکے کہ ترکون نے عرب کو اول مرتبہ فتح کیا تہا ان امامونکو حجاز مین پوری قوت
طاقت تہی اور بعد زوال خلافت بغداد کی اونہون نے حامی الحرمین کا لقب اختیار

لیکن اب صنعا ترکون کے قبضہ مین اور عہدہ امامت معرض التوا مین ہے - فرقہ زیدیہ کے لوگ دو ملین (بیس لاکھ) سے شاید ہی کچہہ زیادہ ہون اور اگر زمانہ آیندہ مین اونکی وقعت کچہہ نظر آتی ہے تو بلحاظ اُس قرب رضی کے جو اونکو مکہ سے حاصل ہے اور بلحاظ اس امر کے ہی کہ اونکا میلان طبع رائے کی آزادی اور تہذیب اخلاق کیطرف ہے - فرقہ زیدیہ یا عبابیہ کے پیرو سوائے اونکے خاص ملکون کے اور کہین باہر نہین ہین - وہابیون کا ذکر زیادہ تفصیل کے ساتھہ ضروری ہے اور اگرچہ اونکا شمار کم ہے اور اونکی پولیٹکل عظمت جو سابق مین تہی گہٹ گئی ہے تاہم اصلاح حالت کا جوش ہنوز اونمین زندہ ہے اور مسلمانون کے خیالات جدیدہ پر اوسکا نمایان اثر پڑ رہا ہے - عرب مین اس فرقہ کے تاریخی انقلاب کا حال اور نجد مین انکے تنزل کی کیفیت مین نے ایک اور کتاب مین لکہی ہے لیکن اون حالات کا اعادہ مختصر طور پر کرتا ہون - گذشتہ صدی کا پہلا نصف حصہ قریب قریب مثل عیسائیت کے مذہب اسلام کے لئے بہی بے حس و حرکت رہنے کا زمانہ تہا - عقاید اور اخلاق اور اعمال مذہبی مسلمانون مین نہایت پست درجہ پر تہے اور اہل یوروپ کو جو اس حال کا مشاہدہ کر رہے تہے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ مکہ کے دین کے پیرانہ سالی طفل مزاجی تک پہونچ گئے اور اب وہ بے خبری سے مبدل بہ کفر ہوا جاتا ہے - پولٹیکل اور مذہبی دونون حالتون کے اعتبار سے مسلمانون کی دنیا خواب غفلت مین سوئے ہوے تہے لیکن دفعۃً وہ دنیا جاگ اوٹہی اور ایک نوجوان جن کی طرح تر و تازہ ہو کر عرب مین ایک مرتبہ پہر تن کر کہڑی ہو گئی - عبدالوہاب نے جس اصلاح کا آوازہ بلند کیا وہ بلحاظ ابتدائی اصول کے تہا - اوسنے شروع ہی مین اہل شرع کے ایک گروہ کثیر کے اس مقولہ کو توڑ دیا کہ معاملات دین مین تحقیق و اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے - اوسنے اپنے تئین ایک نیا مجتہد قائم کیا اور ایک نئی ملت کی بنیاد ڈالی جو نہ حنفی تہی نہ مالکی نہ شافعی بلکہ اوسکو

بلقب مذہب موحدین ملقب کیا اور اب تک یہہ نام وہابیون کے دلنشین ہے اوسنے
باستثنای اقوال صحابہ کی تمام احادیث کو قطعاً رد کردیا اور سوائے چار خلفاے اولین کے
سب کے دعوون کو نسبت انتخاب جائز کے نامنظور کیا۔ صرف قرآن مجید کو تحریری قانون
مسلم رکہا اور اسلام کی پہر وہی اصلی حالت رکہی جو اُسکی ابتدائی وجود کی عشرات سنین مین تہی
اُسنے ٹھیک اُسی قدیمی بنیاد پر جو مدینہ مین پڑی تہی اسلام کو پولٹیکل طور سے نجد مین قائم کیا
اور یہہ چاہا کہ اُسکو تمام عرب مین بلکہ تمام دنیا مین پھیلا دے۔ اب شاید مسلمان اس بات
کو نہ مانتے ہون گے کہ عبدالوہاب کسقدر پوری کامیابی کے قریب پہونچ گیا تہا۔ اٹھارہوین
صدی کے گذرنے سے پہلے سرداران ابن مسعود بہادران اسلام موحدین نے اپنی حکومت
تمام عرب شمالی پر فرات تک قائم کرلی اور ۱۸۰۶ء مین اُنہون نے مکہ اور مدینہ کو لے لیا۔
اُسی عرصہ مین اصول وہابیت اور اور مقامات مین بہی اپنی جگہہ کرتے جاتے تہے۔ ایک
وقت مین تو ہندوستان مبدل بہ وہابیت ہونے کی بالکل قریب پہونچ گیا تہا۔ اور مصر اور افریقہ شمالی
مین بلکہ خود ٹرکی مین بہی بہت سے لوگون نے در پردہ اُن اصول کو منظور کرلیا تہا۔ لیکن دو باتون
نے عام اصلاح کی تدبیر مین دہبا لگا دیا اور اُسکی پوری تکمیل کو روک دیا۔ اولاً وہ اصلاح بالکل
ایک اعادہ تہا۔ ترقی خیالات جدیدہ کا اُس مین کچہہ لحاظ نہین کیا گیا اور اسنے عرب کو اُن
مشکلات مین چہوڑ دینا چاہا جنکو دور کرنے کے لئے نہ صرف مذہبی کامیابی بلکہ اوسکے ساتہہ
پولٹیکل کامیابی بہی ضرور تہی۔ بغیر تلوار کے زور کے دنیا کو عربیت پر لانا ناممکن تہا اور
یہی منصوبہ باندہا گیا تہا۔ دوسری غلطی جس سے بچ جانا آسان تہا اگر تہوڑی سی وہ احتیاط
اور دانائی کام مین لائی جاتی جو پیغمبر کی تمام سرگرمیون مین ہمعنان رہتے تہے۔ یہہ تہی کہ
چہوٹی چہوٹی باتون پر خواہ مخواہ بہت زور دیا گیا۔ عبدالوہاب نے مینارون اور مقبرون

اس بنا پر ناجائز ٹھیرایا کہ ابتدائی سنین اسلام مین ونکا رواج نہ تہا۔ چنانچہ منارہ ہر جگہ منہدم کردیئے گئے اور جب حجاز کے مقدس مقامات متبعان عبدالوہاب کے ہاتہہ لگے تو اولیاء اللہ کی قبرین جو صدہا سال سے زیارتگاہ خلق تہین زمین سے برابر کردی گئین۔ خود رسول اللہ کا مقبرہ مدینہ مین ویران کردیا گیا اور جو خزائن وہان جمع تہے سپاہیان ابن سعود پر تقسیم کردیے گئے۔ اس بات نے تمام اسلام کو غضبناک کردیا اور وہابیت کی قسمت اُلٹ گئی۔ اونکی جانب جو اب تک جو عزت آگین خیال کیا جاتا تہا وہ اونکے خلاف ہوگیا اور بعد ازان پہر وہ اپنی حالت بطور مصلحان اخلاق و معاشرت قائم نہ کرسکے۔ پولیٹکل طور پر بہی امر مذکور انکی بربادی کا باعث ہوا۔ بیرونجات کے اہل اسلام اونکو عبادت گاہونکا اور تبرکات کا وحشی غارتگر سمجہکر مکہ جانے سے خائف ہوے اور حجاج مین اسقدر جلد کمی ہوگئی کہ حجازیون کو گہبراہٹ پیدا ہوئی۔ اونہون نے دیکہا کہ (ریوینو) محاصل کا ذریعہ منقطع ہوگیا اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ بالکل مسدود ہوگیا۔ تب وہ قسطنطنیہ سے رجوع لاے اور سلطان سے درخواست کی حامی حرمین ہونے کے دعوی کو ثابت کیجیے۔ بر طبق اسکے جو کچہہ ظہور مین آیا وہ سب پر روشن ہے۔ ہیرس سے صلح کے بعد سلطان محمود نے محمد علی[۱] کے نام کمیشن جاری کیا کہ مکہ اور مدینہ کو وہابیون سے چہڑادو اور محمد علی نے کچہہ روزون مین یہہ کام کردیا۔ نجد مین جنگ ہوئی۔ درعیا جو وہابیونکا دار الحکومت تہا تاراج کرلیا گیا اور خود ابن سعود اسیر ہوا اور قسطنطنیہ مین مسجد صوفیہ کے سامنے اوسکا سر تن سے جدا کیا گیا اور اسلام مین اصلاح کی جو ایک تحریک شروع ہوئی تہی وہ پہر غالباً سو برس تک کے لیے ملتوی رہگئی۔ تاہم عبدالوہاب نے جو بیج بوے تہے وہ بالکل بے برگ و بار نہین رہے۔ وہابیت بہ حیثیت پولیٹکل منتظم دنیا کے ناکامیاب ہوے لیکن اصلاح کا جوش باقی رہگیا۔ بیشک اسلام مین جو اُمید آیندہ کا ایک بیچین طرز اسوقت موجود ہے وہ اوسیکا غیر صریحی نتیجہ ہے جسطرح

۱ پاشاے مصر ۱۲

یوروپ مین لوتھر کی اصلاح عیسائی چرچ کی تبدیل عقائد مین قاصر رہے لیکن واقعی درستی اوسکی
کردی اسیطرح وہابیت نے اگر خود مسلمانون کی اصلاح نہین کردی تو ایک واقعی خواہش اصلاح
کی پیدا کردی ہے۔ اسلام اب سو نہین رہا بلکہ جاگ رہا ہے اور اگر کوئی دوسرا اور زیادہ
عقلمند عبدالوہاب ظہور کرے اور درجہ اعتزال پر نہو بلکہ مستند فرقہ متشرع کی جماعت مین ہو تو ممکن
ہے کہ لایولا یا بورومیو کی طرح وہ بھی اپنی کامیابی حاصل کر دکھاوے۔ اسوقت تو وہابیت
کو اس حیثیت سے کہ وہ ایک فرقہ ہی تنزل ہے۔ ہندوستان مین اور مجلکو یقین ہے کہ جنوبی
ایشیا کے دیگر حصص مین بھی اسکی واعظان تک لوگونکو اپناہم عقیدہ اور پیرو بنائے جاتے ہین
اور ان واعظونکی بڑی عزت و منزلت ہوتی ہے۔ لیکن اصلی مقام پر یعنی عرب مین اونکی سرگرمی
ٹھنڈی ہوگی ہے اور آزاد خیالات جو زیادہ تر عرب کے مذاق کے مطابق ہین جگہہ پاتی جاتے
ہین۔ اب نجد مین ابن سعود کے خاندان کا اول درجہ نہین ہے اور ابن رشید جو اونکا قائم مقام
ہوا ہے اگرچہ برای نام وہابی ہے لیکن وہابیت کی حرارت دراصل اُسمین کچھہ بھی نہین ہے۔ بہ نسبت
مذہبی پیشوا کے زیادہ تر وہ ایک ہر دل عزیز اور قومی پیشوا ہے اور اگرچہ قسطنطنیہ مین اب تک وہ
ایک ضرر انگیز گمراہ کہا جاتا ہے لیکن زیادہ وسیع الخیال سنی اُسکو اپنا طرفدار سمجھتے ہین۔ غالب ہے کہ
صحیح نسل قریش کے کسی خلیفہ کی اطاعت سے وہ باہر نہو گا۔ لیکن یہہ بحث مضمون متعلقہ باب ہذا سے
خارج ہے وہا ہون پر ہماری مردم شماری اسلامیہ ختم ہوتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ عالم اسلامیہ جن قوامی کے
ہے انکی نسبت اس سے قریب قریب ایک صحیح خیال پیدا ہوگا۔ اگرچہ اوسکی تفصیل کرنا بلاشبہہ کوئی
گرما گرم اور دلچسپ کام نہین ہے لیکن تاہم میرے خیال مین یہہ کام بیفائدہ نہ ٹھہریگا۔ بغیر اسکے اوس
مسئلہ کو جو اسلام زمانہ موجودہ نے ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے صاف طور پر سمجھنا یا قیاسات
کی رو سے اوسکو حل کرنا یقیناً ناممکن تہا لیکن زیادہ کام کی بات اور دلچسپ بحث اب آ گئی ہے

اور باب آئندہ مین مین چاہتا ہون کہ اُس عظیم مسئلہ خلافت پر بحث کرون جو آجکے دن ایشیا مین بے انتہا گرما گرمی کے ساتہہ پیش ہے اور یہہ ظاہر کرون کہ اسوقت عالم اسلامیہ کے ساتہہ خاندان عثمانیہ کی حالت ونسبت کیا ہے ۔

باب دوم

خلافت کی نسبت زمانہ حال کی بحث

قریب ۱۵۱۵ء عیسوی مطابق ۹۲۱ھ ہجری کی سلیم اول بادشاہ ترکان عثمانیہ ور شاہنشاہ قسطنطنیہ نے یہہ دیکھکر کہ مین اپنے زمانہ مین سب سے زیادہ پر قوت اور پر صولت بادشاہ اسلام کا ہون اور یہہ خواہش کرکے کہ اپنی حکومت کو زیادہ تر وقیع مستحکم دون یہہ خیال پیدا کیا کہ خلافت کی گم شدہ عظمت و جلال کو اپنی ذات مین زندہ کرون ۔ اوسکو متشرع مسلمانون پر غازی اسلام اور پیشوا قرار پانے کے لئے کئی دعوی تہی کیونکہ وہ اوسی محمد ثانی کا پوتا تہا جسنے ملک مشرق مین رومیونکی شہنشاہی کا چراغ بالکل بجہا دیا تہا اور وہ خود اپنی شیعہ شاہ ایران کے مقابلہ مین ایک جنگ کو کامیابی کے ساتہہ ختم کرچکا تہا سنی سلاطین جو اُسوقت اوسکے صرف تین حریف تہے اول مغل اعظم ۔ دوسرے سلطان الغرب یعنی شہنشاہ موراکو ۔ سوم مملوک سلطان مصر ۔ دو فرمانروایان سابق الذکر کے خیال سے جو دور دراز ممالک اسلامیہ کے سلاطین تہے سلیم کو کچہہ اندیشناک نہین کیا لیکن مصر کے ساتہہ اُسنے جنگ کی ۱۵۱۶ء مین اُسنے شام پر جو مصر کا ایک بیرونی صوبہ تہا حملہ کیا اور ۱۵۱۷ء مین وہ قاہرہ مین داخل ہوا اور کنسائی الغوری مملوک سلطان وقت کو قید کرلیا اور علانیہ اوسکا سر قلم کرادیا اور دوسری روایت یہہ ہے کہ سلطان مصر بہ سبب پیرانہ سالی کے

گھوڑے سے گر کر زمین پر پڑا ہوا تھا اوسی حالت مین ایک سپاہی نے اُسکو قتل کر کے اوسکا سر سلطان سلیم کی حضور مین پیش کیا - بعدازان متوکل ابن عمر الحاکم نے جو خاندان عباسیہ کے اولاد مین سے تھا اور اوسوقت قاہرہ مین بہ حیثیت خلیفہ خطابی رہتا تھا ایک نہایت مشتبہ حالت مین سلطان سلیم کو اپنے حقوق تفویض کر دئے اور اوسوقت سلیم نے بہ خطاب ذیل اپنے آپ کو ملقب کیا سلطان السلاطین و خاقان الخواقین مالک البحرین (یعنے بحر اعظم و بحر قلزم) و حامی الحرمین خلیفہ رسول اللہ امیر المومنین و سلطان خان - روایت ہے کہ اول مرتبہ اوسنے اپنے نام کا خطبہ مساجد مین اوسوقت سنکر اطمینان حاصل کیا جب سنہ ۱۵۱۹ع[1] مین اوسنے بجانب شمال معاودت کی اور بڑی مسجد زکاریس واقع الپومین در آیا پس چند لفظون مین خلافت حال کی اصلیت کی یہہ مختصر تاریخ ہے اور یہی القاب ہین جن سے عبدالحمید اولاد سلیم ملقب ہے - اب اس مدت کثیر کے بعد اور ایسی حالت مین کہ معاصرین نے تفصیلی واقعات نہین لکھے اس امر کی نسبت کہ سلیم نے پیشوائی مذہبی کا جو ادعا کیا اوسکا اثر اوسوقت کے مسلمانون پر کیا ہوا تھا بجز قیاس کے اور کوئی ذریعہ دریافت حال کا نہین ہے - ابتدا مین تو دوست دشمن سب نے سلیم کو بالضرور غاصب سمجھا ہوگا کیونکہ اس سے پہلے کسی ایسے شخص نے جو قریشی النسب اور واسطہ دار پیغمبر نہو پیغمبر کی روحانی یعنی مذہبی وراثت کا دعوی نہین کیا تھا - بلاشبہ تمام فقہا کا ہر زمانہ مین یہہ مقولہ تھا کہ استحقاق خلافت کے لئے پہلے شرط قریشی النسب ہونا ہے - لیکن بہ نظر معقول ہم یہہ خیال کر سکتے ہین کہ لوگون نے خاص اُسکی سلطنت کی حدود کے اندر اور اوسکے باہر بھی

ل - مین ان تاریخونکی کامل صحت کا ذمہ دار نہین ہون - ترکی مورخون نے سلیم کی سال وفات کو سنہ ۹۲۶ ہجری قرار دیا ہے جو سنہ ۱۵۲۰ع سے مطابق ہے - یہہ امر بھی مشتبہ ہے کہ آیا سلیم نے بہ نسبت مقامات مقدسہ کے خادم الحرمین سے بلند تر لقب اختیار کیا یا نہین اگرچہ اُسکی آئندہ جانشین بیشک حامی الحرمین کہلائے سلیم کی وفات سے پانچ سال کے بعد مکہ مین خلافت عثمانیہ تسلیم کی گئے +

عوام الناس عثمانی شہنشاہ کی اس علی کاروائی کو منظور و پسند کر لیا سلطان سلیم عالم اسلام مین ایک بڑا شخص تہا اور اسکے جلوہ کی چمک دمک سے تمام اہل شمال کی آنکہین جہپک گئین تہین - مسلمانون نے اوسکو اور اسکے خاندان کو اسلام کی قسمت کا پہر چمکا دینے والا اور بمقابلہ عیسائیت کے اسلام کو فتحمند کرنیوالا (غازیان اسلام) ضرور سمجہا ہوگا اور اسی وجہ سے مقدس لوگونکو اپنے مذہب کی بہتری آیندہ کی امید مین اسکی خاطر سے اس مقررہ شرط خلافت سے تجاوز کرنا بیشک مناسب و بجا نظر آیا ہوگا ممالک اسلامیہ کے ایک بڑے حصہ کی دنیاوی حکومت تو سلیم کو حاصل ہی تہی پس یہ امید ہوسکی ہوگی کہ وہ دینی سلطنت کو بہی قائم کر لیگا - علاوہ برین سولہوین صدی کے مسلمانون کے کان لفظ خلافت کی صدا سے آشنا نہ رہے تہے اور وہ اسی لقب سلطان کو جو سلیم کو حاصل تہا دنیاوی عظمت کے اعلی ترین درجہ کا لقب سمجہتے تہے - خلافت کا اگر کچہہ وجود تہا بہی تو پچہلے زمانہ مین بمقابلہ لقب سلطنت کے اوسکا مفہوم کم وقعت اور کم اثر تہا اور خرابی بغداد کے بعد سے یہہ دونون لقب خلط ملط ہوگئے تہے اور اب تک ہی ور لوگ عموماً اوس قدیمی لقب کا استعمال نہین کرتے - پس اس جدید سلطان دمشق و قاہرہ و مدینہ کو کچہہ مشکل نہ تہا کہ خلائق کو نہ صرف اپنا استحقاق نسبت قبضہ ممالک مقبوضہ خلیفہ کی بلکہ نسبت لقب دینی و منصب خلافت کے بہی تسلیم کرا دے - معلوم ہوتا ہے کہ اس اتفاقی مشابہت سے بہی جو عثمان مورث سلیم اور عثمان خلیفہ ثالث کے نامون مین تہے ابتداءً اسی طرح فائدہ اوٹہایا گیا جیسا کہ بعد کو - عوام الناس کے کانون کو یہہ آواز نئی نہ معلوم ہوئی اور وہ مطمئن ہوگئے کیونکہ تمام دنیا نام ہی مین تو ہے - لیکن علما کو اسکی زیادہ صحت ضرور تہی اور ظاہر ہے کہ خاندان عثمانیہ کا حق پیغمبر خدا کا مذہبی جانشین ہونیکی نسبت مدت تک علما کی مذاہب مختلفہ مین بہت گرما گرمی سے زیر بحث رہا - غیر قریش کو جائز استحقاق خلافت نہ ہونے کے باب مین حدیث موجود ہتی - کیونکہ محمدؐ نے خود بارہا صرف اپنی خاص قوم کو اپنی

حکومت کا وارث قرار دیا تہا اور اس قاعدہ سے انحراف کرنا خاص شہر اہب عرب کے علما مین سے کوئی جائز نہ رکہتا۔ لیکن چونکہ علمای ملت حنفیہ قائم مقام اُن لوگون کے تہے جنکو ادعای خاندان عثمانیہ کے تسلیم کرنے سے غرض متعلق تہی لہذا اُنہون نے شرعی طور پر اُس دعوی کے حمایت پر کمر باندہی اور باوجود اُس سخت دقت غیریت نسل کی اُنہون نے اپنے لئے اور بنی عثمان کے لئے ایک مسئلہ جواز کا نکال لیا اور چونکہ کوئی دوسرا دعویدار خلافت معترض و مزاحم نہین تہا لہذا اب تک اوس مسئلہ کو علمای سنت وجماعت نے کثرت رائے سے تسلیم کر رکہا ہے۔ عملی دقتین برضامندی باہمی طی کردی گیئن اور سوای علما کے اور سب لوگ اوس اصل جھگڑے کو بہول گئے تہے لیکن ہم لوگون کو انگی زندگی کی یہہ بات ہے کہ ایک پولٹیکل معاملہ کی غرض سے بحث مذکورہ پہر زور شور سے اُٹہائی گئی تہی۔ اسباب مین علمای حنفیہ کی دلیلین بہت دلچسپ ہین اور مین نے بہت زحمت گوارا کرکے اونکو تحقیق کیا ہے اور سمجہا ہے۔ لیکن قبل اسکے کہ مین اونکی تفصیل کرون بہتر ہوگا کہ ابتدای زمانہ خلافت کی تاریخ پر ایک اجمالی نظر کرون اور اُن حالات کو بیان کرون جنکا وجود قدیم سے فعلی جاتا رہا۔ متشرع مسلمان مصنفون نے خلافت کی تاریخ کو چار زمانون پر منقسم کیا ہے۔ عربی مین خلیفہ کے لغوی معنے (پیچہے چہوڑے گئے) کے ہین اور اصطلاح شرع مین اُس سے پیغمبر کا جانشین اور اونکی دنیاوی اور مذہبی طاقت کا وارث مقصود ہے۔ اول زمانہ خالص دینی طرز کا زمانہ تہا اور خلیفہ یعنی قائم مقام محمدؐ امام اور بادشاہ ہونے کے ساتہہ ہی ولی خدا اور ایک خاص حد تک مہم بالغیب بہی تہا۔ یہہ زمانہ صرف تیس سال تک رہا جس مین چار خلفای اعظم زیب خلافت رہے یعنی۔ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ۔ مسلمان لوگ اونکا ذکر سیدنا کے لقب سے کرتے ہین جسکے معنے ہمارے سردار۔ دوسرا زمانہ جو چہہ سو برس تک رہا سلطنت اہل عرب کا زمانہ ہے جسمین خلافت

موروثی دنیاوی بادشاہت کا پیرایہ اختیار کرلیا۔ جن لوگون نے اوسکو قائم رکھا وہ نہ
اولیاء اللہ ہی تہے نہ علمای شرع اور اپنے متقدمین سے بالکل جداگانہ حالت مین تہے۔ ابتدا
اونکی معاویہ ابن امیہ سے ہوکر مستعصم باللہ آخر سلطان عباسیہ پر ختم ہوگئی۔ تیسرا زمانہ دنیاوی حکومت کے
التوا کا ہے جسمین قریب تین سو سال تک خلیفہ نے حقوق بادشاہت کا نفاذ نہین کیا بلکہ صرف
ایک مذہبی اور روحانی پیشوا کی حیثیت سے رہتا تہا یا جسکو ہم اب مثل شیخ الاسلام مقیم قاہرہ کے کہہ
سکتے ہین۔ دنیاوی حکومت اسلامیہ جسکے سلسلہ کی نسبت از روے اصول یہہ خیال کیا جاتا ہے
کہ بلا انقطاع قائم رہا اور اس زمانہ مین بہی قائم ہے اوس زمانہ مین مملوک سلاطین مصر و دیگر شاہان
اسلام کو مفوض تہے۔ آخر زمانہ خلافت عثمانیہ کا ہے۔ چونکہ خلافت کے متعلق زمانہ حال کی بحثون
مین اکثر ابتدائی زمانہ کی نظیرین پیش کیجاتی ہین لہذا مناسب ہے کہ بنیاد وجود خلافت پر اور خود اسلام
کی پولیٹکل بنا پر غور کیا جاے۔ علمای محمدی کا قول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ وسلم نے مکہ سے جو ہجرت
کی وہ کسی باغی رئیس کے مفرور ہوجانے کے طور پر نہ تہی بلکہ ایک ایسا فعل تہا جو دعویدار استحقاق
حکومت کی جانب سے عمل مین آیا تہا۔ پیغمبر صاحب بذریعہ پیدایش کے شاہی یعنی فرمانرواے
خاندان قریش مین سے تہے اور قبیلہ قریش بجاے خود تمام قبائل حجاز سے زیادہ معزز و بلند تہا
اور پیغمبر کے جدامجد خود مختار حاکم مکہ کے تہے۔ لہذا محمد نے مع مہاجرین کے اپنے تئین ایک خود
مختار پولٹیکل جماعت کا سرگروہ قائم کیا اور اس باب مین اونہون نے قدیم رسم عرب کی پیروی
کی جہان ہمیشہ گروہ گروہ اپنے اصلی قبیلہ سے جدا ہوکر اور اپنے فرمانروا خاندانون مین سے کسی ایک
شخص کو اپنا جدا حاکم قرار دیکر نئی قوم بن جاتی ہین پس اسلام ابتدا ہی سے مثل مذہبی جماعت کے
ایک پولٹیکل جماعت بہی ہے اور درحالیکہ محمد اپنے شاگردون اور پیروؤن پر بحیثیت رسول وعظ
فرماتے تہے اوسیوقت بحیثیت بادشاہ اور گورنر یعنی حاکم منتظم کے وہ اونکے لئے قانون بہی مقرر

کرتے تہے ۔ پیغمبر صاحب اونکی امام یعنی پیشوای عبادت ہی تہے اور اونکے امیر اور قاضی یعنی فرمانروا اور جج اور مجسٹریٹ ہی تہے ۔ پس دنیاوی و دینی حکومت اعلی کا سلسلہ ملگیا تہا اور اسلام اپنی ابتدا ہی سے نہ صرف ایک مذہبی گروہ تہا بلکہ اوسیقدر ایک نیشن (قوم) بہی تہا ۔ محمد کے زمانہ حیات مین یہہ باتین بلا اختلاف رہین اور مشکلین صرف اونکی وفات کے بعد پیش آئین ۔ یہہ ایک بڑا اختلافی مسئلہ ہے کہ ایسی حالت کے وقوع پر کیا انتظام محمد کو منظور و مقصود تہا ۔ ابتدائی زمانہ مین پیروان علیؑ نے یہہ کہا کہ اونہون نے اپنے داماد کو وصی کیا ہے ۔ دوسرونکا قول ہے کہ پیغمبر خدا نے حضرت ابوبکرؓ کو نامزد کیا تہا لیکن اب قریب قریب تمام سنی اس بات پر متفق ہین کہ کوئی خاص شخص معین و نامزد نہین کیا گیا بلکہ خلیفہ و قائم مقام کے تجویز ذریعہ انتخاب پر منحصر کردی گئی ہی ۔ بہرکیف مسلمانون نے اسی طریقہ انتخاب کو پسند کیا اور تمام امور ٹہیک ٹہیک اُس دستور عرب کی مطابق برتی گئی جسپر بالخصوص شرع قرآنی بنی ہے پس قبائل عرب مین یہ دستور ہے کہ جب شیخ وفات پاتا ہے تو بزرگان قبیلہ اور اکابر خاندانہای وجاعتہای عظیمہ کسی ایک خیمہ مین جمع اور حلقہ زن ہوکر متوفی کی قائم مقامی پر بحث شروع کرتے ہین ۔ از روے اصول کے ہوسکتا ہے کہ کوئی ایک و نین کا بلا قید منتخب کرلیا جاوے کیونکہ کتنا ہی بڑا قبیلہ ہو وہ سب بطور ایک بڑے خاندان کے ایک ہی مورث اعلی کی اولاد مین ہوتے ہین اور گو کوئی بیرونی شخص منصب حکومت اعلی کے لئے قبول نہین کیا جاسکتا لیکن قبیلہ کے اندر کا کوئی شخص حاکم ہوسکتا ہے ۔ لیکن از روے عمل کے وہ انتخاب صرف تن چند پر محدود ہوتا ہے ۔

سواے خاص و مستثنی حالتون کے خون اور نسل کا ادب اہل عرب کو اس بات سے روکتا ہے کہ اپنے فرمانروایون کے خاندان کو بدل دین ۔ اگر متوفی نے کوئی بالغ اور موصوف بصفات بیٹا چہوڑا ہے تو وہ بلا حجت شیخ تسلیم کرلیا جاتا ہے اگر وہ نہو تو چچا یا بہتیجا یا بنی عم منتخب ہوتا ہے

صرف نہایت سخت اور عام خطرہ کی حالتون مین یا اوس صورت مین کہ کوئی وارث از قسم ذکور موجود نہو کسی دوسرے خاندان کا شخص اُمیدوار حکومت ہو سکتا ہے ۔ علاوہ برین کوئی ایک مستقل قانون انتخاب کا نہین ہے ۔ وہ مجلس کسی شخص کو کوئی حق عطا نہین کر سکتے بلکہ ایک شخص بہ اتفاق رائے کر سکتی ہے کیونکہ حق کا پیدا کرنا منتخب کرنیوالون کا کام نہین ہوتا بلکہ اوس شخص کا کام ہوتا ہے جو اپنے انتخاب کو قائم رکھہ سکے ۔ چنانچہ ووٹ دینی یعنی اظہار رائے کرنے کا کوئی معین طریق اور مقررہ انتظام نہین ہے بلکہ بزرگان قبیلہ اس امر کو متحقق کر کے کہ قرابتمندان شخص متوفی مین سب سے زیادہ کسکا رعب داب ہے جسکی اتباع پر عظیم تر میلان طبائع کا ہے ۔ اُس شخص کو بذریعہ ہاتہہ دینے یعنی بیعت کرنیکی تسلیم کر لیتے ہین اور اوسوقت وہ اونکا شیخ ہو جاتا ہے ۔ لیکن کبہی کبہی دو حریف سردارونکی وجہ سے تفرقہ پڑ جاتا ہے اور قبیلہ منقسم ہو جاتا ہے ایک گروہ ادہر جاتا ہے ایک گروہ اودہر ۔ یہان تک کہ یا تو اونمین سے ایک سردار دوسرے کو مان لیتا ہے یا تلوار اُس اختلاف کا فیصلہ کر دیتی ہے ۔

پس قبائل عرب کی طریق وراثت کی یہہ سب باتین خلفای اولین کے انتخاب مین مل سکتی ہین ۔ جب محمدؐ کے خبر وفات متحقق ہو گئی تو ایک مشورہ کرنے والون کی جماعت نے جن مین بزرگان و سرگروہان اسلام شامل تہے یہہ قرار دیکر کہ کسی خاص تحریک منجانب عوام کی ضرورت نہین ہے بطور خود حضرت عمرؓ ابن الخطاب کے مکان مین نشست کی ۔ اس جماعت کو فقہا نے اہل الحل والعقد کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے کیونکہ اونہون نے پیچیدہ مسئلہ قائم مقامی کی گرہ کشای کی خدمت اپنی ذمہ لی تہی ۔ ایک نازک بحث کا فیصلہ کرنا تہا ۔ ایسی بحث جو ہر زمانہ مین (سول وار) اندرونی جنگ کی باعث ہوئی تہی ۔ رسول اللہ نے کوئی بیٹا نہ چھوڑا تہا لیکن کئی قرابت دار قریبہ موجود تہے ۔ علاوہ برین اسلام کی نئی قوم مین اندرونی تفرقہ پڑ جانے کا خطرہ تہا اور قریب تہا کہ آپس ہی مین ایک جماعت

ایک ملکی جماعت کے مقابلہ مین ہتیار اوٹہا وے - علیؓ بن ابیطالب اماد اور بنی عم اور ابو بکر خسر رسول اللہ - یہی دو حضرات زیادہ تر پیش کیے گئے - حضرت علی ملکی فریق اور حضرت ابو بکر مذہبی فریق کے سرگروہ تہے اور چونکہ اتفاقاً مدینہ مین مذہبی فریق کو زور اور عروج تہا لہذا حضرت ابو بکرؓ منتخب ہو گئے اور قوی تر فرقہ کے سرداربان لئے گئے اور رئیسون نے اونکے ہاتہہ پر بیعت کی اور اندرونی اور ملکی جنگ صرف اس سبب سے رک گئی کہ حضرت علیؓ نے بہی اُس انتخاب کو تسلیم کر لیا اور یہہ تسلیم اونکی عالی فطرتی اور بہادری اور بیغرضی کا نتیجہ تہی - اس طریقہ انتخاب کو علمای سنت و جماعت نے کثرت راے سے مستند اور مطابق منشای رسول اللہ کی قرار دیا ہے - بعد کو جو تین انتخاب عمل مین آے وہ بہی انتخاب اول سے کسی امر اہم مین مختلف نہ تہی - صرف اسبات پر لحاظ کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کی نسبت یہہ کہدیا تہا کہ یہہ میری جانشینی کے لئے لائق ترین اشخاص مین سے ہین اور اسطور پر گویا اہل عقد کو انتخاب کے کسیقدر ہدایت کردی تہی ہر مرتبہ بزرگان مدینہ خلیفہ کو منتخب اور نامزد کرتے تہے اور دیگر مقامات مین وہ انتخاب تسلیم ہو کر مستحکم ہو جاتا تہا - لیکن حضرت علیؓ کے وقت مین ایک نئے اصول نے ظاہر ہونا شروع کیا جس سے نوعیت خلافت مین تبدیلی واقع ہونے کے آثار نمایان تہے - جیسا کہ مین کہہ چکا ہون حضرت ابو بکرؓ کو اُن مذہبی خیالات نے منتخب کیا تہا جنکو اوسوقت مین غلبہ تہا - حضرت ابو بکرؓ اسلام مین مقدس ترین شخص تہے اور اونکی ساری حکومت ٹہیک ٹہیک خدا کی حکومت تہی - وہ قانون مذہبی کو صرف نافذ کرنے والے نہ تہے بلکہ اُسکے واضع اور شارح بہی تہے - وہ ہر روز مجلس مین بیٹہتے تہے اور مسائل دینی و دنیوی کا فیصلہ کرتے تہے - مسجد مین امامت کرتے تہے اور قرآن کو بیان کرتے تہے اور ہر جمعہ کو منبر پر بیٹہہ کر وعظ کہتے تہے اونکی ذات مین وہ تمام مناسب جمع تہے جو اب درمیان شیخ الاسلام اور مفتی اعظم اور حکام عامل کے منقسم ہین - وہ بادشاہ اور امام اور قاضی

یعنی مجسٹریٹ وجج اور ملکی اور مذہبی قانون کے عالم اور تمام مسائل متعلقہ اُمور خیالی وواقعی[1] کے مرجع تھے قصہ مختصر یہہ کہ اسلام کے پوپ تھے - اونکے ہر سہ جانشینان مابعد بہی اونسے کسی بات مین کم نہین تھے - جس اختیار کو اونہون نے تفویض کردیا تہا وہ صرف اُن افواج کے سپہ سالار تھے جو اسوقت دنیا پر پہیلتے اور قبضہ کرتے جاتے تھے - اور اُن صوبونکی حکومت تھے جنکو اُن فوجون نے فتح کیا تہا - لیکن بالآخر حضرت علیؓ جب مسند خلافت پر متمکن ہوے تو اونہون نے تواسی فریق کو اپنا مخالف پایا جسنے خود ایک مرتبہ اونکو خلافت کے لئے پیش کیا تہا اور اس عرصہ مین اُس فریق نے بہت زور پکڑ لیا تہا - دنیاوی فتحمندیون کے ساتہہ دنیاوی خیالات بہی مسلمانون کے دلون مین بہر گئے تھے اور خاص عرب کے قومی خیالات کی جانب جنکو مذہبی سرگرمی نے ایک دبا رکہا تہا ایک قوی میلان خاطر شروع ہوگیا تہا اور بیشک ایسا ہونا ایک طبعی امر تہا بلکہ حقیقت مین ایسا امر تہا جو رک نہ سکتا تہا - کیونکہ بہت سی مفتوحہ قومون نے مذہب اسلام کو قبول کرلیا تہا اور چونکہ مسلمان لوگ اپنی فتحمندونکے ہمسر اور مساوی الدرجہ ہوگئے تھے لہذا فتحمندون کو جو کچہہ فخر و ناز تہا اُسکی تسکین بہ نسبت مذہب کے زیادہ تر نسل اور پیدایش کے خیالات سے ہوتی تہی اور یہہ ایسے خیالات تھے جن مین مفتوحہ نسلون کا کچہہ حصہ نہ تہا بلکہ وہ خاص تر کر اہل عرب کا تہا چنانچہ مذہبی فریق کو نقصان پہونچا کر قومی فریق کو اہل قریش سے جو ہنوز تمام معاملات سلطنت کے افسر تھے قوت اور تندہی - معاویہ ابن امیہ جو ایک خاص اور نمایان قابلیت کا اور لپہالینی وضع کا آدمی تہا جسکا برتاؤ کرنا عالی نسل عرب اپنے پولٹیکل مطالب نکال لینے کے لئے خوب ہی جانتے تہے یہ چند سالون سے شام کا گورنر تہا اور بہ نسبت مقدس حضرت علیؓ کے وہان اوسکا میل جول بہت زیادہ تہا اور شام اگرچہ ہنوز باعتبار نام کے تو نہین لیکن حقیقت مین اصل حکومتگاہ گورنمنٹ مسلمانان کا ہوگیا تہا

[1] اصولی وفروعی یا علمی وعملی ۔

لہذا معاویہ نے حضرت علی کے انتخاب موقوعہ مدینہ کے جواز کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور چونکہ ایک دوسرے اور مخالفانہ اہل حل و عقد نے دمشق مین اوسکی تائید کی لہذا اوسنے تلوار ہاتھہ مین لی کیونکہ عرب کا دستور جملہ دعویدارون کو بالآخر ایسا کرنیکا حق عطا کرتا ہے - علمای مذہبی بالاتفاق معاویہ کو اس بغاوت پر الزام دیتے ہین اور اگرچہ بجای حضرت علی کے اوسکا قائم ہونا جائز رکھتے ہین لیکن اوسکی حالت کو ہر چہار خلفای ماسبق سے بالکل علیحدہ قرار دیتے ہین - اون کے نزدیک معاویہ مین پیغمبر خدا کی یہہ پیشین گوئی پوری ہوگئی کہ اسلام مین تیس سال تک امامت اور بعد اوسکے ہمیشہ بادشاہت ہوگی - بلاشبہ معاویہ تمام پچھلے بادشاہان اسلامیہ کا نمونہ تہا - شرع کے بموجب افسر ملک افسر مذہب بہی ہوتا ہے - لیکن معاویہ کی ذات سے مناصب مذہبی کا نفاذ منبدل ہوگیا - بخلاف اپنے متقدمین کے اوسنے یہہ مناصب دوسرونکو تفویض کردئے اور خود نہ نماز پڑہاتا تہا نہ وعظ کہتا تہا اور نہ وہ اسلام کا کوئی عمدہ یا متبحر عالم مثل حضرت ابوبکر و دیگر خلفا کے سمجہا جاتا تہا - علاوہ برین - اوسکی اسی خاص بات پر زیادہ لحاظ کیا گیا ہے - اوسنے اپنی عہد حیات مین یزید اپنے بیٹے کو اپنا جانشین نامزد کرکے خلافت مین وراثت خاندانی کا طریقہ پیدا کیا - پولیٹیکل انتظام کی نظر سے تو یہہ تبدیلی مفید تہی لیکن وہ باعث انحطاط مذہب سمجہی گئی ہے - اوسوقت سے خاندان امیہ یا بعد اوسکے خاندان عباسیہ کے خلفا منتخب نہین کئے گئے گو بظاہر منظوری علما کا قاعدہ برتا جاتا تہا - اور وہ لوگ یہہ سمجہتے تہے کہ ہمکو عوام کی رائے نہین بلکہ حق میداریس نے خلیفہ بنایا ہے - خلافت عرب کے تمام ایام مین صرف ایک امیر المومنین ہمکو ایسا نظر آتا ہے جسنے علوم مذہبی مین اپنے تئین زیادہ مشغول کیا اور چند ایسے ملتے ہین کہ جنہون نے بذات خاص مناصب مجسٹریٹی (قضا) کو نافذ کیا - تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک مرتبہ ایک عباسی خلیفہ نے اپنے حق امامت یعنی نماز پڑہانے کے حق پر اصرار کیا تہا اور یہہ

امر غالباً ایک اتفاقی رشک کا اثر تہا - لیکن از روی قاعدہ عام اسلام کی دنیوی حکومت ایک صدر اعظم کو اور دینی خدمت متعلق عبادت ایک نائب امام کو اور مسائل شرعیہ کی توضیح و تعبیر ایسے علما یا مجتہدین کو جنکے مقلدین کا گروہ زیادہ ہوتا تہا سپرد کی گئی تہی - لیکن تاہم خلیفہ کی حالت فی الواقع پاک اور مقدس ہوتی تہی خلیفہ قریشی النسب اور ہم نسل پیغمبر ہوتا تہا اور بقیہ سلاطین دنیا سے یہہ ایک امتیاز اوسکو حاصل رہتا تہا - جون جون اوکی پولیٹکل حالت گہٹی وہ حقیقت مین دوسری ایسی مہم دوستون کے ہاتہون مین پڑتی گئی کہ جنہون نے اونکو صرف اپنی اولوالعزمیون کی اغراض متعلقہ کی وجہ سے اپنے ہاتہہ کا ایک آلہ بنا لیا لیکن باوجود اسکے منصب خلافت معزز رہا اور نہ کبہی صلاح الدین کردی نے نہ طغرل سے نہ ملک شاہ نے نہ کسی سلجوقی امیر الامرائے اپنی ذات کے لئے لقب خلافت کی جرأت کی - خاندان امیہ نے جسکو معاویہ نے قائم کیا تہا دمشق مین پچاسی سال تک سلطنت کے بعد ۷۵۰ء مین نسل قریش کی ایک دوسری فرع یعنی بنی عباس نے پہر تلوار ہاتہہ مین لی اور بجای خاندان امیہ کے متمکن ہو کر اسلام کی دار الحکومت کو بغداد مین منتقل کر دیا اور وہان دنیاوی سلطنت کو پانچ سو سال تک قائم رکہا - اگرچہ اس دوسری دور خلافت مین اسلام اپنے اعظم ترین جاہ و جلال پر پہونچا اور بلند ترین دنیاوی کامیابیاں اوسکو حاصل ہوئین لیکن بلحاظ دین و مذہب کے وہ دور بنسبت اپنی ماقبل تیس سال کے کم مکمل رہا قطع نظر اختلاف اہل ایران و اہل عرب کے خود متشرع جماعت بہی مختلف الراے ہو گئے - اور خلفای حریف یکدگر نے خود مختاری کے ساتہہ مصر اور اسپین مین اپنے تئین قائم کر لیا - علاوہ اسکے پچہلی دو صدیون مین خلفا کے دنیاوی اختیارات عملی طور پر حقیقت مین ترکان سلجوقیہ کو مفوض رہی جو دیوان بادشاہی مین ارکان سلطنت کا کام کرتے تہے اور اونکی مذہبی قوت اور اختیار کی تائید مین بہی علم یا تقوی کی نمود نہ تہی - ہلاکو نے بے سرگروہی مغدن

اُس دور کو خاتمہ پر پہونچا دیا اور ۱۲۵۸ء مین بغداد کو تاراج و برباد کیا - تاریخ خلافت کے تیسرے دور مین تمام دنیاوی قوتین خلفا سے چہن گئین - زوال سلطنت عرب کے بعد اسلام نے بہت سے جداگانہ عملداریون کی صورت پکڑی اور ہر عملداری پر خاص اُسکا[1] یا سلطان فرمانروائی کرتا تہا اور اپنی سلطنت کی حدود کے اندر دنیاوی بادشاہی کے ساتہہ پیشوای مذہب ہی ہوتا تہا - مغلون نے مکہ کا مذہب قبول کرکے ملک مشرق مین ایک اسلامی سلطنت قائم کی اور ترکان سلجوقیہ - ترکان عثمانیہ بعد کو جنکی جگہہ قائم ہوئی ایشیائی کوچک مین فرمانروای کرنے لگے - ممالک باربری نے اپنے فرمانرواؤن کو علیحدہ قائم کرلیا تہا اور مصر پر اوس عجیب خاندان کے لوگ یعنی مملوک سلاطین حکمران تہے - کوئی ایک صدر دنیاوی حکومت اسلامیہ کا کہین دکہائی نہ دیتا تہا اور خلیفہ کا نام اس حیثیت سے کہ وہ ایک حاکم فرمانروا ہو دنیا سے اوٹہہ گیا - صرف قاہرہ مین جہان پس ماندگان خاندان عباسیہ نے قتل و تباہی بغداد کے بعد پناہ لی ہتی برای نام ایک دبی دبائی حالت مین پیغمبر کی جانشینی کا سلسلہ قائم رکہا گیا تہا - ان خطابی خلفا کی جو مملوک سلطنت مصر کے تحت مین تہی ٹہیک ٹہیک حالت کا تحقیق کرنا مشکل ہے - یہہ بات تو مسلم ہے کہ دنیا عموماً اونسے بے خبر تہی اور کسی وقت تو حقیقت مین یہہ امر مشتبہ نظر آتا ہے کہ جو سلسلہ جانشینی اونکے ذریعہ سے قائم رکہا گیا تہا وہ بالکل صحیح و مستند تہا یا نہین - عیسائی مورخین مصر نے اونکا کچہہ ذکر نہین کیا اور سر جان منڈول و دیگر مصنفون کی تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ لوگ خود سلطان مصر کو سردار مذہب اسلام کہا کرتے تہے - مین نے سُنا ہے کہ اُن لوگونکی حالت موجودہ شیوخ اسلام قسطنطنیہ کے حالت سے مشابہ تہی یعنی سلطان کیطرف سے وہ مقرر ہوتے تہے اور سلطان اونکو مسلمانونکے ساتہہ اتحاد قائم رکہنے کے لئے کام مین لاتا تہا - اور مین یقین کرتا ہون کہ فی الواقع یہی

[1] ایک لقب ہے -

اونکی ٹہیک حالت ہتی - لیکن مصنفان ملت حنفیہ نے اونکو ایک طور پر مثل سلاطین یعنے
حکام آزاد کے قرار دیا ہے اور اونکی یہہ حجت ہے کہ پیغمبر کی جانشینی کبہی منقطع نہین ہوئی اور
نہ کبہی اسلام بغیر ایک مسلم و مستند دنیاوی حاکم کے رہا ہے بادشاہان مصر یا ہندوستان یا
(سلیم کیوقت تک) ترک نے کبہی لقب خلافت کا دعوی نہین کیا بلکہ خاندان شریف مکہ نے
ہی کبہی ایسا نہین کیا حالانکہ بسبب قریشی ہونے کے صرف اونہین کے لئے ایسا دعوی
جائز ہوسکتا تہا - تیمور لنگ یا اور کسی مغل مسلمان نے ہی جنہون نے بغداد مین بادشاہت
کی کبہی یہہ دعوا نہین کیا - پس ضرور ہے کہ اس قدیم اور گذشتہ عظمت و جلال کی مدعی کا حال مسلمانون
نے دلچسپی اور حیرت کے ساتہہ سنا ہو - دلچسپ - اسلئے کہ خلافت کے نام کے ساتہہ بہت کچہہ
شان و دبدبہ اسلام کی یاد شامل ہتی - اور حیرت خیز - اسلئے کہ اوسکا دعویدار بوجہ اپنی نسل
کی ناقابل دعوی معلوم ہوتا تہا لیکن حنفی علمانے جیسا کہ مین کہہ چکا ہون سلیم بلکہ اوسکے جانشینونکی
حمایت مین قلم اوٹہایا اور قریب قریب تمام اہل سنت وجماعت پر اس بات کو ثابت کر دینے مین
کامیاب ہوے کہ جو لقب سلاطین خاندان عثمانیہ نے اختیار کیا ہے اوسکی نسبت اونکا استحقاق
صحیح اور جائز ہے - اونہون نے یہہ کہا کہ خاندان عثمانیہ کی مذہبی و دنیوی حکومت اونکی تلوار کے
حق کے ذریعہ سے ہے یعنی منصب سلطنت پر وہ فی الوقع قابض ہین - یہہ دلیل پیش کی گئی کہ
خلافت ایک ضروری چیز ہے (اور اوسکو تمام متشرع مسلمان مانتے ہین) اور یہہ ہی ضروری ہے کہ جو شخص اوس منصب پر فی الواقع
قابض ہو وہ اوسوقت تک خلیفہ جائز تسلیم کیا جاے کہ کوئی دوسرا دعویدار حق مرجح کے ساتہہ ظہور کرے پس دعویدار کے لئے
پہلے یہہ شرط ہے کہ دعوے کرے اور دوسری یہہ شرط ہے کہ ایک فریق اوسکی حمایت کرے -
سلیم نے دونون شرطین پوری کین اوسنے دعوے ہی کیا اور برسر اری ایک فوج کے
اپنے دعوی کو قائم ہی رکہا - اوسنے دنیا مین پکار دیا کہ اگر کوئی حریف ہو سامنے آوے لیکن کوئی

حریف نہ ملا - بہر کیف ایسا حریف نہ ملا جسکو علمای ملت حنفیہ تسلیم کر لیتے کیونکہ سلطان مورا کو کبھی
تسلیم نہین کیا گیا اور خاندان عباسیہ کا اخیر جانشین اپنی حق سے دست بردار ہو گیا تہا -
اس مسئلہ کی تائید مین کہ تلوار سے حق پیدا ہو سکتا ہے اونہون نے معاویہ اور ابو العباس کے
نظیرین پیش کین - معاویہؓ نے بمقابلہ خاندان علیؓ کے اپنا حق قائم کر لیا تہا اور اسیطرح
ابو العباس نے بمقابلہ خاندان معاویہ کے دویم انتخاب یعنی بزرگونکی ایک شرعی جماعت کی
جانب سے منظوری - یہہ بحث پیش کی گئی کہ جسطرح اہل حل و عقد کی مجلس مدینہ سے دمشق کو منتقل
ہوے بعدہ دمشق سے بغداد کو منتقل ہوے پہر بغداد سے قاہرہ کو منتقل ہوے اسیطرح ایک مرتبہ
اور بطور جائز قاہرہ سے قسطنطنیہ کو منتقل ہوے - سلیم چند علماے مسجد اظہر کو قاہرہ سے
اپنے ساتہہ مسجد صوفیہ کو لایا تہا اور اونہون نے بالاتفاق علمای ترک سلیم کو منتخب کیا یا انکا اوسکے
انتخاب کو منظور کیا - ایک ظاہری صورت انتخاب کے بطور علامت حق مذکورہ کے ابتک قسطنطنیہ
مین برتی جاتی ہے اور خاندان عثمانیہ کا ہر نیا سلطان جب دنیاوی سلطنت کی کا جانشین ہو چکتا ہی
تو خلیفہ تسلیم ہونے تک اوسکو ٹہرنا پڑتا ہے یہان تک کہ علما کی ہاتہہ سے اوسکو منصب خلافت کی تلوار
ملتی ہے - یہہ رسم حسب دستور مسجد ایوب مین ادا کیجاتی ہے - سوم نامزد ہونا - مین ذکر کر چکا
ہون کہ متوکل نے جو نسل عباسیہ سے تہا اور خود ایک خطابی خلیفہ تہا اپنے خاندان کے تمام
حقوق متعلقہ خلافت سلطان سلیم کو تفویض کر دئے - یہہ ایک تاریخی واقعہ ہے لیکن اس بحث
مین صرف غلطی معلوم ہوتی ہے کہ متوکل کو کچہہ حق نہ تہا کہ اس منصب کو جو اوسکو صرف بوجہ خون
و نسل کے حاصل تہا ایک بیگانہ کے ہاتہہ منتقل کر دیتا - یہہ بات بالکل قریب قریب ایسکے ہی
کہ گویا شاہ جرمن لندن پر قبضہ کر کے ڈان کارلاس سے تخت اسپین اپنے حق مین تفویض کرالی
یا اگر نپولین سنہ ۱۸۱۳ء مین پائس ہفتم سے منصب پوپ کو اپنے حق مین تفویض کرالیتا - لیکن تاہم

علمای حنفیہ اس تفویض پر بڑا اصرار و استدلال کرتے ہین اور اونکی راے مین بہ نسبت دلائل مسبوق الذکر کے یہہ زیادہ مضبوط ہے اور اُس سے زیادہ تر ایک دائمی حق خاندانی پیدا ہو گیا۔ نامزد کرنے کی نسبت وہ حضرت ابو بکر کی نظیر پیش کرتے ہین کہ اونہون نے قریب حالت نزع خلافت پر حضرت عمر کے جانشین ہونے کی خواہش ظاہر کی تہی - چہارم (اُن دو معابد یا زیارتگاہونکی تولیت) یعنے مکہ و یروشلیم لیکن بالخصوص مکہ بعض علما کا یہہ قول تہا اور اس عہد مین بلاشک یہہ عام راے ہے کہ حجاز کی سلطنت براے خود استحقاق خلافت کے لئے کافی ہے معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع ابتدائی زمانہ اسلام مین یہی خیال تہا اور بہت سی خونخوار لڑائیان بیت اللہ کے حامی بننے کا حق حاصل کرنے کے لئے وقوع مین آئین - لیکن خلفا کی سلطنت کے ساتھہ حجاز کے تعلق کو اسقدر شکست ہوئی ہے کہ یہہ دلیل کچھہ بہت نہین چل سکتی دسوین صدی مین حجاز کرماسیون کے قبضہ مین رہا جو ایک معتزلہ فرقہ تہا - تیرہوین صدی مین ائمہ صنعان اوسپر قابض رہے اور صدی حال مین سات سال تک وہان وہابیون کی عملداری رہی - تاہم واقعی حکومت حرمین پر سلیم کا استدلال رہا اور یہی دلیل زمانہ حال کی بحث متعلقہ حق خلافت مین سلیم کے جانشینون کی جانب سے پہر پیش ہوئی - پنجم - (امانت یعنے تبرکات کا قابض ہونا) یہہ پہلی دلیل بہ نسبت عقلا و علما کے زیادہ تر عوام الناس کو سنانے کے لئے پیش کی گئی ہے لیکن تاہم اوسکا ذکر اسمقام پر فروگذاشت نہین کیا جاسکتا کیونکہ اس زمانہ کی وقت مسلمانون پر اوسکا بڑا اثر پڑتا ہے - یہہ بات کہی گئی تہی اور اب تک صدق اور اوسکے ساتھہ اوسپر یقین رہا کہا گیا ہے کہ ۱۲۵۸ع مین جب بغداد غارت کیا گیا تو بعض تبرکات رسول اللہ محفوظ رکھے گئے اور وہ قاہرہ مین لائے گئے اور پہر سلیم اونکو قسطنطنیہ مین لایا - ان تبرکات کی نسبت کہا جاتا ہے کہ منصب خلافت کے لئے وہ ایک سلطانی سند ہین اور اونکا قبضہ خلافت کا

استحقاق بخشتا ہے یہہ تبرکات پیغمبر کی ایک عبا جسکو غازیان اسلام بطور علم کے استعمال کرتے ہے اور چند بال پیغمبر کی ریش مبارک کے اور حضرت عمرؓ کی تلوار پر مشتمل ہین ۔ عوام الناس کا یہہ عقیدہ ہے کہ اب تک یہہ تبرکات مسجد ایوب مین محفوظ ہین اور اگرچہ علما کو اب اونکی صحت پر اصرار نہین رہا لیکن تاہم سلطان کے حق کی تائید مزید مین اکثر ان تبرکات ذکر ہی کیا جاتا ہے ۔ یہی دلیلین ہین جنکی بنا پر حنفی علمائے سلیم کے دعوے کی حمایت کی اور یہی دلیلین قایم مقامان خاندان عثمانیہ کے متعلق ہین ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا نے اونکو مان لیا ہے زیادہ تر اسوجہ سے کہ سلاطین ترک جو صرف پولیٹکل اغراض کو بنظر رکہتے ہین ۔ اسی بات کو کافی سمجہکر خاموش ہورہے کہ اونکی خاص رعایا نے ایک ظاہری پیرایہ مین اونکو خلیفہ مان لیا اور اونہون نے اپنی خود مختار ہمسایون کے مقابلہ مین اس بحث کا فیصلہ نہین چاہا ۔ نہ خاندان مغلیہ کے شہنشاہان دہلی سے دینی یا دنیوی افسری سلاطین عثمانیہ کی تسلیم کرانے کا قصد کیا گیا نہ فرمانروایان مراکو سے ۔ اور نہ سلاطین عثمانیہ نے اس قدیم لقب کو روزمرہ استعمال کرانے کا ارادہ کیا جو انہون نے اختیار کیا تہا ہندوستان مین مسلمان لوگ سلاطین خاندان عثمانیہ کو ہنوز بادشاہ یا سلطان روم اور ایک نہایت قوی بادشاہ اسلامیہ سمجہتے تہے لیکن کسی خاص طور پر اونکو اپنا مذہبی افسر نہ جانتے تہے اور یقیناً اونکو اپنا سلطان نہ سمجہتے تہے ۔ علمای مذہب حنفیہ نے البتہ بلاشبہ اون لوگون کو خلیفہ جائز تسلیم کیا ۔ لیکن اکثر شافعی علمانے اسی بنا پر انکار کیا کہ چونکہ وہ غیر قریش ہین لہذا اونکا دعوی ناجائز ہے ۔ اور عوام الناس اور جاہل لوگ جو اونکی عملداری کی باہر رہتی تہی وہ تو اونکے اس مذہبی لقب اور استحقاق سے قریب قریب بالکل ناواقف تہی ۔ بیشک اس بات کا الزام خود سلاطین عثمانیہ پر ہے کیونکہ فرائض متعلقہ منصب جلیلہ کا بجا لانا انہون نے قریباً بالکل چہوڑ رکہا تہا ۔ یہہ بات جہانتک بار بار کہی جاے بجا ہے کہ خاندان عثمانیہ نے خلافت کا لقب ایک غرض کے حاصل کرنے کو اختیار کیا تہا یعنے یہہ کہ ایک مستند بنیاد پر اپنی دنیاوی قوتون کو قائم و مستحکم کرین اور جب ایکدفعہ اونکی یہہ غرض حاصل

ہوگئی تو بہر سواے دنیاوی شان و جلال سلطانی کے اور کوئی امر اونکو مد نظر نہ ہا پس او ہون نے اختیارات متعلقہ خلافت کو کبہی نافذ نہین کیا یعنی اپنی عملداری کے باہر سر زمینون مین نائب امام مقرر نہین کئے نہ خاص اپنی عملداری مین معاملات متعلقہ مسائل شرعیہ مین کچہہ دخل دیا بجز اوس صورت کے کہ ان مسائل سے اونکی حکمرانی مین کچہہ ضرر پہونچتا تہا قسطنطنیہ کی علماے دینیات نے جب بحث خلافت کا ایک مرتبہ پورا پورا تصفیہ کر دیا اور یہہ فتوی دیدیا کہ خاندان عثمانیہ نے ہمیشہ کے لئے یعنی نسلاً بعد نسلٍ حق خلافت کو حاصل کر لیا تب بادشاہ نے اونسے کہدیا کہ اب اصول شرعیہ مین مشغول نہ رکہو اور اپنے مذہب مین اجتہاد ہمیشہ کے لئے موقوف تصور کرو۔ سلیمان اعظم وارث سلیم نے بالخصوص اس بات پر اصرار کیا سلیمان اسی زمانہ مین ایک سلسلہ احکام کا اپنی سلطنت کے ملکی انتظام کی نسبت جاری کر چکا تہا اور اوسکو ناقابل فسخ و ترمیم قرار دیچکا تہا پس اوسنے خیال کیا کہ مسائل مسلمہ شرعیہ کا بہی ناقابل فسخ و ترمیم ہوجانا اوسکی حکومت کے امن و استحکام کا زیادہ تر باعث ہوگا۔ چنانچہ اس باب مین بہی علماے حنفیہ نے اوسکی خواہش کو منظور کر لیا اور کچہہ مزاحمت نکی۔ علماے ترک شروع شروع گیارہوین صدی مین جب مذاہب عرب مین نمودار ہوے اور یہہ سبب ناواقفیت اس مقدس زبان کے اونہون نے اپنے تئین وقت مین پایا اور چونکہ اونکی نظم و ترکیب ہی کا یہہ اثر تہا کہ وہ ذہنی اور باطنی محنت کے برخلاف تہے لہذا اسی وقت سے اونہون نے اس مسئلہ کو قائم رکہا کہ قواے باطنی کو ساکن رکہنا سچی صورت اور علامت متشرع ہونے کی ہے اور اپنے فتوونین ہمیشہ اسناد پر حوالہ دیا کئے اور اصلی و ابتدائی دلیلونکو یک قلم نامنظور کرتے رہے۔ لہذا اونہون نے سلطان کے خیالات کی فوراً تائید کر دے۔ ابتدائی اصول سے استدلال کرنے کی با ضابطہ ممانعت کر دیگئی اکثر شرع موجودہ کی تعبیر کے لئے دو عہدہ موضوع ہوے ایک مسلمہ اصول شرعیہ کے اظہار کے لئے اور دوسرا عملی فیصلوں کے لئے

یعنی شیخ الاسلام و نبی الاعظم سلاطین عثمانیہ [illegible]
اور اعلی حکومت مذہبی کا قاہرہ واقع سرزمین عرب سے باسفورس کے تاتاری ہوا مین منتقل ہونا
صریح اور فوری باعث اس مذہبی بے حسی و افسردگی کا تہا جس سے یون نمایان طور پر سترہوین
اور اٹہارہوین صدی مین اسلام نے نقصان اوٹہایا - اب ہم نے تاریخ خلافت کو اوس زمانہ
تک پہونچایا ہے جسکے نسبت باب گذشتہ مین کہا گیا ہے کہ وہ اسلام کے لئے جہان تک معقولات
اور قوای باطنی کو تعلق ہے افسردگی اور بیحسی کا زمانہ تہا حقیقت مین یہہ ایسی سستی کی نیند تہی
جس سے بیداری کے کچہہ آثار نہ تہے اور معاصرین کو جنمین والٹائر[1] بہی شامل ہے موت سے
نہایت قریب معلوم ہوی - باوجود اسکے کہ سلیمان نے اپنے نزدیک ایک ابدی انتظام کر دیا
تہا - خاندان عثمانیہ کی دنیاوی طاقت مین نہایت مصیبتناک انحطاط آگیا اور سلاطین ترک
کی مذہبی عظمت و افسری مسلمانون کے ساتہہ رخصت ہوگئی - گذشتہ صدی کے وسط مین
لقب خلافت کو خود اونہین کی حدود سلطنت کے اندر لوگ بہول بہال گئے اور قسطنطنیہ کا
دربار بدی اور بیدینی مین ضرب المثل ہوگیا - پس یہہ بات بخوبی تصور مین آسکتی ہے کہ مذہبی
طبائع کے ابہارنے جو سبب کورہ بالا وہابیون کے اوٹہہ کہڑے ہونے سے وقوع مین آیا تہا
سلطان کے دعوی خلافت کو بالخصوص ایک دہمکی دی صدی حال کے شروع ہونے کے
قریب قریب تین حصہ دنیاے اسلامیہ کا ایک تبدیلی کے لئے پختہ ہوتا جاتا تہا اور معلوم ہوتا
تہا کہ تمغای خلافت کسی نئے دعویدار کے لئے موجود ہے جو اپنے تئین اوسکے پہننے کا مستحق ثابت
کرے - دو شخصون نے تو اوسوقت فی الواقع اوسکے حاصل کرنے کا حوصلہ کیا تہا اور وہ دونون شخص
اعلی درجہ کی ہوشیار تہے اور وسائل کامیابی کے اجزا اونکے ہاتہہ مین تہے اور اس مین کچہہ شک
نہین کہ اگر ایک ایسی سلطنت جسکی قوت اون دونون سے زیادہ تہی اور جسنے اوسوقت بہ مرتبہ اول

[1] فرانس کا ایک حکیم -

ایشیا مین اپنی طاقت کے اعلی درجہ کو جتلانا شروع کیا تہا اون شخصون کی مخالف و مزاحم ہو جائے تو اونمین کا ایک ایک اپنا حوصلہ پورا کر لیتا۔ وہ سلطنت انگلنڈ کی سلطنت تہی اوس جن حوصلون کو اوسنے شکست کر دیا وہ بونا پارٹ اور محمد علی کے حوصلے تہے۔ مین جانتا ہون کہ لوگ اس بات کو خوب نہین سمجہے کہ جنگ نیل نے کیسے عظیم الشان منصوبہ کو درہم برہم کر دیا مشرقی سلطنت پر نپولین کی طبیعت جم گئی تہی اور یوروپ مین جس بات مین وہ قاصر رہا تہا ایشیا مین بالضرور اوسکو کامیابی ہو جاتی۔ وہان چہوٹی چہوٹی عملی حکمتین بیفائدہ ہین اور بڑی بڑی تدبیرین اس سبب سے کہ طبائع ملک کے موافق ہوتے ہین جڑ پکڑ جاتے ہین۔ اور نپولین کے دماغ مین ایک ایسا خیال جاگزین تہا جو یقیناً سرسبز ہو جاتا۔ نپولین کی انگریز مخالفون نے اپنی خیالات پر اوسکے خیالات کا بہی اندازہ و قیاس کرکے اسیقدر سمجہا کہ اوسکا بہی ایک چہوٹا سا منصوبہ ہے کہ براہ فارس ہندوستان پر حملہ کرے اور اس منصوبہ کو اونہون نے ایک بوالہوسی کا خیال قرار دیدیا لیکن حقیقت مین ہندوستان تو اوسکے تجویزونکا ایک مختصر حصہ تہا۔ نپولین نے قاہرہ مین جب علانیہ کلمہ پڑہا اور دین اسلام کا ادعا کیا تو اوسکا یہہ ارادہ تہا کہ اسلام کا سردار بنجاوے اور اوسکی یہہ دلیل بجا تہی کہ تین سو برس گذرے جو بات سلیم کے لئے ممکن ہوگئی تہی وہ اسوقت میرے لئے بہی ممکن ہے۔ اور بیشک ۱۷۹۹ء مین جب مسلمانون سے کہا جاتا کہ نپولین کی خلافت کو تسلیم کرو تو وہ اوسوقت سے زیادہ متعجب ہوتے جب ۱۵۱۹ء مین ایک عثمانیہ خاندان کے شخص کی خلافت کا تسلیم کرنا اونسے چاہا گیا تہا۔ یہہ بات تو خونخوار جنگ نیل سے رک گئی ورنہ نپولین جیسی ہنرمند جنگ کے لئے یہہ سب کچہہ ہو جاتا بلکہ اس سے زیادہ اور یہہ بات سمجہہ مین آسکتی ہے کہ مسلمانون کے ایک بڑے گروہ کی مخالفت ہو جانے سی یوروپ کو ایسی مصیبتین پیش آتین جو خاص نپولین کی لڑائیون کے مصائب سے کہین

زیادہ ہوتین - اور اُسی اثنا مین دریای نیل یا باسفورس پر بہ نسبت اُس سلطنت کے جو بونا پارٹ والی سین پر قائم کرسکتے ایک زیادہ دیرپا سلطنت قائم ہو جاتی - بہرکیف اُس بات کی وقعت ایک دلچسپ خیال سے زیادہ نہین ہوئی اور اوسپر اونہین چند لوگون نے توجہ کی جنہون نے از راہ بصیرت اوسکو ایسا قریب الوقوع دیکھا کہ اُسکے سارے پہلوؤنکو سمجھ سکے[1] اور اوسپر متحیر ہو سکے - اُن اصحاب فہم و بصیرت مین محمد علی البانیان کا صاحب مہم بھی تہا جسنے حکومت مصر اوسوقت اختیار کرلی جب انگلستان نے سلطان ٹرکی کو صوبہ مصر واپس دیدیا محمد علی نے ابتدا ہی سے بونا پارٹ کی کارروائیون کو اپنے لئے نمونہ بنالیا تہا اور خلیفہ بننے کی آرزو کو جو نپولین کا سب سے بڑا حوصلہ تہا گویا اوسنے نپولین سے وراثت مین پایا تہا اور مستقل طور پر اوسکے حاصل کرنے کی کوشش کی تہی - وہ کامیابی کے نہایت قریب ہو نچگیا تہا ۱۸۳۹ء مین محمد علی مکہ اور قاہرہ اور یروشلم پر قابض تہا اور مقام کونیا اوسنے سلطانکو شکست دی تہی اور براہ ایشیای کوچک قسطنطنیہ پر بڑہتا جاتا تہا - وہان ہونچکر بلاشبہ وہ اپنی خلافت کا اعلان کردیتا کیونکہ تمام ضروری شرطین مسلمہ جو سلطان کے متعلق جنکی بناپر یہ دعوے قائم ہو سکتا تہا اوسمین موجود تہین اور یہہ امر قرین قیاس نہین ہے کہ اس مقصد کے حاصل ہونے مین علمای ترک اوسکے کچہہ زیادہ مذہبی مزاحمت کرتے سلطان مراد کی انتظامی اصلاحون سے وہ لوگ خود کچہہ پریشان اور اندیشہ ناک ہورہے تہے پس سلطان کی حمایت مین شاید ہی وہ کچہہ زور دکہاتے اور اگرچہ خود محمد علی پر بہی الزام تہا کہ جادۂ مستقیم پر ٹہیک ٹہیک قائم نہین ہے

[1] نپولین کا اجنٹ لاسکیرس جو اہل عرب مین متعین تہا اوسکا اصل روزنامچہ پچہلے دو سالون مین بمقام الیپو دستیاب ہوا ہے اور گورنمنٹ فرانس نے اوسکو خرید کرلیا ہے - اگر مین بالکل غلطی پر نہین ہون تو میری دانست مین جب کبہی اوسکا شہرہ ہونا قرار دیا جائیگا اوس سے نپولین کے مہم مصر کے متعلق نئے نئے اور بڑے بڑے حال معلوم ہونگے ؞

تاہم متشرع اسلام پر اوسکو ایک یہہ بڑا دعوی تہا کہ اوسنے مکہ اور مدینہ کے مقدس شہرونکو وہابیون
کے پنجہ سے چھڑایا تہا۔ خاندان عثمانیہ اس وقت مین نہ صرف بیرونی دنیا کی نظر مین ناپسندیدہ
ہوگیا تہا بلکہ خود مذہب حنفی کی نگاہ مین بہی مکروہ ہوگیا تہا اور چونکہ علمار حنفیہ نے سابق مین
سلیم کو خلیفہ تسلیم کرلیا تہا لہذا بہ طرز معقول ۱۸۳۹ء مین وہ لوگ محمد علی کو خلیفہ تسلیم کرلیتے
لیکن اس حکمت عملی کی پیروی مین جسپر اب نہ پہنچنا نامشکل ہے انگلستان نے اس ارادہ کو بہی
روک دیا۔ اور اوس مہم دوست ثانی از ماؤت کو اپنی وزارت مصر پر واپس جانا پڑا اور
خاندان عثمانیہ کو اگر مذہبی طاقت کا نہین تو بہرکیف مذہبی افسری کا ایک نیا پٹہ حوالہ کیا گیا
مسلمانون مین سلطان عبد المجید اور سلطان عبد العزیز کا عہد سلطنت اس نظر سے دیکہا جاتا ہے
کہ اوسمین درمیان گورنمنٹ سلطانی اور قدیم مذہب علمای حنفی کے کامل بے تعلقی ہوگئی۔
اس موقع پر مجہکو جگہہ نہین ملی کہ اُن اصلاحونکی نوعیت پر بحث کرون جنکا ارادہ مابین ۱۸۳۹
و ۱۸۶۹ء کے منجانب سلطنت عثمانیہ کے کیا گیا اور جزواً اونپر عملدرآمد ہوا تاکہ یوروپ کا غل شور
فرو ہوا اور اوسکی فرمائشین پوری ہون۔ مذہب کی طرف سے اور مذہب کے ذریعہ سے ان اصلاحونکو
عمل مین آنا چاہئے تہا لیکن ایسا نہین ہوا بلکہ مذہب کی کچہہ پروا نہین کی گئی اور اسی سبب سے
مذہبی آدمیون مین اُن اصلاحون نے کہین درجہ قبول نہ پایا۔ بیشک اسلام مین ایسی تمام اصلاحین
ناکامیاب رہین گی کیونکہ خلاف شرع ہونے کا ایک لازوال عیب خواہ مخواہ اُن مین لگا رہیگا
مجہے اُمید ہے کہ اس کتاب مین کسی آیندہ موقع پر مین یہہ بیان کرونگا کہ سچی اصلاح کا عمل مین آنا
اور منظور و مقبول ہوجانا کس طریقہ سے وقوع مین آسکتا ہے۔ اس وقت مین صرف اُس خط ہمایون
اور اُسکے احکام متعلقہ کے اعلان و اجرا کا ذکر کرونگا جو تاریخ خلافت عثمانیہ مین زوال کا نشان
دیتے ہین اور جو صریحًا اوس بازگشت کی حکمت عملی کا باعث ہوئے ہین جو اسوقت ہم قسطنطنیہ

مشاہدہ کر رہے ہین ۔ سلطان عبد المجید نے بسبب اپنے بے موقع ارادون کے مسلمانون
سے کافر کا خطاب حاصل کیا اور سب کو معلوم ہے کہ اوسکا بیٹا مذہبی قانون کا توڑنے والا
قرار پاکر تخت سے اوتار دیا گیا ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ سلطان عبد العزیز نے ایک وقت
مین اپنی اصلی حالت کو سمجھا تھا اور اس بات پر لگیا تھا کہ مجھسے کیا کیا امور مطلوب ہین ۔
یہہ بات واقعہ مصرعہ ذیل سے معلوم ہوگی ۔ بہرکیف یہہ واقعہ اُس عہد کا نشان دیتا ہے جب
بمرتبہ اول ٹرکی مین یہہ ایک مضبوط اور مستقل پالسی قرار دیگئی کہ سلطان کی مذہبی اور روحانی
افسری (یعنی خلافت) کے دعوی از سرنو زندہ کیے جائین ۔ مجھسے اسکے حالات یون
بیان کیے گئے ہین کہ سلطان عبد العزیز کے اوائل ایام سلطنت مین ایک مدبر ملک جو حقیقت
مین نہایت عالی خیال اور ہوشیار اور ممالک مشرقی اور مغربی دونون جگہہ کے حالات کا عالم
متبحر اور بالخصوص اسلام کی مذہبی تاریخ کا بڑا جاننے والا تھا قسطنطنیہ مین وارد ہوا ۔ رشدی پاشا
اوسوقت کے وزیر اعظم کا اور ٹرکی کے اُس نئے گروہ کے لوگونکا وہ دوست تھا جو ہر اچھے پیرایہ
وسائل سے چاہتے تھے کہ کسی طرح مرکز شہنشاہی کو پھر مضبوط اور قوی کرین ۔ اوسنے ان
لوگون سے اور بعد کو جب وہ باریاب ملازمت سلطانی ہوا تو خود سلطان سے وہ فوائد بہ اصرار
بیان کیے جو گورنمنٹ عثمانیہ کو اوسحالت مین حاصل ہونگے کہ مذہبی حکومت سلطان کی بطور خلیفہ
کے زیادہ نمایان اور پیش پیش حالت مین کردیجاے ۔ اوسنے کہا کہ یہہ ایک ذریعہ صوبونکو بھی
دباؤ مین رکھنے کا ہوگا اور اہل یورپ کے پولٹیکل عملی حکمتون کے مقابلہ کو بھی ایک آلہ ہو جائیگا ۔
اوسنے سلطان عبد العزیز کو یہہ بات سوجھائی کہ آپکی اصلی طاقت اسمین نہین ہے کہ دنیاوی
قومونکو مضبوط کیجیے بلکہ اس بات مین ہے کہ اپنی مذہبی اور روحانی قوتونکو مضبوط و مرتب کیجیے
اوسنے سلطان کو حدود سلطنت کے باہر کی اسلامیہ آبادیون کی عظمت بتائی اور بہ اصرار کہا کہ

کہ جہان تک ممکن ہو وہ سب قسطنطنیہ کے اثر اور دباؤ کے دائرہ کے اندر کر لی جائین اور اسطور پر ممالک باربری اور ہندوستان اسلامیہ اور وسط ایشیا سب کے سب جملہ اغراض ومنشار کے لئے بجز خراج گزاری کے تخت ٹرکی کی رعایا و ماتحت ہو جائیگی۔ عہد سابق مین خلفار پر واجب تہا کہ تمام ممالک اسلامیہ مین وہ اپنی مذہبی حکومت کی قائم مقامی کے لئے امام مقرر کرتی تہے چنانچہ یہہ مشورہ دیا گیا کہ یہہ لوگ پھر ایک مرتبہ مقرر کئے جائین۔ امام یا پیش نماز متشرع مسلمانون مین ایک ضروری چیز ہے اور جب خلیفہ نے جو خود امام اعظم ہوتا ہے ایسے امام نہ مقرر کئے تو مسلمانون نے مجبور ہو کر یا تو لوکل گورنمنٹون یعنی مقامی حکومتون سے اونکی تقرری کی استدعا کی یا خود اونکو مقرر و منتخب کر لیا لیکن وہ معترف تہے کہ یہہ بات موافق شرع نہین ہے پس وہ بہت خوشی سے اس جائز اور شرعی طریقہ کو پہر قبول کر لینگے اور اسکے ساتہہ ہی ان مذہبی عہدونکا پہر قائم ہو جانا قسطنطنیہ کی مذہبی طاقت مین ایک عظیم الشان اضافہ کر دیگا۔ سلطان عبدالعزیز سے یہہ ہی کہا گیا کہ دیکہئے عظیم اور اہم خطہ عرب آپکے کیسے بڑے کام کا ہے اور وہان دباؤ اور رسوخ پیدا کرینگے وسائل کس غفلت سے چہوڑ دے گئے ہین۔ ایک شخص نے جو اُس جلسہ مین موجود تہا مجہے مطلع کیا ہے کہ ان خیالات پر سلطان عبدالعزیز کو صرف مسرت ہی نہین ہوئی بلکہ وہ بے انتہا حیرت مین رہ گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے اونکو اپنے منصب جلیلہ کے تاریخی عظمت و جلال کا یا اوسکے اختیارات و حقوق کا کچہہ خیال نہ تہا چنانچہ چند عرصہ کے لئے انکی عنان اندیشہ اوس راہ کی طرف جو دکہائی گئی تہی پہر گئی۔ سلطان نے اکابر علما کو طلب کر کے پوچہا کہ مین نے جو یہہ سب باتین سنی ہین آیا صحیح ہین اور جب اونکا جواب بالکل اون باتون کے مطابق نکلا تو سلطان نے شیخ الاسلام کے نام کمیشن جاری کیا کہ مسئلہ خلافت پر بذریعہ تمام وسائل امکانی کے زور دو اور اوسکو آگے بڑہاؤ۔ چنانچہ دنیای مسلمانان کی ہر سمت

بالخصوص ہندوستان اور ممالک باربری کی طرف واعظ بہیجے گئے تاکہ مسئلہ خلافت کو حنفی طریق
سے بیان کرین اور اوسکو سمجہاوین اور اگرچہ ابتداءً ان واعظونکو کم کامیابی ہوئی لیکن بالآخر
اونکو اُن ممالک مین اپنا مقصود حاصل ہوگیا جہان مسلمان لوگ کفار کی سلطنت مین رہنے پر مجبور
تہے - یہہ بات یہان تک بڑہی کہ پہر ایک مرتبہ خلافت عثمانیہ کا ڈنکا تمام مذاہب مین بجگیا یعنی
اونکی خلافت بطور مسئلہ مسلمہ کے ہوگئی اس باب مین اون واعظونکی تائید ایک قوی آلہ سے ہوئی جو
ابتداءً اس کام کے لئے اوسوقت ٹرکی مین بنایا گیا یعنی ایک مطبع - زبان عربی کا ایک اخبار موسوم بہ
جوائب زیر ہدایت و نگرانی احمد فارس ایک نومسلم کے جاری کیا گیا یہہ شخص عربی کا بڑا عالم اور
ایک نہایت لایق انشاپرداز ہے اور مسئلہ خلافت مین خود اوسکی راے قائم ہوچکی تہی چنانچہ یہہ پرچہ
اب تک برابر علما کی اس نئی حکمت عملی کا موئد رہا - لیکن استنبول کی افسران سرکاری کی سازش
فرقہ کی توجہ ہنوز دوسری مقاصد اور اعتراض کیطرف مائل تہی اور صرف - نصف شخصون نے
اسبات کو سمجہا کہ سلطنت کی انتظامی اصلاح کی تدبیر مین مذہب کو کیا اور کس پیرایہ مین کام کرنا ہے
علاوہ برین - اور یہی بات علما کے لئے سخت ہارج تہی - سلطان عبدالعزیز اس قابلیت کے
آدمی نہ تہے کہ کسی بڑی پولیٹیکل خیال پر مستقل رہین اور اوسکو پورا کرین وہ ایک عیاش آدمی سے
کچہہ کم نہ تہے لہذا وہ اور اونکی گورنمنٹ بہت جلد پہر اپنے اوسی موروثی حکمت عملی پر آرہے
جو صرف اسلحہ کی قوت پر اور غیر ملکون کی قرضون پر اور عہدہ دارونکی سازشون پر اپنی طاقت کا
مدار سمجہتے تہے - عملی طور پر اوس طریقہ مجوزہ مین وزراے عثمانیہ نے جو کام کئے وہ صرف وہی
دو جہاد تہی جنکا اعلان وہابیان حجاز اور معتزلہ ائمہ صنعا کی مقابلہ مین کیا گیا تہا لیکن علماء حنفیہ اس بات سی مطمئن نہ ہوے اونہون
نے یہہ عزم راسخ کرلیا تہا کہ اس نئے خیال کو پورا کرین اور سلطانکو اسبات پر مجبور کرین کہ وہ علانیہ مذہبی اور انتظام مذہبی کے متعلق کارروائی کرنیکی

ﻪ الجوائب ابتداءً قریب سنہ ۱۸۶۰ء کے شائع ہوا -

پیشوا بنجائین پس جب اُنہون نے دیکہا کہ سلطان عبدالعزیز طریق خلافت مین ہٹیک ہٹیک نہین
چلتی تو اونہون نے اونکو تخت سے اوتار دیا اور عبدالحمید سلطان حال کے لئے جو اونکے
خیال کے موافق سچے دلاور اسلام مین راہ کہول دی۔ مذہبی سلسلۂ جانشینی پیغمبر مین خاندان
عثمانیہ کی شاخونکا یہہ پچہلا پیوند جو لگا یعنی سلطان عبدالحمید تخت خلافت پر متمکن ہوے اگرچہ دیندار
مسلمان کو یہہ ایک نعمت غیبی معلوم ہوئی لیکن سچے خیرخواہان اسلام خواہ مخواہ اوسکو ایک بڑا
افسوسناک واقعہ سمجہتے ہین۔ یہہ بات قریب یقین کے ہے کہ اگر عبدالمجید یا عبدالعزیز کا جانشین
کوئی ویسے ہی نافہم و بیخبر لوگون مین سے ہوتا جو اکثر تخت سلطنت پر بیٹہے ہین تو خلافت عثمانیہ
اسوقت ایک زمانہ گذشتہ کی بات ہو چکی ہوتی۔ بہرکیف ایک اہم اور معقول حصہ اسلام کی نسبت
تو وہ خلافت ضرور ہی مٹ گئی ہوتی ۱۸۷۶ء مین جبکہ وہان کی فوجی قوت بہت کم ہو گئی ہی
قسطنطنیہ کا محکمہ سرکاری اُس بغاوت کا فرو نہ کر سکتا جو سلطان کے مذہبی اور دنیاوی افسری کے
مقابلہ مین کیجاتی اور اوسکی جگہہ کوئی ایسی چیز قائم ہوتی۔ کہ جس سے صحیح اصلاح مذہب کی امید کی
بنا قائم ہوتی۔ غالباً اوسوقت تک ملک عرب اپنی خود مختاری کا اظہار کرتا اور کسی نئے قریشی خلیفہ
کا ماتحت ہو کر مشرقی ملک کو اپنا ساتہی اور ہمدرد بنا لیتا۔ اگرچہ شاید مذہبی شورشون و تفرقونکا
وقوع ہوتا لیکن کم سے کم ایک زندگی پیدا ہو گئی ہوتی اور زندگی ہی اسلام کو مطلوب ہے لیکن
سوء اتفاق سے سلطان عبدالحمید نہ تو ایک نرے نفس پرست اور آرام طلب تہے اور نہ جسم یا طبیعت
کے کمزور تہے۔ اونہون نے ایک ایسے بیساختہ خیال سے جسپر خواہ مخواہ ہر شخص آفرین کہیگا اوس
حبل متین کو پکڑ لیا جو اونکی اور اونکے خاندان کی حفاظت کے لئے رکہی تہی اور مذہب کے
اعلی درجہ کے خیرخواہ گروہ کے پیشوا اور لیڈر بن گئے اور چند عرصہ کیلئے بُری ساعت کے آنے کو
روک دیا۔ سلطان عبدالحمید کے خواص و خصائل اور مذہبی رایونکی نسبت صحیح اطلاع حاصل کرنا مشکل ہے

لیکن میری دانست مین یہہ بات بلاشبہ کہی جاسکتی ہے کہ باعتبار مذہبی رایون کے وہ ایک پکے حنفی ہین - لڑکپن مین باوجود شہزادگی کے وہ ایک متین شخص تہے اور علمی مذاق خصوصًا علم جغرافیہ وتاریخ کا شوق رکہتے تہے - مذہب مین اگرچہ عالم نہین ہین لیکن تاہم کچہہ مذہبی علم اونکو حاصل ہے لہذا یہہ بات تسلیم کرلینی چاہیے کہ اپنی مذہبی اور روحانی افسری یعنی منصب خلافت کی حالت پر انکو خلوص کے ساتہہ عقیدہ ہے جب عقیدہ مے غرض متعلق ہو تو خلوص کا حاصل ہونا آسان ہوتا ہے - اور ایک شخص نے اپنی چشم دید مجہسے بیان کیا ہے - کہ تخت نشینی سے چند روز بعد جب حسب دستور مسطورہ بالا مسجد ایوب مین اونکو تلوار بندہوائی گئی تو اونہون نے اپنے طرز اور طریقہ مین ایک دفعتًا تبدیلی سے اہل بارگاہ سلطانی کو متعجب کردیا - اوس روز بعد دوپہر سلطان عبدالحمید تمام دن اون لوگون سے اپنے درجہ مذہبی (منصب خلافت) کا ذکر ایسی زبان مین کرتے رہے جو کئی صدیون سے محل سراے سلطانی کی حدود کے اندر سنائی نہ دی تہی - یہہ بہی تحقیق ہے کہ روسیونکے حملہ کی ترددات سے نجات پاکر اونکا پہلا کام یہہ تہا کہ اوسی اعلان اور وعظ کو جو شروع ہوچکا تہا از سرِ نو نظم و نسق کے پیرایہ مین لاے اور ہندوستان اور ممالک باربری مین نئے واعظ اسلئے بہیجے کہ اون مسلمانون پر جو کفار کی زمین مین ہین خاص سلطانکی خلافت کی حکومت کا وعظ کہین - غیر ممالک کے اجنبی مسلمانون سے بہی سلطانکی تقریر ابتداہی سے بہ نسبت دنیاوی بادشاہ کے زیادہ تر بطور حاکم مذہبی کے رہے اور سفیران یوروپ کے ساتہہ سلطان نے اپنی یہہ حالت برابر اور مستقل طور پر اور نہایت اثر کے ساتہہ قائم رکہی - سلطان عبدالحمید کی لیاقت کا یہہ کچہہ کم اورادنے ثبوت نہین ہے کہ اونہون نے اپنی حکمت سے ہماری تدبیر مملکت اور اثر سفارت کو درہم برہم کردیا - سنا جاتا ہے کہ وہ نماز کے نہایت پابند ہین - لوگ یہہ بہی کہتے ہین کہ سلاطین ترک کے دستور احتراز نکاح شرعی پر وہ بہی قائم ہین - سلطان عبدالحمید درویشون اور اہل کرامات

اور مقدس لوگون کے بڑے فیاض مربی ہین۔ سلطان ایسے لوگونکی بڑی تلاش مین رہتے
ہین اور اونکی بڑی عزت کرتے رہین۔ امور سلطنت اور عدل گستری مین جب وہ خود عمل کرتے
ہین تو سخت پابندی شریعت کی کرتے ہین اور مسائل مشتبہ مین ہمیشہ مفتی یا شیخ الاسلام سے
مشورہ کرتے ہین جب کبھی یوروپ کی فرمایشین خلاف قانون شریعت کی ہوئی ہین تو سلطان نے
اونکے رد کرنے مین کچھہ کم اور ناقابل وقعت قوت و استقلال ظاہر نہین کیا۔ ان تمام وجوہ پر نظر
کرنے سے فوراً سمجھہ مین آ جائیگا کہ سلطان عبد الحمید نے نہ صرف علمای ترک کو اپنا موئد بنا لیا ہے
بلکہ اپنی عملداری سے باہر بھی رایون کے ایک بڑی اور قابل وقعت ذخیرہ کو اپنا طرفدار بنا لیا ہے
یا تو مذہب کے حق مین یہہ لوگ دغابازی کرنیوالے سمجھے گئے تھے یا اب اُسی خاندان عثمانیہ
کے سلطان پر پھر ایک مرتبہ مشرق و مغرب مین بطور دلاور اسلام کے نظر پڑنے لگی۔ اور پرانے
فیشن کے علما جو اسلام کی بازگشت ابتدائی حالت پر چاہتے ہین سلطان عبد الحمید کو شیر اسلام
سمجھتے جاتے ہین ایک سال گذرا جب مین جدہ مین تھا تو اُسوقت یہہ بات نہ تھی لیکن اب یہی
حالت دکھائی دیتی ہے۔ اوسوقت تک تو خود اونہین کے فرق کے لوگ اونکی نسبت شبہ کے
ساتھہ گفتگو کرتے تھے اور بلا شبہ سلطان نے اونین کوئی جوش پیدا نہین کیا تھا وہ لوگ اونکے
منشا کو نہ سمجھتے تھے اور یہہ خیال کرتے تھے کہ سلطان ایک چال چل رہے ہین۔ لوگ سلطان کی
نسب کو (ماںکی طرف سے) آرمینہ سے ملاتے تھے۔ اونکے سچے مسلمان ہونے پر شبہ تھا
یہہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی کہ سلطان عبد الحمید کی حرم سرا کا مولود مومنین اور باوقار نکلے گا۔

۱ مقدمہ تحقیقات قاتلان سلطان عبد العزیز مین سلطان عبد الحمید نے اپنی معمولی پابندی شریعت سے انحراف کیا ہے۔ اگر علما کبھی اونکو تخت سے اوتار چاہینگے تو اس لغزش کا الزام اونپر لگا سکینگے۔ سنا جاتا ہے کہ اس معاملہ مین سلطان نے اپنے ایک یوروپین معتمد کے مشورہ پر عمل کیا جو معاملات سفارت یوروپ مین اونکا مشیر ہے ٭

علاوہ برین سلطان عبدالحمید نے اوسوقت تک اپنی قوت نہین دکھائی تہی اور قوی ہونا ہی
ایسی چیز ہے کہ جس سے ہر ملک مین آدمی دلاور اور بہادر کا لقب پا جاتا ہے اور اوسکی ستایش ہوتی
ہے۔ لیکن پچہلی آٹہہ مہینے مین بہت جلد جلد واقعات وقوع مین آے۔ یونان اور البانیہ اور
کردستان مین عبدالحمید نے اپنی تدبیر کی بازی کو جیت لیا۔ انگلستان سے وہ کچہہ نہین ڈرے اور
اصلاح مجوزہ کفار کا سامنا دلیری سے کیا۔ یوروپ کی آنکہون کے سامنے اونہون نے یہہ جرات
کی کہ مدحت پاشا کو جو یوروپ کی حمایت مین تہا گرفتار کر لیا اور بہ الزام قتل اوسکی تحقیقات کی۔
بالآخر ٹیونس مین اہل فرانس سے ہی سلطان نے گویا اپنا ہی کام کرا لیا۔ یعنی اس وجہ سے اونکو شمالی
افریقہ کے مسلمانون سے ہمدردی کے اظہار کا موقع ملا۔ حالانکہ یہہ وہ خلقت تہی کہ صدیون سے
سلطان کے دعوے کے برخلاف تہی۔ بیس سال پہلے سلطان عثمانیہ کے لئے یہہ بات قطعاً ناممکن
تہی کہ ایک عرب کے سینہ مین اپنی خیرخواہی اور وفاداری کے خیالات پیدا کر دے۔ اُس زمانہ مین
ٹیونس کو بالخصوص اسی بات پر ناز تہا کہ ہم تخت ترکی حکومت سے آزاد ہین اور باستثناے حنفی فرمانروایان
ممالک ساحل افریقہ کے اور سب لوگ ترکون کی طرف سے لڑنے کے خیال کو لغو اور واہیات سمجہتے
تہے لیکن اب خود مالکی لوگ جو قیروان مین مقدس ہین سلطان عبدالحمید کے اشارون پر حرکت کرتی
ہین یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ مصر مین بہی سلطان کسقدر کامیابی کے ساتہہ تحریک کر رہے ہین اور ہندوستان
کے مسلمان تو علانیہ مساجد مین اونکی لئے دعا مانگتے ہین۔ ہر جگہہ وہ فریق جو اسلام کی بازگشت
چاہتا ہے مسلح کہڑا ہے اور اس زمینی خلیفہ کو جو اونکی مرضی کے موافق کام کر رہا ہے اور یوروپ
کو بے اصل سمجہتا ہے۔ اور بشرط ضرورت اس بات پر مستعد معلوم ہوتا ہے کہ کسی دن اُن لوگون کے
ساتہہ اُن لوگون کا پیشوا بنکے علم جہاد بلند کرے۔ اپنا پیشوا تسلیم کر چلا ہے۔ باینہمہ یہہ خیال نہ کرنا چاہیے
کہ کل شرع اسلام قسطنطنیہ کا طرفدار ہو چکا ہے۔ مین ثابت کر چکا ہون کہ ترکی اور مذہب حنفی پر مسلمانون کے

دنیا کا خاتمہ نہین ہے اور سرگرم اور سخت طبع فریق سلطنت عثمانیہ اور اُتنے ہی زیادہ مہیب یعنی مقدس مالکی لوگونکے پہلو بہ پہلو ایک ہوشیار اور ہونہار فریق کہ جس سے مذہبی اصلاح کی اُمید پائی جاتی ہے موجود ہے۔ مصر کا مذہب شافعی اس فریق کا حصن حصین ہے اور دیگر دور و دراز ممالک مشرق مین بھی یہہ فریق قوی ہے۔ اس فریق کا پہلا عقیدہ یہہ ہے کہ خاندان عثمانیہ اسلام کے لئے بلاے بد تہا اور ہنوز بلاے بد ہے اور اس خاندان کا خاتمہ قریب ہے۔ باوجود اسکے کہ سلطان عبد الحمید پاکیزگی کے ساتہہ شریعت سے رجوع لاے ہین۔ یہہ فریق یہی سمجہتا ہے کہ وہ مذہب اسلام کو پریشان کرتے ہین۔ سلطان اُس فریق کے قائم مقام ہین جو تمام بہلائیون کا نہایت سخت مخالف ہے۔

لوگ یہہ جانتے ہین کہ جب تک عثمانی خلیفہ رہیگا خواہ اوسکا نام عبد العزیز ہو یا عبد الحمید اخلاقی ترقی ناممکن ہے اور اجتہاد کا دروازہ نہین کہل سکیگا اور عقائد اور اعمال کی ایسی اصلاح کا ارادہ ہو سکیگا کہ جو اونکے مذہب کو زمانہ حال کے کفر کے مقابلہ مین قائم رکہنے اور چلنے کی قابل کردے۔ علاوہ برین لوگ یہہ بہی سمجہے ہین کہ باوجود اس تشرع کے عبد الحمید کی سلطنت بہ نسبت اونکے متقدمین کے سلطنت کے نہ زیادہ انصاف آنہ ہے نہ مسلمانون کے قانون کے موافق ہے وہی انتظامی برائیان اور اپنی مسلمان رعایا کی بہتری کی نسبت وہی بے پروائیان اسمین موجود ہین۔ بہ نسبت دیگر ممالک اسلامیہ کے غالبًا سلطان عبد الحمید کے منہہ خود اُنہین کی ملک مین بہت کم ہین بہر کیف قسطنطنیہ سلطان کی کوئی مضبوطی کی جگہہ نہین ہے۔ کیونکہ اصلاح جو ترکونکا نیا گروہ ہرگز مردہ نہین ہے موت اور زندگی کی نیرنگی ساحل باسفورس پر پے درپے وقوع مین آتی ہے اور یہہ آزاد فریق اس دوسری کی بہ نسبت زیادہ قائم و منظر رہ سکتا ہے۔ جب کبہی سلطان عبد الحمید وفات پائینگے یا اونکی سلطنت جاتی رہیگی تو فورًا خلافت عثمانیہ کے برخلاف کاروائی شروع ہو جائیگی ؎

باب سوم

صحیح اور اصلی دار الحکومت مکہ ہے

باب گذشتہ مین سلاطین عثمانیہ کی نسبت متشرع[1] اسلام کے گروہ کثیر کی ساتہہ اور وہ بنیاد دین جنپر اونکا استحقاق منصب خلافت قائم ہے ظاہر کی گئی ہین مین اس امر کی توضیح کر چکا ہون کہ وہ بنیادین تو زیادہ قدیم ہین مسلمانونکی طبائع و عقاید مین اونہون نے زیادہ جگہہ پائی ہے اور اگرچہ اسوقت بطرفداری قسطنطنیہ ایک خاص کارروائی شروع ہوئی تہی لیکن اوسکی علت چند اتفاقی امور تہے جو غالباً مستقل طور پر قائم نرہین گے اور وہ کارروائی کسی طرح عالمگیر نہ تہے بہر کیف مناسب ہے کہ مین حالت واقعی کا مختصراً اعادہ کرون سنیونکا یہہ ایک مستند مسئلہ ہے کہ بحیثیت جانشینی پیغمبر کی اونکے مذہبی نظم و نسق کے لئے ایک پیشوا یعنے خلیفہ کا ہونا ضرور ہے اور جس شخص کو یہہ منصب حاصل ہو وہ از روی اصول کے دنیاوی معاملات مین تمام اسلام کا بادشاہ اور مذہبی معاملات مین اونکا اعلی درجہ کا حاکم ہوتا ہے لیکن از روے عمل کے بہت سی صدیون سے خلیفہ کی دنیاوی حکومت صرف اون سرزمینون تک محدود رہی ہے کہ جنپر وہ بزور شمشیر قبضہ رکہہ سکے ہین اور مذہبی معاملات مین خلیفہ نے کسی حکومت صریح کا مطلق استعمال نہین کیا با این ہمہ مسلمانون مین وہ ایک ایسی چیز ہے جسکی اونکو ضرورت ہے اور جسکا ادب کرنا اونپر فرض ہے اور اسمین کچہہ شبہہ نہین کہ جائز ہاتہون مین رہکر مناسب وقت پر خلافت پہر ایک مرتبہ تمام اسلام کے لئے قوی آلہ ہو سکتی ہے خواہ برائی کے لئے خواہ بہلائی کے لئے اسوقت بہی اگر کوئی عام اور سخت خطرہ مذہب کے لئے پیدا ہو تو مسلمان لوگ اپنی اغراض کے حفاظت کے لئے خلیفہ ہی سے رجوع لائین گے اور جیسا کہ ہم دیکہہ چکے ہین ایک اوسط درجہ کی نمود لقومی اور شریعت کا ادب ایک سخت پولٹیکل مخالفت کے مقابلہ مین اسبات کو کافی ہوا ہے کہ واقعی قابض حق خلافت کے ساتہہ اسقدر طرفدارونکا گروہ کردے کہ جو دس

[1] اہل سنت و جماعت سے مقصود ہے۔

کوئی مسلمان بادشاہ نہین حاصل کرسکتا گو وہ کیسی ہی عمدہ حکمرانی کرے اور خوش انتظامی
کے لئے کتنا ہی صرف اور تردد گوارا کرے - یہہ بہی لکہہ چکا ہون کہ اسوقت
سلطان عبدالحمید کی خیرخواہی کے لئے جو وہم بہرے جاتے ہین اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ
مسند خلافت پر متمکن ہین لیکن نسل یا خاندان سے اس خیرخواہی کچہہ تعلق نہین ہے خاندان عثمانیہ
برای خود مسلمانون کی نظر مین کچہہ پاک اور مقدس نہین ہے اور ترکون کی نسل تو اسلام مین ذرا بہی
قابل ادب نہین ہے، موجودہ خاندان خلافت کا خون اُس قدیمی خاندان خلفاء سے ملا ہوا نہین ہے
اور خود ترک لوگ بہی اوسکو کچہہ زیادہ لائق اداب نہین سمجہتے علاوہ برین اسوقت واقعی جو شخص اس
منصب پر متمکن ہے وہ تو صحیح طور پر نسل عثمانیہ مین بہی نہین سمجہا جاتا بلکہ بہ نسبت معلوم النسب ہونے کے
زیادہ تر حرم سرا کی ایک پیداوار سمجہا جاتا ہے سلطان عبدالحمید کا استحقاق وقعت مذہبی محض اونکی
سرکاری یعنی باضابطہ نام پر منحصر ہے اور اوسیکو اونہون نے دانائی سے بہت نمایان کر دکہایا ہے
منطقی دلیل جسپر مسلمانونکی خیرخواہی قائم ہوئی ہے یون ہی کہ خلیفہ کا ہونا ضرور ہے اور خلافت
مستحق ادب کے ہوتی ہے اور سوائے عبدالحمید کے کوئی خلیفہ نہین ہے پس نتیجہ یہہ ہے کہ عبدالحمید
مستحق ادب کے ہین لیکن یہہ بات بتادی گئی ہے کہ سلطان نے جو حال مین اپنی مذہبی افسری کے
دعوی کو زندہ کیا ہے اگر اسوقت اس سے اونکی قوت ہے تو عین زمانہ آئندہ مین یہی بات اونکی
ضعف کا باعث ہو جائیگی - دس برس ہوئے قسطنطنیہ کے علماے مذہب حنفی نے جو ایک دعوی
کے ساتہہ غل مچایا اوسکو دنیا نے سُن لیا ہے اور صاحبان علم و دانش کو خاندان عثمانیہ کے دعوے
افسری مذہبی کا ضعف معلوم ہو گیا ہے اب ٹہیک ٹہیک تاریخ خلافت کی ترکونکی تاریخ کے مقابل
مین مرتب اور مشتہر ہو گئی ہے اور گذشتہ نسلون نے بسبب ناواقفیت کے اُن دونون تاریخونکو مخلوط
کر دیا تہا - اسوقت کسی تعلیم یافتہ شخص کو اس امر مین شبہ نہین ہے کہ عبدالحمید اور اونکے خاندان کو

کوئی پہلاہی کامیاب حریف بطور جایز برطرف کرسکتا ہے اور یہہ کہ قسطنطنیہ کو اسلام کا پیشوا بننے کے لئے اگر کچھہ حق ہے تو صرف تلوار کا حق ہے جب تک شہنشاہی عثمانیہ قائم ہے اور کوئی حریف خلیفہ ظہور نہین کرتا سلطان مذہبی افسر تسلیم کئے جائینگے لیکن اس سے آگے ایک دن بھی نہین - ایسی کے لئے جو قریش سے بیگانہ ہو جیسی کہ سلطان عبدالحمید ہین خلافت قائم رکہنے کے لئے علی الاتصال تلوار کا زور ضرور ہے اور جون ہی کسی نئے دعویدار نے کوئی واقعی اور اصلی فتح حاصل کی - عبدالحمید کی تمام پیرو اونسے جدا ہو کر اپنی خیرخواہی اور اطاعت کو ٹہیک اونہین وجوہ کی بنیاد پر جو اسوقت سلطان عبدالحمید سے متعلق ہین اوس نئے فاتح کی طرف بلا تکلف و بلا افسوس منتقل کر دینگے - اوسوقت عبدالحمید بطور جایز تخت سے علیحدہ کردے جائینگے اور پہر اونکا پتہ نہ لگیگا - کیونکہ قرین قیاس نہین ہے کہ اونکو روز بد مین اپنا کوئی ایسا حامی ملجاے جسطرح چہہ سو برس گذرے خلفاء جایز کو ملگیا تہا - یہہ حالات جو مین نے بیان کئے علماء مین اس درجہ تسلیم کرلئے گئے ہین کہ سال گذشتہ مین مین نے قریب قریب بلا اختلاف جمہور انام کے یہہ راے پائی کہ سلطان عبدالحمید خاندان عثمانیہ کے آخری خلیفہ ہین پس اس اہم اور عظیم بحث پر غور کرنا نہایت ہی ضرور ہے کہ مسلمان فرمانرواؤن مین کون ایسا ہے جسکو خاندان عثمانیہ کی خلافت کے آخری وقت پہونچ جانے پر یہہ امید ہو کہ تخت خلافت پر متمکن ہونے کے لئے اوسکا دعوی متشرع مسلمانون مین عموماً تسلیم کرلیا جائیگا یہہ ایسی بحث ہے کہ یقیناً انگریزونکو اوس سے نہایت ہی غرض رکہنی چاہیے کیونکہ غالباً ہندوستان مین مسلمانون کی خیرخواہی اور بغاوت اوسی بحث کے تصفیہ پر منحصر ہے اور اگرچہ اسوقت ایک انگریزی گورنمنٹ کے لئے بلاشبہ یہہ امر مقتضاے دانشمندی نہین ہے کہ مذہبی نزاع مین جو ہنوز پختگی کو نہین پہونچے زبردستی دخل دے لیکن تاہم بہت سی ایسی باتین کہیجا سکتی ہین جنسے آیندہ واقعات کی معمولی رفتار پر اثر پہونچے اور وہ اوس پہلو پر چل نکلین جو مقاصد اور اغراض برٹش کے

لئے مفید ہے۔ پس اسلام مین یورپ یا ایشیا یا کہین ہے کوئی ایسا معزز اور جری کہ درصورت
وفات یا زوال سلطنت سلطان عبدالحمید کے دعوی خلافت کا علم بلند کرے؟ اوسکا کیا
طریق عمل ہوگا کہ مسلمان لوگ اوسکو تسلیم کرلین؟ وہ کس مقام کو اپنا دارالخلافت قرار دیگا اور
کن طاقتون پر اوسکو بہروسا ہوگا؟ اور سب سے زیادہ یہہ بات کہ اوس سے ہمکو عظیم ترین تعلق ہے
یہہ ہے کہ آیا اوس انقلاب سلطنت اور تبدیل خلافت کا اسلام کی آیندہ زندگی اور خیالات
پر مفید اثر ہوسکیگا یا نہین؟ اور اوسکا نتیجہ یہہ ہوگا یا نہین کہ مسلمانون کی حالت کی ایک صحیح اصلاح
ہوجائے؟ یہہ وہ سوالات ہین کہ سوچ سمجھہ والے مسلمان ممالک شرقیہ کی ہر گوشہ مین حزم و احتیاط کے
ساتہہ ایک دوسرے سے کررہے ہین اور مین چاہتا ہون کہ اُن سوالات پر غور کرون اور جہانتک
میرے امکان مین ہے اونکا جواب دون مین کہہ چکا ہون کہ اسلام تبدیلی کے لئے کمربستہ
اور پا برکاب ہے یعنے خوب طیار ہے سلطنت عثمانیہ کی حالت آیندہ کی نسبت اہل یورپ کا
جو کچھہ خیال ہو لیکن مسلمانون کو کامل یقین ہے کہ موجودہ بنیادون پر وہ اب زیادہ قائم نہین
رہ سکتی۔ خود ٹرکی مین بہی لوگون نے اس خیال کو کہ سلطنت عثمانیہ کا بحیثیت یوروپین
سلطنت کی پولٹیکل سلسلہ جاری رہیگا بالاخر چہوڑ دیا اور اب کوئی نہین سمجہتا کہ چند سال سے
زیادہ باسفورس پر عمل دخل رہیگا۔ بیس برس پہلے ایسے خیالات نہ تہے بلکہ شاید پانچ سال پہلے
بہی ایسا تصور نہوتا تہا لیکن اب تو سب نے اسکو تسلیم کرلیا ہے اور صبر کرکے بیٹہے ہین۔ قدیم زمانہ
کی پیشین گوئیون اور حال کے خیالات دونون سے معلوم ہوتا ہے کہ عَلم سلطنت کا ایشیا کی
طرف بازگشت کرنا قریب الوقوع ہے اور ترکونکا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اور وہ ایسی نسل ہے کہ جسنے
اسلام کو خراب کیا ہے۔ ایک مشہور پیشین گوئی جسکا اثر مدتون سے عوام کی طبائع پر بلکہ ذی‌علم
مسلمانون پر بہی ہے ۱۸۹۳ع کو ان باتون کے پورا ہوجانے کے لئے حد مقرر کرتی ہے اور اوسکی

ملک شام مقام حمص واقع کنارہ آرنٹیز کو اخیر جنگ و جدال کے لئے معین کرتی ہے اوسوقت اسلام بالآخر ملک شمالی سے بازگشت کریگا اور ترکون کی حکومت ختم ہو جائیگی ایسی پیشین گوئیان اکثر خود اپنے تئین پورا کرا لیتے ہین اور آیندہ انقلاب کا خیال دلون مین ایسا گھر کر گیا ہے اور ایسا عام ہو گیا ہے کہ مجھکو شبہ ہے کہ اگر سلطان جہاد کا بھی علان کرین تو شاید ہی ہزار مسلمان دلی رغبت سے یوروپ مین صلیب کے مقابلہ مین جدال و قتال کرنے پر آمادہ ہون خود سلطان اور وہ پرانے فیشن کا فرقۂ ترکان جو اونکا حامی ہے اگرچہ ظاہرا خوب مضبوطی سے اپنی حالت کو قایم رکھنے پر ڈٹے ہوئے ہین لیکن حقیقت حال یہہ ہے کہ اونکی نگاہین اڈریانوپل اور سلونیکا اور رومی شہنشاہون کے شہر سے جدا ہو کر اور مقامون پر پڑ رہے ہین۔ یہہ بات قرین قیاس نہین ہے کہ اگر پھر سلاطین عیسائیہ نے کوہ بلقان کی جانب سے کوئی نیا حملہ کیا تو اوسکا مقابلہ رسمی اور معمولی طور سے کچھہ زیادہ ہو اور ایسی حالت مین کہ کوئی یوروپین سلطنت مددگار نہو گی خود شہر قسطنطنیہ بغیر ایک گولا چلائے چھوڑ دیا جائے گا یا صرف نمایشی طور پر کچھہ ایسا مقابلہ کر دیا جائیگا جو قبل ملک چھوڑ دینے کے از روے شریعت ضرور[1] ہے۔ ایسی حالت مین سلطان ایشیا کو چلے جائینگے اور مجھکو معتبر اطلاع ملی ہے کہ خود سلطان کا یہہ منصوبہ ہے کہ بروسا کو نہین بلکہ بغداد یا دمشق کو اپنی دار السلطنت بناوین اونکی راے مین یہہ بات خلافت کے حالات سابق کی مطابق ہوگی اور خلافت جب اپنے پرانے مرکز پر پھر آویگی تو اوسمین زور پیدا ہو گا اہل فن دمشق کو باب الکعبہ کہتے ہین پس دمشق مین خواہ بغداد مین کہ جو خلافت کے تاریخی شہر ہین سلطان چاہتے ہین کہ پھر ایک خالص دینی سلطنت قائم کرین لوگ کہتے ہین کہ سلطان کے ایسے ہی خیالات ہین اور اسمین کچھہ شک نہین کہ وہ سلطنت جسکو مسلمان آیندہ اختیار کرینگے ایسی ہی ہوگی۔ البتہ یہہ بات بعید القیاس ہے

[1] از روے قانون مذہب بلا اسکے کہ جنگ مین مغلوب ہو خلیفہ کسی جزو ممالک اسلامیہ کو نہین چھوڑ سکتا +

کر وہ سلطنت کسی پہلو سے سلطنت عثمانیہ کا سلسلہ متصور ہو یا آنکہ خود عبدالحمید کو اسکے قائم کرنیکا موقع
ملے قسطنطنیہ کا نکلجانا اونکی عظمت پر ایسا صدمہ پہونچائیگا جس سے اونکو پھر کبہی پوری تر و تازگی
نہو گی اور آب تک شکست کے بعد کوئی نئی سلطنت قائم نہین ہوئی جس واقعہ کا وقوع مین
آنا نہایت قرین قیاس ہے وہ یہہ ہے کہ سلطان عبدالحمید اور اونکا خاندان مفقود ہو جائیگا اور اوسکے
جگہہ ایک بالکل نیا سلسلہ قائم مقامی خلافت کا قائم ہوگا اگر ایسا زوال سلطنت کے باسفورس قبضہ سے
باہر نکل جائیگا نہی قیاس کرین تاہم اُمید نہین ہے کہ سلطان کی حکومت بہت دن تک قائم
رہے۔ تمام علمای قسطنطنیہ ہرگز سلطان کے جانب دار نہین ہین ((اور نئی ٹرکی)) کا فریق جو بسبب
ہیبت و وحشت کے جو وہان پہیلی ہے اسوقت دبا ہوا ہے۔ سلطان کا سخت دشمن ہے اور
اونکو چین نہ لینے دیگا۔ کچھہ شک نہین کہ جون مین اب کوئی خطرہ یوروپ کیطرف سے پیدا ہوگا
یہہ فرقہ پھر سر اوٹہائیگا اور اپنا انتقام لیگا۔ سنتے ہین کہ یہہ فریق جب کبہی پھر ذی اختیار ہوگا تو
اوسکی یہہ تجویز ہے کہ اوسوقت خلافت کے مذہبی مناصب و اختیارات کو ان مناصب و اختیارات
سے جو سرداری اور ملک کے انتظام سے متعلق ہین جدا کر دے اور اس باب مین یوروپ کے حال کے عملدرآمد
کی تقلید کرے جسکا برتاو منصب پوپ کے باب مین کیا گیا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اوسی
انتظام کا ارادہ کیا جائیگا جو (جیسا کہ ہم ابہی معلوم کر چکے ہین) چودہوین اور پندرہوین صدی
مین قاہرہ مین وجود پذیر تہا اور بیشک یہہ بات سمجہہ مین آتی ہے کہ جہان تک ٹرکی کو تعلق ہے
اوس انتظام مین ایک وقت تک کامیابی ہوگی اوسوقت قسطنطنیہ مین دو ذی اختیار ہونگی ایک
وہ جو سلطنت اور حکمرانی کریگا دوسرا خلیفہ جو سردار مذہب ہوگا۔ مناصب کا اسطور پر جدا ہو جانا یقینًا
اوس قسم کی اصلاح کو سہل کر دیگا جسکی خواہش مدحت پاشا کو اور اونکی دوستونکو ہے۔ لیکن یہہ بات
تمام دنیا پر عمومًا یہہ ظاہر کر دیگی کہ قسطنطنیہ نے پیشوائی کی دعوی سے باضابطہ دست برداری کے

اور اسلام ایسے شخص کو جو چندلا مذہب افسرونکی جماعت کے ہاتہہ کا کہلونا ہو محض اسوجہ سے ہرگز خلیفہ نہ تسلیم کریگا کہ وہ اتفاقاً بنی عثمان مین سے ہے اسلام ایک عثمانی خلیفہ سے محض بوجہ اوسکی پولٹیکل قوت کی موافق ہوگیا ہے۔ جب سلطنت نہ رہیگی تو وہ خلیفہ بہی حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا پس جس پہلو سے ہم دیکہتے ہین اسی قیاس کو غلبہ ہوتا ہے اور یہی بات ٹہیک طور پر کہی جاسکتی ہے کہ سلطان عبدالحمید کے بعد ایک نیا سلسلہ خلفاء کا نظر آئے گا جو لوگ ایسی باتون پر ذرا بہی غور وخیال کرنیکے خوگر ہین آج کلہ اون سب کی بالاتفاق یہی راے معلوم ہوتی ہے کہ پردۂ غیب مین جو کچہہ تبدیلی اسلام کے لئے پنہان اور قریب الوقوع ہو وہ تبدیلی مائل بہ قبض ہوگی نہ مائل بہ بسط یعنے اسلام پہیلیگا نہین بلکہ سمٹیگا اور ایک مرکز کی جانب رجوع کریگا سب فرقے سمجہہ رہے ہین کہ ممالک غیر کی فتح کرنے کا دن ڈہل گیا اور اب اسلام زیادہ سے زیادہ یہی ہمت باندہ سکتا ہے کہ اسکی موجودہ حالتین اور حیثیتین قائم و مستحکم رہین اور امکان کی حد انتہائی تک اگر نگاہ کرے تو یہہ امید کرسکتا ہے کہ ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے جو صوبہ اُسکے قبضہ سے جاتے رہے ہین اونکو عیسائی سلطنت کے چنگل سے پہر چہڑا لے اور آزادی دلا دے لہذا یہہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ جب کبہی اعلی حکومت اسلامیہ کا صدر منتقل ہوگا تو وہ انتقال کسی ملک اسلامیہ کی نئی حد انتہائی کی جانب نہین بلکہ مرکز کی جانب ہوگا اگر تمام اسلام متفق ہوکر قسطنطنیہ کی حفاظت کرنا چاہے تاہم وہ جگہہ کفار کے ملک سے اسقدر ملحق ہے کہ اوسکے بچنے کی شکل نظر نہین آتی اور چونکہ شہر قسطنطنیہ تمام دنیا کے لئے بطور مسکن و ماوا کے کہل گیا ہے لہذا اکثر آدمی تو خود اُس شہر کو کافر شہر سمجہنے لگے ہین ضرورت وقت نے ایسے مقام کو لازمی کردیا ہے جو خطرون سے زیادہ تر دوری پر ہو اور محمدیت کی ہوا وہان پاکیزہ تر ہو اور اسمین بہت کم شبہہ ہوسکتا ہے کہ جب وقت پہونچے گا تو اُس شخص مین جو پیشواے اسلام اختیار کریگا کسی ایسی محفوظ سرزمین پر

قابض ہونا ایک ابتدائی شرط استحقاق تسلیم کرلیجائے گی یہہ تو بیان ہوچکا ہے کہ سلطان
عبدالحمید دمشق یا بغداد کے تصور مین ہین لیکن اور لوگ اپنے خیال مین مقام قاہرہ کو آئندہ دارالخلافت
بنائے ہین اور دور اندیش مسلمانون کے گروہ کثیر پر اب یہہ بات جلد جلد نمایان ہوتی جاتی ہے
کہ جب ایک مرتبہ پسپا ہونا شروع ہوا تو اوسکا سلسلہ اور پیچھے تک بڑھتا جائیگا اور یہہ کہ دینی حکومت
کا اصلی مقر اور آرامگاہ سرزمین عرب ہے کیونکہ وہی اوسکا مولد ہے اور وہی اوسکے الہامونکا
سرچشمہ ہے۔ تمام دنیا مین وہی ایک جگہہ ایسی ہی جہان تمام شرطین مذہبی حکومت کی آزادانہ
نفاذ کے لئے پائے جاتے ہین عرب مین نہ عیسائی ہین نہ یہودی ہین نہ اور کسی قسم کے کافر ہین
جن سے اسلام کو مقابلہ کرنا پڑے اور نہ وہ کوئی ایسا زرخیز اور دولتمند علاقہ ہے کہ کبھی شاہان
مغربی کی طمع کو اوبھار سکے۔ وہان خلیفہ کو کسی عہدنامہ کی بناپر کسی یوروپین سفیر کی نصیحت
اور دباؤ کا خوف ہوگا پیغمبر کے جانشین کو جس آزادی کے ساتھہ عمل کرنا چاہئے وہ آزادی
اوسکو حاصل رہیگی اور خالص اسلام کی پاکیزہ ہوائین اوسکو میسر ہونگے۔ لہذا قیاس چاہتا ہے
کہ آئندہ خلافت مکہ یا مدینہ کیطرف بازگشت کرے پچھلے برسون مین یہہ امر کہ عرب ایک اہم اور
عظیم مقام ہے قسطنطنیہ مین و نیز دیگر مقامات مین تسلیم کرلیا گیا ہے اور سلطان عبدالحمید کی مستقل
حکمت عملی یہی رہی ہے کہ جو کچھہ ہوا اور جن ذریعون سے ممکن ہوا اپنے رعب داب کو وہان
قائم رکھین اور وہ جانتے ہین کہ بغیر اسکے اونکی مذہبی افسری کے دعوون کی بنیاد غیرمحفوظ
ہوجائیگی وہ اسباب کو سمجھتے ہین کہ حل مسئلہ خلافت کے لئے عرب ایک خاص اور اصلی مقام
ہے اور آئندہ جانشین مسند خلافت حجاز مین رہے یا نہ رہے لیکن یہہ امر یقینی ہے کہ اوسکی استحقاق
پیشوائی پر مسلمانون کی دنیا صرف بلحاظ اوسکے قبضہ حجاز کی نظر کرے گی۔ لہذا قبل اسکے کہ ہم
سلسلہ سخن کو آگے بڑہائین اون تعلقات پر نظر کرنا ضروری ہے جو درمیان مکہ اور خلافت کی

گزمانہ ماضی مین تہے اور جو اب موجود ہین اور نیز یہہ کہ عرب سے اسوقت سلطان عبد الحمید کے
تعلق کی حالت اور حیثیت کیا ہے اس باب مین مین یقین کرتا ہون کہ میرا بیان ایسا ہوگا
جو قیمتی بہی ہو اور نیا بہی ہو - مسلمانونکی مقدس سرزمین کا پولیٹکل انتظام تمام دنیا سے نرالا
اور غیر مرتب ہے - اصلی ملک عرب کے دیگر اضلاع کی طرح حجاز مین بہی ایک شہری خلقت
ہے اور ایک صحرائی بدوؤنکی آبادی ہے لیکن درمیانی فرقہ مزارعین کا قریبًا بالکل ہی نہین ہے
شہریونکا حال مین لکہہ چکا ہون کہ وہ ایک مجموعہ مخلوط اصلون کا ہے اور وہ لوگ اُن حاجیون
کی اولاد مین ہین جو دنیا کی ہر ایک حصہ سے مقدس مقامات کی زیارت کو گئے اور وہین
ازدواج کرنے اور وفات پانے کو رہگئے - برخلاف اسکے صحرائی لوگ ایک پاکیزہ نسل اور ایک
خاص عالی نسب قسم کے ہین اور اپنی وضع زندگانی کے اہم امور مین ہنوز ویسے ہی ہین جیسے کہ
محمدؐ کے زمانے مین تہے یہہ لوگ جنگجو اور حسین طبیعت کے بدو شتر سوار ہین (کیونکہ گہوڑے اونکے
پاس نہین ہین) اور بندوقون سے مسلح ہین اونکو اپنی آزادی اور خودسری پر کہبر و ناز ہے اور اپنے
حقوق کے نافذ رکہنے پر نہایت مستحکم ہین - سواے محمد علی کے اور کسی نے کبہی اونکو رام کرنے کا
پورا ارادہ نہین کیا لیکن ایسے کسی ارادہ مین کبہی کامیابی نہین ہوئی - لیکن برخلاف عام بدویان
جزیرہ نماے عرب کے وہ لوگ گو بہت پاک اور مقدس نہین ہین تو بہی کیفیت کے سنی مسلمان ہین اور وہ
اپنے نہایت شریف قوم کے سرگروہ یعنی قریشی شریف اعظم کو جو شہر مکہ ہی ہے اپنا سردار تسلیم کرتی
ہین - قریش اب تک ایک ممیز صحرائی قوم ہے اور یہین قرب و جوار مکہ مین آباد ہے وہ لوگ اگرچہ کثیر التعداد
نہین ہین لیکن حالت انحطاط مین بہی نہین ہین وہ بہت سے فرقون پر منقسم ہین اور ہر فرقہ اپنے
اپنے شیخ کا ماتحت ہے اُن سبکا سردار عبداللہ تہا جسکی نسل سے کئی صدیون سے حجاز کا فرمانروا
خاندان قائم ہے اس عبداللہ کا سلسلہ نسب بذریعہ حضرت امام حسنؑ کی حضرت علی ابن ابی طالب

خلیفہ چہارم سے اور بذریعہ حضرت فاطمہؑ دختر رسول اللہ خود محمدؐ سے ملتا ہے - غالباً دنیا مین سلسلہ اولاد
ذکور مین یہہ خاندان سب سے زیادہ قدیم مستند اور بلاشبہ سب سے زیادہ مقدس ہے خاندان عبداللہ کے
تمام اراکین کو شریف کا لقب حاصل ہے اور اونکے سردار کی امتیاز کے لئے لقب شریف الکبیر موضوع
ہے بقیہ اہل قریش چونکہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے نہین ہین لہذا اونکو وہ لقب حاصل نہین ہے -
یہہ سب کے سب اکہی طرح سے بدوٗون کا لباس یعنی عبا و قفیہ پہنتے ہین خود شہر یار مکہ بہی اسی لباس
مین نظر آتا ہے جو حجاز کے شہرون سے مختلف ہے یعنی شہری لوگ عمامہ اور گنبدسی لباس مین تصنع
کرتے ہین - قسمت مدینہ مین بدوان عرب آباد ہین اور بہ نسبت قریش کے انکی قوم کثیر التعداد اور قوی
تر ہے وہ بہی شریف کو مانتے ہین لیکن اونکی اطاعت مشتبہ ہے - اور مکہ کے شرق اور جنوب مین
تو عتبہ اور عاصر کہ وہ اور بہی زیادہ قوی ہین بالکل ہے خود مختار ہین - ان خودسر اور نافرمان بردار
فرقون کو آپسمین ایک دوسرے کے ساتہہ اور نیز اہل شہر کے ساتہہ امن و صلح کے ساتہہ رکہنے مین ہمیشہ
دقت پیش آئی ہے اور اگر شریف خود بدو اور عالی نسب نہوتا تو وہ بہی اس امن کے قائم رکہنے
کی امید نکر سکتا - شرافت (یعنے منصب شریف) کی ابتدائی تاریخ نہایت ہی ناصاف و تاریک
ہے - جب چالیسوین سال اسلامیہ مطابق ۲۶۲ء مین خلفاء نے دار الخلافت مدینہ کو بالکل
باقاعدہ طور پر ترک کر دیا تو چند مدت تک خاندان شریف مین سے وہ اپنا ایک نائب اس غرض سے
مقرر کرتے رہے کہ منجانب اور بنام خلفاء کے مسند حکومت پر متمکن رہے - اور جب تک خاندان
امیہ و عباس دمشق اور بغداد مین قائم رہا اونکی سلطنت حجاز مین مسلم رہی لیکن ۱۲۵۹ء مین جب
خلافت عرب معرض زوال مین آگئی تو معلوم ہوتا ہے کہ خاندان شریف نے اپنے تئین خود مختار
بنا لیا اور بدوان نجد اور عاصر کے مقابلہ مین کہ جو اب براے نام ہی شاید مسلمان نرہے تہے اپنے
کو محفوظ رکہنے کے لئے صرف اُس اتفاقی اور عارضی امداد پر بہروسہ رکہا جو سلاطین مصر اور ائمہ

صنعان سے حاصل ہوتی تہی لیکن سلطان مصر مقامات مقدس کا خطابی حامی تہا اور سالانہ جلوکا
اہتمام بہی وہی کرتا تہا اور صرہ بہی وہی بہیجتا تہا۔ چنانچہ تاریخ مین مرقوم ہے کہ قائد بیگ نے ۱۴۷۶ع
مین مسجد مدینہ کو از سرِ نو تعمیر کیا اور سات ہزار پانچسوار دب غلہ سالانہ لطور امداد اہل شہر کے بہیجتا تہا
لیکن اور سلاطین بہی یعنی شاہان ایران و شاہان مغلیہ و ترک سلاطین عثمانیہ نذرانہ بہیجتے تہے اور
بہ تعلق مقامات مقدس کے اعزاز اور امتیاز کے خطاب حاصل کرتے تہے جہان تک مجہکو دریافت ہوا ہے
سب سے پہلا تعلق سلاطین ترک کا مکہ معظمہ کے ساتہہ ۱۴۱۳ع مین وقوع مین آیا جبکہ بادشاہ محمد خان اول نے
ایک طلائی صرہ یعنی کیسہ زر آمود شریف کی خدمت مین اس غرض سے بہیجا کہ وہ فقرا اور مساکین کو
تقسیم کرا دیا جاوے اور بجلدوے اوسکے خادم الحرمین کا خطاب حاصل کیا اور چونکہ بادشاہان عثمانیہ
نے اس داد و دہش کو قائم رکہا پس نہایت قرین قیاس ہے کہ اس بات نے آگے چلکر اونکی
خلافت کے تسلیم کرتے جانے کی راہ بنا دی ہو۔ بادی النظر مین یہہ بات حیرت انگیز معلوم ہوتی
ہے کہ ہرگاہ شریفان مکہ خود مقدس خاندان کے تہے اور خلافت خاص اونکا ورثہ تہا تو کیونکر
اونہون نے ایک اجنبی کو شرعاً مستحق خلافت تسلیم کر لیا۔ لیکن سولہوین صدی مین گورنمنٹ مکہ کی کمزوری
پر بالضرور لحاظ کرنا چاہئے اور اس سے کافی توجیہ امر مذکورہ کی ہو جاتی ہے۔ شریف اعظم تنہا ہو کر کیونکر
خود مختار سلطان قائم رہ سکتا۔ کیونکہ ایک طرف سے تو منحرف اہل عمان برابر دہمکی دیتے تہے
اور دوسری طرف نجد کی نا مسلمان قومین اور اونکے مون کے مقابلہ مین سرحد غیر محفوظ تہا اور شریف
مکہ خود اپنی قوت اور جماعت سے قافلہ حجاج کو رہزنی اور غارتگری سے محفوظ نرکہہ سکتا تہا اور حجاج
کی ساری سرسبزی اور ترقی دولت صرف حج ہے پر منحصر تہی لہذا اہل مکہ کو خواہ مخواہ ایک حامی
اور معاون کی ضرورت تہی پس جب سلطان کنسا کو زوال ہوا تو اونہون نے سلطان سلیم کو تسلیم
کر لیا اوسوقت سلاطین عثمانیہ مقامات مقدس کے حامی بنگئے اور اہل مکہ اور مدینہ نے بغیر ہتہیار

اوٹہاے اونکو خلیفہ تسلیم کرلیا۔ سلاطین عثمانیہ نے شریفان مکہ کو مدد زر دیکر حقیقت مین علمائے اوریمین سکون سے ہتیار کا کام لیا۔ سلطان سلیم جب خلیفہ تسلیم کرلیا گیا تو فی الفور اوسنے اوس ارسال مین جو مکہ کو بہیجے جاتے تہے پانچ ہزار اردب سالانہ کا اوراضافہ کردیا اور وہ خود اور اُنکی جانشین اپنے صرف سے وہانکی مقدس عمارتون کی حسب ضرورت مرمت اور اوسمین اضافہ کرتے رہے بعدازان بندرگاہ جدہ مین جو پہلے مصریون کے قبضہ مین تہا ایک ترکی فوج اکثر متمکن رہی لیکن حجاز کا اندرونی ملک کبہی مطیع نہین کیا گیا اور کسی زمانہ مین وہان والون سے کوئی ٹکس لیا گیا سال مین صرف ایک مرتبہ فوج عثمانیہ قافلہ حجاج دمشق کو اور مصرہ کو ساتہ لیکر آتے تہے اور شہرپناہ مدینہ کے سامنے نمودار ہوتے تہے۔ صدی گذشتہ مین حالات مکہ کو نابُہر نے صاف طور پر بیان کیا ہے شریفان مکہ حقیقت مین خودمختار شہریار تہے لیکن سلطان کے تفاخر کو پورا کردیتے تہے یعنی اوسکو اپنا بالادست کہتے تہے اور اسطرح سلطان ہی کبہی کبہی اپنے اختیارات کو نافذ کرتا تہا یعنی شریف وقت کو معزول کرکے اُسی خاندان کے دوسرے شخص کو شریف مقرر کردیتا تہا اُسوقت تک ترکون نے حجاز مین کسی قسم کی انتظام کا ارادہ نہین کیا ۱۸۱۲ء مین جب محمد علی نے حجاز پر قبضہ کیا تو اوسوقت غیر ملک کی فوجین پہلے پہلے اوس ملک مین در آئین۔ محمد علے نے طائف کو جو ایام گرما مین اہل مکہ کا قیام گاہ ہے اپنا مقام قرار دیا اور غالب شریف اعظم کو معزول کرکے اُنکی جگہہ خاندان شریف کے ایک دوسرے شخص کو مقرر کیا اور اوس ملک پر سلطان کی سلطنت کا اعلان کردیا اور وہابیون کے خوف سے جنسے اونکو نجات دلوانے کا وعدہ محمد علی نے کیا تہا اہل مکہ نے ان تمام افعال کو سکوت کے ساتہ تسلیم کرلیا۔ پس بطریق مذکورہ بالا صدی حال مین مصری اور ترکی گورنمنٹون نے حجاز مین کسیقدر اختیارات منصب سلطنت کو نافذ کیا اسوقت حجاز کے ساتہ سلطان عبدالحمید کے تعلق کی حالت یہہ ہے کہ اونکی فوجین جدہ اور ینبوع دو بندرگاہون پر اور مدینہ اور طائف دو اندرونی شہرون

قابض ہین شریف باستثنای مقام مکہ اونکو سلطان مالک تسلیم کرتے ہین اور ملک کے تمام اعلی عہدہ داروں کو جن مین شریف اعظم ہی داخل ہے وہی مقرر کرتے ہین ایک پاشا بطور اونکے نائب کی برعایت موسم کبہی جدہ اور کبہی طائف مین رہتا ہے لیکن اوسکو یہہ حق نہین ہے کہ بلا اجازت شریف اعظم کی مکہ مین داخل ہو یا وہان فوج بہیجے - موسم سرمای گذشتہ مین قلاع حجاز مین کل فوج ترکون کے آتہہ ہزار سے دس ہزار تک تہے اور منجملہ اوسکے صرف چار ہزار فوج نظام یعنی عمدہ اور باقاعدہ فوج تہی جب مین جدہ مین تہا تو مدینہ کی دو ہزار فوج نظام کو تنخواہ اور خوراک نہین ملتی تہی اور مین نے سنا تہا کہ وہ فوج عوام کی فیاضی اور خیرات پر بسر کرتے تہے - برخلاف اسکے بدوان حجازی سوای شریف کے اور کسیکی حکومت کو تسلیم نہین کرتے اور خود سلطان بہی یہہ دعوی نہین کر سکتے کہ بیرون شہر یعنے مفصلات مین بلا وساطت شریف وہ امن و انتظام قائم رکہہ سکتے ہین - اندرون ملک سے سلطان کسی قسم کا ٹکس خواہ محصول نہین وصول کرتے تمام حجاز سے اونکو جو کچہہ مالگذاری وصول ہوتی ہے وہ وہی محصول ہے جو جدہ اور ینبو مین لیا جاتا ہے اور جسکی مقدار چالیس ہزار پونڈ (چار لاکہہ) ہوگی بعوض اسکے اونپر یہی واجب ہے کہ ہر سال ایام حج مین محاصل اوقاف کو یعنے اون اراضیات کی آمدنی کو جو اونکی عملداری مین دیندار آدمیون نے خاندان شریف کے لئے وقف کر دیا ہے بہیجدیا کرین - مین نے سنا ہے کہ یہہ رقم قریب پانچ لاکہہ اسٹرلنگ یعنے (پچاس لاکہہ) کی ہے اور حجاز کے تمام ممتاز آدمیونکو تقسیم کیجاتی ہے - وقف کی آمدنی کا بہیجا کرنا جسمین سلطان منجانب شریف بطور ایجنٹ کے عمل کرتے ہین اصلی تعلق اور پیوند درمیان حجاز اور خلافت کے ہے اور اوسکا تقسیم ہونا سلطانکو حامی اور مربی بناتا ہے اور اوسیکے ساتہہ ملک مین اونکی قوت قائم ہے - لیکن یہہ تعلق غرض پر مبنی ہے شریف جنکو اپنی عالی نسبی پر فخر و ناز ہے ترکی خلفا کو وحشی اور فریبی سمجہتے ہین اور سلاطین ترک حجاز کو اپنے خزانے پر ایک بار گران

پاتے ہین - دونوا ایک دوسرے سے متنفر ہین اور ایک دوسرے کو حقارت سے دیکھتے ہین - اور اگر ضرورت اونکے متفق رہنے کو لازم نکرتی تو خود باہمی رضامندی سے اون مین مدت کی علیحدگی ہوگئی ہوتی - شریف سلطان کے حاجتمند ہین کیونکہ اونکو ایک حلیف کی اور آمدنی اوقاف کی ضرورت ہے سلطانکو شریف کی احتیاج ہے کیونکہ استحقاق خلافت کے لئے سب سے زیادہ ضروری بات یہہ ہے کہ حجاز اونکو اپنا حامی تسلیم کرے - سچ یہہ ہے کہ اسلام کو مکہ کی ضرورت خلیفہ سے بہی زیادہ ہے اور جو کوئی وہان کا یعنی مکہ کا سلطان ہو وہ بالضرور دنیای اسلامیہ کا بہی سلطان ہے - حجاز کے باہر جسقدر ملک عرب سلطان کے قبضہ مین ہے وہ قبضہ صرف فوجی قوت سے ہے - مین ابن رشید شہریار نجد کی روزافزون طاقت کا حال لکہہ چکا ہون اور اوس وقت سے جسکو دو سال گذرے اوسنے وہان اپنے رعب اب کو بہت دانشمندی سے وسعت دی ہے اور مستحکم کیا ہے اب اوسنے شمالی عرب کی تمام قوی قومونکو اپنے ساتہہ متفق کر لیا ہے اور اونمین عتبہ کے بڑی قوی قوم بہی شامل ہے جو چند مہینے گذرے مکہ پر دہمکی دی رہے تہے - ابن رشید کا نام حجاز مین اب اسیطرح اوپر ہو رہا ہے جسطرح سلطان کا نام - جب مین جدہ مین تہا تو اوسنے یہہ خواہش ظاہر کی تہی کہ جسطرح وہ قافلہ حجاج فارس کو اپنی حمایت مین پہونچا دیتا ہے اسیطرح تمام قافلہ حجاج دمشق کو بہی خاص اپنی فوج کے ساتہہ پہونچا دی اور مین نے حال ہی مین یہہ بات بہی دریافت کی ہے کہ اوسنے اپنے خاص حریف بنی سعود کے مقابلہ مین فوج کشی کی تہی اور کامیابی کے ساتہہ اوسکو خاتمہ پر پہونچایا یمن مین جو ایک دوسرا ہمسایہ اہل مکہ کا ہے ان چند شہرون کے قلعون کے لئے جنکو سلطان اپنا کہتے ہین بیس ہزار ترکی فوج کی ضرورت ہے اور اگر ساحل سمندر کے قبضہ نے سلطان کے لئے آسانی نہ پیدا کی ہوتی تو اس فوج کے زیادہ قائم رکہہ سکنے کی کوئی امید نہوتی ہر روز مین اس خیال مین رہتا ہون کہ وہان سے اب خبر

عذر ہو جانے کی پہونچا چاہتی ہے اور کچھہ شک نہین کہ قسطنطنیہ مین جون ہی کوئی علامت
کمزوری کی ظاہر ہوگی اس حصہ عرب مین آزادی اور خودمختاری کے لئے فوراً جنگ شروع
ہو جائیگی پس اگر زوال سلطنت عثمانیہ جسکو مین نے قرین قیاس ظاہر کیا ہے وقوع مین آیا خواہ
وہ زوال ملکون کے نکل جانے کی وجہ سے ہو یا سلطنت کے روز افزون بے زری کے باعث
سے ہو جو چند عشرات سنین مین بالضرور تباہی مملکت کا باعث ہوگی تو اس حالت مین غالباً سلطان
فرمانروایون مین جو حمایت مقامات مقدس اور اوسکی ساتھہ سے استحقاق خلافت کے لئے
جھگڑا پیدا ہوگا - جب سلطان اشیای کوچک مین مقام کرنے پر مجبور ہوئی تو گو آرمینا اور
کردستان پر اونکا قبضہ باقی رہے (اگرچہ یہہ امر نہایت ہی خلاف قیاس ہے) تاہم وہ ہرگز
اس لائق نہ ہونگے کہ ممالک عرب پر آرایشی اور نمایشی قبضہ قائم رکھنے کے اخراجات کا تحمل کرین
اور مکہ کی حامی بنے رہین - سلطان بحر احمر مین ہر اپنی عظمت اور اپنا رعب قائم نہ رکھہ سکینگے اور نہ حج کی منزلونکی
حفاظت ونے ہو سکیگی - فرمانروایان نجد یقیناً مدینہ مین ترکی سپاہیون کی موجودگی گوارا
نکرینگے اور شریفان مکہ کو ضرور یہہ ہوگا کہ اونکے ساتھہ اور نیز ائمہ یمن کے ساتھہ جنکی حکومت پھر
عود کریگی اوسوقت تک کے لئے معاہدہ صلح کرلین کہ جب تک اونکو اور کہین کوئی حامی نہ ملے -
قطع نظر ان جملہ امور کی وہ پانچ لاکھہ کی آمدنی وقف باقی نہ رہیگی اور ترکی امیر الحج جب مکہ مین
خالی ہاتھہ پہونچیگا اپنے آقا کا مضحکہ کرائیگا - اوسوقت حجاز کی نظر خواہ مخواہ کسی نئے صاحب زور
وحکومت کو ڈھونڈھیگی جسکو حامی الحرمین اور امیر المومنین کا خطاب دیا جاوے اور اگر کوئی ایسا
نہ نکلیگا تو خود حجاز خلافت کا اعلان کردیگا پس اس موقع پر ہمکو یہہ دیکھنا چاہئے کہ اسلام کی سرزمینون
مین کس مقام سے ایک لائق امیر المومنین کے ظہور پانے کی توقع ہو سکتی ہے - اگرچہ یورپین
نظر مین یہہ بات بعید از قیاس معلوم ہوگی لیکن ممکن ہے کہ اوسی جوش وخروش مین سے

جسکو ہم اسوقت ممالک بار بری مین مشاہدہ کر رہے ہین کوئی اصلی طاقت اور مذہبی امتیاز
کا پیشوا نکل آئے اور اپنی حسن تدبیر سے شمالی افریقہ کے اسلام کی کمزور قوتین لیکن متفرق جماعتونکو
متفق کرکے ایک قومی آلۂ طاقت بنائے اور فرانس کی نئی حکمت عملی کے مقابلہ مین چند نمایان
کامیابیان حاصل کر گئے ٹرہپولی یا ٹیونس مین اپنے تئین خود مختار سلطنت کا حکمران قائم کرے
اگر عبدالقادر کی طرح کوئی دوسرا شخص ظہور کرے جو ولی بہی ہو اور واعظ بہی ہو اور سپاہی بہی ہو
اور مقامی حکومت کے چہوٹے چہوٹے منصوبونکی کچہہ پروا نکرے اور جنگی قابلیت اور سچا زہد
و تقوے اور زبان فصیح اسکو حاصل ہو تو میری دانست مین وہ اسوقت بہی کم سے کم ایک جزوی کامیابی
حاصل کر سکتا ہے بہ نسبت زمانہ عبدالقادر کے فرانس کی فوج اب باعتبار تعلیم و تربیت اور
استقلال طبع کے کمزور ہے اور ایک نہایت سخت سرحد کی حفاظت اُسکے ذمہ ہے اور گورنمنٹ
فرانس نصف مستقل مزاج ہے اور اہل عرب کی ہمدردی یوروپ مین اور دیگر مقامات مین بہت ہے
- مین یہ نہین کہتا کہ امر مذکورہ غالباً وقوع پذیر ہے لیکن بہرحال قیاس کیا جا سکتا ہے اور
افریقہ مین ایسے اجزا شامل ہین جن سے کسی مسلمان فرمانروا کی نئی سلطنت کی بنیاد قائم ہو سکتی ہے
اور بالآخر وہ سلطنت مکہ تک پہونچ سکتی ہے - بلاشبہہ اگر ایک عیسائی سلطنت کے مقابلہ مین
کامیابی کی ناموری حاصل ہو جائے اور سوڈان کی کثیر التعداد آبادیان اور بالکل عربونکا مہیب فوجی
جوش مددگار ہو تو عبدالقادر یا عبدالوہاب کا سا کوئی شخص اسلام کو اپنا ساتہی بنالیگا اور اسلام
کی اعلی درجہ کی حشمت و جلال کی امید کر سکیگا - لیکن افریقہ کے موجودہ مشاہیر مین سے اگر ہم کسیکو
خلافت آئندہ کا ہونہار امیدوار قیاس کرین تو بہت سی بڑی بڑی باتین بلادلیل ہمکو ماننی
پڑینگی اسوقت وہان جو پیشوایان عرب ہین اونکی بہادریان صرف مقامات خاص پر
محدود ہین اور اب تک اونہون نے کوئی ایسی بات حاصل نہین کی جس سے دلون مین عزت

اور اعتبار پیدا ہو - ٹرپولی مین بیشک ایک مقدس شخص بڑے بڑے دعوونکا موجود ہے اوسکو
شیخ الشموسی کہتے ہین اور ایک بڑی مذہبی جماعت اوسکی پیرو ہے اور اوسنے وعدہ کیا ہے
کہ بہت جلد بطور اُس مہدی یعنے رہبر کے ظہور کرونگا جسکا انتظار بہت سے سینونکو اور نیز شیعونکو ہے
سال آئیندہ مین اوسکی عمر چالیس برس کی یعنی رسول کی شرعی عمر ہو جائیگی اور ممکن ہے کہ اوسوقت
جو کوئی عام جوش موجود ہو اوسمین وہ شریک غالب بنے لیکن اسوقت تک ہمکو بجز اوسکے
نام کے اور اس امر کے کہ اوسکا تقدس ہا ہو نکی طرح کا ہے اور کچھہ اوسکا حال معلوم نہین ہوا
علاوہ برین امکان کامیابی کی نسبت جو کچھہ خیال کیا جاوے لیکن ممالک باربری اور مکہ
کے درمیان میں ابھی تو مصر اور نہر سوئیز باقی ہے پس اس زمانہ مین جبکہ دخانی جہاز اور برقی
آلات اور یوروپین اجتماع موجود ہے تو جائز ہے کہ خلافت آیندہ کی نسبت رائے زنی مین ہم
افریقہ شمالی اور مغربی کو خارج از بحث رکھین - یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ حال کے ملک باربری مین
جو مذہبی حرکت پیدا ہوئی ہے اوسمین سلطان مورا کھو نے ہنوز کوئی نمایان شرکت نہین کی
ہندوستان کے مسلمان فرمانروایون کی بہی قریب قریب بالکل یہی حالت ہے - شاید
وہ بہت جلد مسلح یوروپین گورنمنٹ کے مخالف ہو جائین اور اگر اوسی ناقابل فہم انگریزی حکمت
عملی پر اصرار رہا جسپر بیس سال گذشتہ سے عملدرآمد ہو رہا ہے تو ضرور ہی ایسا ہوگا اور اوسوقت
اونکے لئے ممکن ہوگا کہ اسلام کی نگاہ مین ایک پیشوایانہ حالت پیدا کرین اور اگر دہلی یا حیدرآباد
مین پہر ایک اسلامی سلطنت قائم ہوئی تو ہندوستان یقیناً ایک عمدہ ترین دارالاسلام بنجاییگا
اور اوسوقت یہہ ملک تمام دیگر ممالک اسلامیہ سے کہین زیادہ آباد اور دولتمند ہوگا اور مکہ کو صرہ
روانہ کرنے مین سب پر سبقت لیجانے کے قابل ہوگا - اسوقت ہندوستان کی جائداد موقوفہ کی
مالیت مساوی مالیت جائداد موقوفہ سلطنت عثمانیہ کے خیال کیجاتی ہے اور اوسوقت آمدنی

مذکورہ بعوض اوس خانگی طریقہ کے جواب اوسکی بھیجنے کے لیئے ہے گورنمنٹ کی حمایت مین آجائیگی
اگر خلافت صرف روپے سے خرید کیجاسکتی ہے تو ہندوستان مین وہ شخص جو انگریزون سے منحرف
ہو کر علم پیشوائی بلند کرے اور کامیاب ہو اسلام کی ساتھہ اپنا معاملہ کر سکتا ہے لیکن یہان
ہی بُعد مارج ہے اور سمندر حائل ہے اور یہہ نہایت سخت موانع ہین ۔ ہندوستان اسلامیہ سے
مکہ کی وہ حمایت او حفاظت ہرگز نہین ہوسکتی اسلام کو جسکی ضرورت ہے اور وہ سوائے اپنے مقام
خاص کے اور کہین اپنی سلطنت کا اظہار نہین کر سکتا اور اپنے مقام پر بہی صرف مسلح رہکر سلطنت
کر سکتا ہے لیکن یہہ کامیابی بہی مثل کامیابی ملک باربری کے اسیطرح قیاس کیجاسکتی ہے ۔
کہ اُس سے پہلے بڑی بڑی باتین بلا دلیل تسلیم کرلیجائین ۔ پس خاندان عثمانیہ کے جانشین ہونے کے
لیئے جسکی ہمکو ضرورت ہے اوسکی امید بوجہ معقول نہ ہندوستان سے ہے اور نہ افریقہ مغربی سے
ظاہرا وزارت مصر کے خاندان پر نظر پڑتی ہے کہ اوسمین سے کوئی امیدوار خلافت پیدا ہوگا اور
بعض کی راے مین غالبًا ایسا ہی ہوگا ۔ محمد توفیق اگر اپنے دادا کی طرح ہوشیار اور ذہین نکلا
یا اگر باوجود اوس بہانت کے جو اُس مین ہے وہ کامیابی کے ساتھہ چالین چلا تو ممکن ہے کہ چند برسون
مین وہ مکہ مین ایک قوی حریف سلطان کا بنجاے ۔ قطع نظر اوس تعلق مبنی بر روایات کی جو مصر
کو خلافت کے ساتھہ ہے مصر کو حال کا واقعہ محمد علی کا یاد ہے جسپر وہ اہل حجاز سے گفتگو کر سکتا ہی
اور اپنے کو ایک ملک حامی اسلام ثابت کر سکتا ہے ۔ محمد علی اور اوسکے جانشین ابراہیم پاشا کا
نام اگر ٹہیک ٹہیک ہر دل عزیز نہین ہین تو کم سے کم مکہ مین اونکا ادب کیا جاتا ہے اور یہہ پچہلا
نام سینون کی احسانمندی کا بڑا حق رکہتا ہے کیونکہ ابراہیم پاشا نے ۱۸۱۸ء مین وہابیون کی سلطنت
کو مٹا دیا تہا ۔ محمد علی کی اولوالعزمی کا حال مین لکہہ چکا ہون اور معلوم ہوتا ہی کہ اسی طرحکی اولوالعزمی اونکے پوتے
اسمعیل پاشا معزول خدیو مصر کے دلمین بہی پیدا ہوئی تہی ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی مالی قوت

کی عروج کے دنون مین اسمعیل پاشانے بڑی بہری زمین شریفان مکہ کو مدد دینے کی ترغیب دی

مین امکانی حوادث قسطنطنیہ اوسکی پیش نظر تہی لیکن اوسکی بدقسمتی سے اوسی نہر سوئیز کی روانی

جسپر اوسنے یوروپ سے مدد پانے کا خیال قائم کر رکہا تہا اوسکے منصوبہ کی بربادیکا باعث ہوئی

سلطنت ٹرکی نے ۱۸۷۱ء مین اس نواح سے اپنی دعاوی خلافت کی نسبت ضرر انگریز ہوبا کر

بحر احمر پر فوجی قبضہ کر لیا اور جدّہ اور ینبو کے قلعون کی فوجونکو بڑہا دیا۔ طائف کی طرف

پیش قدمی کی اور ایک بڑی فوج یمن مین پہیلا دی۔ یہہ باتین صرف نہر سوئیز کی وجہ سے ممکن

ہوگئین اور اسمعیل پاشا کو یہہ دیکہکر بہت ہی جہلاہٹ پیدا ہوئی کہ اوسکے آلہ طاقت نے خود اوسکو

گرا دیا۔ پس محمد توفیق کو خاندانی روایتین معذور رکہینگے اگر وہ بہی کبہی کبہی اپنے منصوبون سے

جی بہلایا کرے۔ اسوقت قسطنطنیہ کی بعد مکہ کے ساتہہ تعلق رکہنے مین اوسیکا نمبر ہے۔ خدیو مصر

کے دخانی جہازونکا سلسلہ ہمیشہ درمیان سوئیز اور جدّہ کی آمد و رفت کہتا ہے اور جو قافلہ

حجاج کا خدیو مکہ مین بہیجتے ہین اور جسمین بہت سے حاجیان مغربی بہی شامل ہوتے ہین بہ نسبت سلطان کے

قافلہ کثیر التعداد ہوتا ہے خاندان ہاے شریف مین سے کم سے کم ایک خاندان کے ساتہہ خدیو کو

دلی اور گہرا تعلق رہتا ہے اور خدیو ہر سال ایک محمل مع ایک بڑی صرہ کے مدینہ کو بہیجا کرتے

ہین۔ محمد توفیق کی نسبت یہہ شہرت بہی ہے اور یہہ شہرت حق بجانب ہے کہ وہ ایک سچے اور خوش

عقیدہ مسلمان اور ایک راستباز آدمی ہین اور یہہ تو تحقیق ہے کہ سچی آزاد راے والون کی ایک بڑی

جماعت اونکو اپنے خیالات کا ایک نہایت لائق موید سمجہتے ہے لیکن باوجود ان تمام باتون کے

مجہکو شبہہ ہے کہ آیا ہنوز وہ ایسے باوقعت و عظمت ہوگئے ہین یا نہین کہ کامیابی کے ساتہہ سلطنت

عبد الحمید کی جانشینی کی امید کر سکین۔ وزیر حال کی مالی حالت کی نسبت اگرچہ امید ہے کہ صحیح

تر بنیاد پر قائم ہو تاہم وہ صریحی طور پر ایسی قوی نہین ہے جیسی کہ اونکے باپ کی مالی حالت ہی

اور اُمیدوار خلافت کو زر نقد کی ایک مقدار کثیر کی حاجت ہوگی - اونکی جنگی قوت بہی کم ہے اور
اونکو مسلح ہونیکا اعلان کرنا پڑیگا - اور علاوہ برین دونیز یوروپ کے دباؤ کی بڑی روک ہے اور مین
ڈرتا ہون کہ یہہ مشکل حل ہوگی - اسلام کیونکر کسی دوسرے خلیفہ کا مطیع ہوگا جو خود عیسائیت کا مطیع
ہو اور وہی اسباب جو خاندان عثمانیہ کی بربادی کا باعث ہوے ہین اوسکی بربادی کا ہی باعث
ہونگے - باعتبار اُمور موجودہ خلیفہ صرف قدیم قانون شریعت کی رو سے حکومت کر سکتا ہے اور گو
کسی عام فرمانروا کا یا ایسے خلیفہ کا جو خلافت پر بخوبی متمکن اور مستحکم ہوچکا ہو اوس قانون کی پوری اور
سخت پابندی سے متجاوز ہونا گوارا کر لیا جاے لیکن جو نیا خلیفہ ایک نئی دعوی کے ساتہہ ظہور
کریگا اوسپر اوس قانونکی سخت پابندی لازم ہوگی پس محمد توفیق کی پابندیان اسلام کے ساتہہ اور
اونکی پابندیان یوروپ کے ساتہہ باہم کیونکر مطابق آئین گی وہ دشمنون کے درمیان مین
گر پڑنے سے وہ محفوظ نہ رہ سکین گے - پس بجز اوس صورت کے کہ خلاف اُمید مشرقی ایشیا مین کوئی
مذہبی بہادر پیدا ہو جاے جسکی ہنوز کوئی آثار نہین ہین اس مشکل کے حل کرنے کے لئے کہ دینی
سلطنت اسلامیہ کہان اور کس خاندان مین قائم ہوگی ہماری نظر ملک عرب کیطرف اور خود مکہ کے
خاندان شریف کی طرف جاتی ہے بمقابلہ تمام دیگر ممکن الظہور دعویداران پیشواے اسلام کے خاندان
شریف کو یہہ ایک بڑا التفوق اور ترجیح حاصل ہے کہ وہ اوس نسل قریش مین ہین جنکو خود محمد نے
اپنا وارث کہا ہے - حقوق قریش کے باب مین منجملہ بہت سے مستند اقوال کے مفصلہ ذیل اقوال نہایت
صاف اور نقل کرنے کی لائق معلوم ہوتے ہین - ام ہانی دختر ابوطالب سے روایت ہے
کہ رسول اللہ نے اہل قریش کو سات باتون سے ممتاز کیا ہے اولاً نبوت (یعنے خاندان قریش سے

۱ یہہ تحریر بہی قبل وقوع واقعات ستمبر ۱۸۸۱ء کی گئی تہی ان واقعات نے اس امکان کو زیادہ تر قوی کر دیا ہے
کہ قاہرہ پہر ایک دفعہ دار الخلافت ہو جاے گو شاید محمد توفیق خلیفہ نہ منتخب ہو -

بنی پیدا ہوا) دوسری خلافت (یعنے جانشینی) تیسری حجابت (یعنے حفاظت خانہ کعبہ) چوتہے سقایت (یعنے حاجیونکے لئے پانی ہمیا کرنے کا حق) پانچوین رفادت (یعنے حاجیونکی مدارات کرنیکا حق) چہٹوین ندوت (یعنے حق مشورت گورنمنٹ) ساتوین لوا (یعنے حق قبضہ علم و اعلان جنگ) بموجب ایک دوسری حدیث کے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ "جب تک ایک آدمی بہی نسل قریش کا رہیگا تب تک وہی آدمی میرا جانشین ہوگا" اور بہ نسبت نسل عرب کے فرمایا ہے کہ "اگر نسل عرب کو زوال ہوا تو اسلام کو زوال ہوگا" ان باتونکو تمام دنیا جانتی ہے اور عام لیڈرایون کے نزدیک بالخصوص شریف بہ نسبت اور کسی سلطان یا خلیفہ کے مذہبی منصب اور درجہ کا زیادہ تر اور صحیح تر قائم مقام ہے۔ جنوبی اور مشرقی ایشیا کی بڑی بڑی وسیع آبادیون سے جو حاجی لوگ روانہ ہوتے ہین وہ قسطنطنیہ کو نہین بلکہ مکہ کو جاتے ہین اور وہان شریف ہے کو بالاتر پاتے ہین۔ حجاز مین ترکی گورنمنٹ کی حالت بحسابی غیر نمایان ہے اور جدہ مین جو ایک شخص بہ قائم مقامی سلطان رہتا ہے اوسکا رتبہ شہر یار مکہ کے ملازم سے شاید کچہہ زیادہ ہو۔ شہر یار مکہ ہی مسلمانون کے نبی کی اولاد سے ہے سلطان نہین ہین اور اگرچہ علما خلیفہ کے حق مین امتیازات پیدا کرین لیکن حج مین تو شریف ہی کا نام سنائی دیتا ہے خود قسطنطنیہ مین بہی یہہ ایک نہایت قدیم رسم خارج از یاد جاری ہے کہ اوس مقدس خاندان کے لوگون کی تعظیم کو سلطان اوٹہہ کہڑے ہوتے ہین اور مکہ مین عموماً یہہ بات کہی جاتی ہے کہ اگر کوئی سلطان بذات خود حج کو آوے تو شریف مکہ اوسکو بطور اپنے خورد کے لین گے۔ پس خاندان شریف ایک ایسی مذہبی عظمت اور فوقیت کے احاطہ مین ہے کہ سوائے اُن قومون کے جو سلاطین عثمانیہ کے رعایا اور ماتحت رہتے آئے ہین اور سبکو اوس خاندان کے لئے دنیاوی حکومت اعلی کا منصب حاصل ہونا ایک امر طبعی معلوم ہوگا اور اگر اوس خاندان مین سچی اور واقعی لیاقت کا کوئی شخص نمودار ہوگا تو اوس نازک زمانہ مین جسکی ہمنے پیش بینی کی ہر

یقینی قریب قریب کے سب ویسکے ساتھہ ہو جاٗینگے - یہہ بات تحقیق ہے کہ گورنمنٹ عثمانیہ کو اس امر سے کامل اگاہی ہے - اپنی عظمت و اقتدار کے کامل عروج کے زمانہ مین بہی یہہ گورنمنٹ مکہ کی طرف سے بدگمان اور بے اعتبار رہتے تہے اور جب کبہی کوئی شریف اعظم اوسکے خیال مین خطرناک رعب و اب پیدا کر لیتا تہا تو یہہ گورنمنٹ پیدا مغز کے ساتہہ اوسکا ایک حریف پیدا کرکے اوسکو اوکہاڑ دیتے تہے جسمانی اور فوجی طاقت سے یہہ گورنمنٹ اسکام کو کر لیا کرتی تہی اور اگرچہ شریف اعظم کے عہدہ کو موقوف نہ کر سکتی تہے لیکن ترتیب جانشینی مین مداخلت کرنیکا اوسکو اختیار تہا - لہذا حجاز مین ہمیشہ ترک لوگ خانہ جنگیون کے موئد رہے ہین اور جب تک وہان ترکونکی موجودگی گوارا رہیگی یہی حال رہیگا - شریف اعظم سابق کی وفات کے حال سے ترکون کے طریقہ کی کیفیت زمانہ حال مین بخوبی ظاہر ہو چکی ہے اور اس قصہ سے یہہ بہی بخوبی معلوم ہوگا کہ سلطان حال کو اپنے اس بڑے حریف سے کسقدر خوف ہے اس قصہ کے بیان کرنے مین ضرور ہے کہ مین اوس گذشتہ زمانہ پر نظر کرون جب ۱۸۰۳ء مین وہابیون نے حجاز پر حملہ کیا تہا اوسوقت اور صدی ماقبل کے پچہلے نصف حصہ مین خاندان شریف کا اعلی منصب اس شاخ خاندان کو حاصل تہا جو ذوے زید کہلاتے تہے (حجاز مین لفظ ذوی کے وہ معنے ہین جو اور مقامات مین لفظ بنی یا اہل کے معنے ہین یعنے - لوگ - کنبہ - خاندان) - اس خاندان نے ۱۸۵۰ء مین برکت کی شاخ کو پہر قائم کیا تہا جسکو نائبہرنے اپنے وقت مین اعلی درجہ کا لکہا ہے - غالب ابن مساعد اصل منصب پر قابض تہا اور جب اوسنے دیکہا کہ مین وہابیون کے مقابلہ کی طاقت نہین رکہتا تو خود وہابی ہو گیا - اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۱۸۱۳ء مین محمد علی جب مکہ مین داخل ہوا تو پہلا کام اوسنے یہی کیا کہ اس غالب کو معزول کر دیا گو وہ کہتا رہا کہ مین اب پہر جمہوری مذہب کے جادہ مستقیم پر آگیا - محمد علی نے خاندان شریف کے ایک دوسرے شخص کو اوسکی جگہہ مقرر کر دیا - یہہ شریف جو منتخب کیا گیا اسکا

نام یحیی ابن سرور تہا اور جو خاندان ذوی عون یعنے ایک مخالف شاخ مین سے تہا۔ پس اس طریقہ سے ایک سخت عداوت ان دونون خاندانون مین یعنے خاندان زید اور خاندان عون مین قائم ہوگئی اور اب تک اُس عداوت کا سلسلہ چلا جاتا ہے یہہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ ترکی اور مصری گورنمنٹون نے اِس عہدہ پر بعد کو جو تقرریان کین اور جو ایک تبدیل حالت ہوئی اوسنے اُس عداوت کو کچہہ کم کر دیا ہو ۱۸۲۷ء مین غالب وہابی معزول شدہ کا بیٹا عبد المطلب پہر مقرر کیا گیا اور سال بعد مین پہر محمد پسر یحیی ابن عون مقرر کیا گیا۔ یہہ ایسی ترکیبین تہین کہ جن سے ایک اندرونی ملکی جنگ پیدا ہوئی ۱۸۴۷ء مین ایک نئی سازش نے عبد المطلب ور زید یونکو پہر قائم کر دیا اور ۱۸۵۳ء مین وہ لوگ بعلت بغاوت پہر معزول کئے گئے اور خاندان عون کا ایک شخص مسند حکومت پر متمکن کیا گیا ۱۸۵۳ء سے ۱۸۸۸ء تک خاندان عون کے لوگ شریف اعظم کی عہدہ پر قائم اور حجاز کے اعلی حاکم رہے۔ چونکہ اونکو ایسے وقت مین حکومت حاصل ہوئی تہی کہ آزادانہ خیالات ترقی پر تہے لہذا وہ لوگ ہمیشہ لبرل (آزاد خیال کی) رہی اور اب تک مکہ مین وہ اوس فریق کے قائم مقام ہین جسمین انسانیت اور میلان ترقی زیادہ تر ہے۔ اُس جنگل مین جہان بچے سے بچے خیالات مین ڈہیلی اور آزاد ہین اونکا فریق ہر دل عزیز ہے اور اگرچہ وہ لوگ خود بلاشبہ ٹہیک طریق اہل سنت وجماعت پر قائم ہین لیکن ہمیشہ فرقہ شیعہ ودیگر فرقہ ہاے معتزلہ سے جن سے شریف کی حکومت کو ہر سال ایام حج مین بالضرور برتاؤ ہوتا ہے وہ لوگ بے تعصب رہے ہین۔ بلکہ اہل یوروپ موجودہ جدہ سے بہی اونہون نے دوستانہ برتاؤ کیا ہے اور جب تک اونکی حکومت قائم رہی ہندوستان اور مکہ کے تعلقات باہمی دوستانہ رہے عبد اللہ ابن عون جو ۱۸۵۸ء مین محمد اپنی باپ کا جانشین ہوا نہایت لائق آدمی تہا اور اوسکی تعریف کیجاتی ہے کہ وہ ایسے وسیع اور عمدہ خیالات کا آدمی تہا کہ حجاز مین یوروپ کی تجارت کا کہل جانا بہی اوسکے خیالات مین داخل تہا اوسکا بہائی بہی کچہہ کم وسیع الخیال

نہ تہا جو ۱۸۵۸ء مین شریف اعظم مقرر ہوا اگرچہ وہ عبداللہ کی برابر لائق نہ تہا لیکن اُسکی انسانیت
اور نیکی کی بڑی تعریف کی گئی ہے اور یہہ بات تو تحقیق ہے کہ بجز اوسکے موروثی دشمن یعنے
زیدیون کے اور تمام اہل حجاز بلا استثنا اوسکی عزت کرتے تہے اور اوس سے محبت کرتے تہی
یہہ بات یہان تک تہی کہ اوس خونخوار اور تباہ کن جنگ روس کے سال ہا بعد مین جبکہ قسطنطنیہ
کی حالت نہایت نازک ہو رہی تہی اور اوسکا شیرازہ جمعیت ٹوٹا چاہتا تہا اہل عرب نے
الحسین ابن عون کو بجای سلطان کے خلیفہ بنانے کا برملا ذکر شروع کر دیا۔ مجہکو یہہ
بات تحقیق نہین ہوئی کہ الحسین بہی اپنے دوستون کے ساتہہ اس اولوالعزمی کے منصوبہ
مین شریک تہا کیونکہ وہ نہایت امن دوست شخص تہا اور جو رتبہ عالی اوسکو حاصل تہا لقب خلافت
سے شاید ہی اوسپر کچہہ اور اضافہ ہوتا۔ لیکن یہہ بات تحقیق ہے کہ اوسکے ہر دل عزیز ہونے
نے قسطنطنیہ مین احتمالات ضرر پیدا کئے اور یہہ بات اس سبب سے اور بڑہ گئے کہ سلطان
عبدالحمید اوسکو معزول نہ کر سکے بلکہ اوسکو معزول کرنے کی جرات نکر سکے۔ الحسین بہی اوس
فرقہ کا بالخصوص مورد اعتراض بنا جو بازگشت حالات چاہتا تہا اور جس نے بالآخر انگلستان
سے نزاع کرنے کی قطعی تجویز کر دی کیونکہ جب کبہی اہل ہند رعایاے ملکہ معظمہ کے اغراض
و مطالب متعلق حج پر گفتگو ہوتی تہی تو الحسین اور اوسکے خاندان کو اس بات پر اصرار ہوتا تہا
کہ برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ دوستانہ مراسم قائم رہین معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر اسی باعث سے
اُسکی ہلاکت تجویز کی گئی تاکہ نئی حکمت عملی کے برتنے والے کے لئے جگہہ نکلے۔ ۱۴۔ مارچ
۱۸۸۰ء کو جدہ ایک عظیم اور پر اثر تماشا کا محل تہا۔ حج ابہی ختم ہو چکا تہا اور بندرگاہ مکہ مین
حاجیونکا ہجوم ہو رہا تہا اور انتظار اسبات کا تہا کہ شریف اعظم اولاد پیغمبر اور مقدس خاندان علی کا
قائم مقام تشریف فرما ہو کر ان حاجیونکی آخری کوچ کو اپنی تشریف آوری کی خیر و برکت کے ساتہہ

شامل کردی - مکّہ سے شاشب سفر کرکے الحسین معہ اپنے جلوس کے قریب صبح صادق شہر پناہ
کے سامنے نمودار ہوا اور جب صبح ہوگئی تو ایک نقرہ مادہ اسپ نجدی پر سوار ہوکر اپنے قریشی
عربونکی جلو اور سلطانی گارڈ آف آنر کے ساتھہ شہر مین داخل ہوا - جدّہ کی گلیان تنگ اور
پیچ در پیچ ہین اور پہاٹک سے لیکر عمر نسیف اجنٹ شریف کے مکان تک جہان کہ شریف حسب
دستور اُترا کرتے تہے دیندار لوگونکی بہیڑ اور کشمکش تہی ہر شخص سبقت کرتا تہا کہ شریف کا قدمبوس ہو
اور اونکی عبای عربی کے دامن کو بوسہ دے - الحسین اپنی فرودگاہ کے قریب تک پہونچ چکا
تہا کہ ایک گدای معمر صعفون کو چیرتا پہاڑتا اوس بہیڑ مین سے خدا کے نام پر خیرات مانگتا ہوا
آگے بڑہا یہہ ایسا سوال تہا کہ رد نہو سکتا تہا اور جون ہی شریف اپنے ہمراہیونکی طرف جو اوسکے
قریب تہے یہہ حکم دینے کا مخاطب ہوا کہ اوس کیسہ مین سے جو ایسی خیرات کے لئے ساتھہ رہتا
تہا اوس گدا کو کچہہ خیرات دیجاے وہ گدا ئیر شریف پر حملہ آور ہوا اور ایک زنگ آلودہ پرانی
کُند چہری (اس جہری کا حال کہنے والے نے مجہسے یون ہی کہا ہے) نکالکر اوسکے پیٹ مین
ماری پہلے تو اون لوگونکو بہی جنہون نے یہہ فعل ہوتے ہوے دیکہا خوب نہ معلوم ہوا کہ کیا
نتیجہ ہوا کیونکہ الحسین نہ گہوڑے سے گرا نہ اوترا بلکہ کچہہ نہین بولا اور چپ چاپ گہوڑے پر سوار
فرودگاہ تک پہونچا - وہان لوگون نے اوسکو گہوڑے پر سے اوتارا اور ایک بالاخانہ پر لے گئے
جہان چند گہنٹون مین اوسکا خاتمہ ہوگیا - اوسی اثنا مین جو لوگ اوسکے قریب تہے اونہون نے
اوس بڈہے کو پکڑ جکڑ لیا تہا اور اوسکو مار اپیٹا تہا اور اون مین سے چند لوگون نے اوسکو حوالات
مین پہونچا دیا تہا جب اس واقعی کی اطلاع سب کو ہوئی تو جدّہ مین بڑا ہنگامہ آہ و بکا بلند ہوا
جو بڈہے - اور جوان - عورتین - اور بچّے - شہری - اور اجنبی سب کے سب بالاتفاق روے اور
مبتلای غم ہوے مین نے سنا ہے کہ اوسوقت کی کیفیت دیکہکر دل اسقدر بہر آتا تہا جسکا بیان نہین ہوسکتا

تمام رات عورتون کی صدای آہ وزاری بلند رہی - قاتل فوراً مکہ کو بہیجدیا کیا اور اگرچہ وہان ایک مجلس منعقد ہوئی اور چوتہے دن مجمع عام مین اوسکی گردن ماری گئی لیکن اوس جرم کی نسبت کسی عدالتانہ تحقیقات لائق اطمینان کا عمل مین آنا معلوم نہین ہوتا اس بات کی تجویز مشکل ہے کہ وہ کون تہا اور کیا تہا اوسوقت ٹرکی باضابطہ رپورٹ مین قاتل مذکور ایک ایرانی متعصب ظاہر کیا گیا تہا لیکن کسی شخص نے یہہ اقرار نہ کیا کہ مین اسکو جانتا تہا اور جن لوگون نے حوالات مین اوسکو دیکہا تہا اور اوس سے بات چیت کی تہی وہ لوگ یہہ کہتے ہین کہ وہ ایک سنی المذہب افغان تہا - معلوم ہوتا ہے کہ قاتل نے اپنا حال چہہ طرح سے بیان کیا اور ہر بیان ایک دوسرے کے خلاف تہا لیکن عام یقین یہی رہا کہ وہ شخص ٹرکی کیطرف سے آیا تہا اور درویش پیشہ تہا - حاجیون کے ساتہہ وہ نہین آیا تہا بلکہ دس روز پہلے مکہ مین بطور ایک سائل کے دیکہا گیا تہا اور اوسوقت اوسنے شریف سے سوال کیا تہا اور خیرات مین کچہہ پایا تہا اور اوسکے بعد کئی مرتبہ الحسین کی راہ مین لوگون نے اوسکو دیکہا تہا کہ خواہ مخواہ گہستا بیٹہتا چلا آتا ہے - ٹرکی گورنر کو جدہ مین کوئی شخص اس جرم کا رازدار نہین قرار دیتا بذات خود وہ الحسین سے موافقت رکہتا تہا اور زمانہ مابعد مین اسکی عزت بہی گہٹا دیگئی لیکن سب لوگ استنبول کیطرف اشارہ کرتے ہین بلکہ خود سلطان کو اسکا بانی کہتے ہین یہہ بات مشہور ہے کہ سلطان عبدالحمید ہمیشہ درویشون کو اپنا جاسوس اور خفیہ کارندہ مقرر کرتے ہین بعض لوگ تو یہان تک اپنا علم بیان کرتے ہین کہ یہہ پیر مرد خاص خلیفہ کا مرسلہ تہا - مین اس بحث کے فیصلہ کرنے کا دعوی نہین کرتا لیکن یہہ خیال کرتا ہون کہ بار ثبوت اُن لوگون پر ہے جو اس سے انکار کرتے ہین - کسی خطرناک حریف یا حد مناسب سے زیادہ قوی سردار کو قتل کرا دینے کی تدبیر سلاطین عثمانیہ مین مدت مدید خارج از یاد سے چلی آتی ہے اور اب اونکو بہت کم اُمید رکہنے چاہیے کہ اس باب مین عوام کی راے

اونکی جانبدار رہو اور حسن ظن سے کام لے۔ درویشونکا شیخ اپنے پیروون کی جماعت کے
ساتہہ بڑا صاحب قوت ہے اور وہ سلطان کا ملازم ہے۔ اور اوسکے ایک اشارہ سے ایسے
ہین جانباز درویش بلاشبہہ خدمت کرنے پر طیار رہوتے ہین۔ ایک بات تو ایسے ہی
جس سے یقیناً قسطنطینہ پر نگاہ پڑتی ہے۔ جدّہ مین مشہور ہے کہ الحسین کے جانشین نے جو مدت
سے قسطنطینہ مین مقیم تہا نوجوان الحسین کی وفات سے دو مہینے پیشتر جدّہ مین اپنے اجنٹ
کے پاس حکم بہیجا تہا کہ مین شریف اعظم ہوکر آیا چاہتا ہون تم سب طیاری اور سامان کر رکہو۔
علاوہ برین پہلے ہی سے اوسنے اپنا بہت سا اسباب بہیجدیا تہا۔ اُس بیر قاتل کی اخیر باتین
عجیب ہین جب وہ اپنا کام کر چکا تو مسرت ناک معلوم ہوتا تہا اوسنے نہ کہایا اور نہ پیا بلکہ
آخرت کے لئے طیار ہوگیا سزاے موت پانے سے تہوڑی دیر پہلے اوسنے ایک کہانی
کہی۔ اوسنے کہا کہ "کسی زمانہ مین ایک عظیم الشان ہاتہی تہا خدا نے ایک مچہر کو جو نہایت
چہوٹی چیز ہے اوسپر متعین کیا۔ مچہڑ نے اوسکی سونڈ مین نیش مارا اور وہ ہاتہی مرگیا اللہ کریم"
وہ شخص جو الحسین کا جانشین ہوا اور جسکے واسطے جگہہ خالی کی گئی تہی اور جو پہلے سے جانتا تہا کہ ایسا
ہونیوالا ہے۔ وہی دو مرتبہ کا معزول شدہ بوڑہا عبد المطلب غالب ہاشمی کا بیٹا تہا اور خاندان
ذو زید کا نہایت حبیب متعصب تہا مجہکو اس موقع پر پوری وسعت نہین مل سکتی کہ اس واقعہ سے
حجاز کی پولیٹکل حالت پر جو اثر پڑا اوسکو بالتفصیل بیان کرون اسوقت مثل قسطنطینہ کے مکہ مین بہی
اوس فریق کو زور ہے جو بازگشت حالات کی حکمت عملی کا موید ہے۔ عبد المطلب کی اعانت ترکی
سنگینون سے کیجاتی ہے۔ اور خاندان عون اور فریق لبرل (آزاد خیال) کے لوگ مکہ مین ستائے
جاتے ہین اور شریف کا دربار جسکے تعلقات انگلستان کے ساتہہ ابتک نہایت دوستانہ تہے
اب ہندوستانی ناخوشی کی شبہہ بنگیا ہے بیرون شہر بالکل بدنظمی ہے۔ بالفعل اسیقدر کافی ہے

اگر مین نے یہہ ثابت کر دیا ہو کہ حجاز مین ایک مادہ مذہبی حکومت و طاقت کا سلطان کے پہلو بہ پہلو موجود ہے اور ممکن ہے کہ کسی دن اوس سے فائدہ حاصل کیا جاوے اور سلطان کا ایک نیچرل جانشین پیدا کیا جاوے ۔ اگر زوال سلطنت عثمانیہ کے وقت اسلام کی پولیٹیکل اُفق سے کوئی ایسی نئی صورت طلوع نہ کریگی جسکی عظمت و شان مسلمانون کے عالم کو اپنی طرف قوت جاذبہ سے کھینچ لے (اور اس وقت تک ایسی صورت کے ظہور کی کوئی آثار نہین ہین) تو بلا شبہہ مسلمانونکی جماعت کثیر اپنے اعلی سرداری اور اوس خلافت کی جانشینی کے لئے جسکی اونکو ضرورت ہے خاندان شریف مکّہ کی طرف نظر کریگی ۔ قسطنطنیہ سی مذہبی دار الحکومت کا مکہ کو منتقل ہو جانا ایک آسان و طبعی امر ہوگا اور عوام کے خیالات مین شاید ہی کچہہ حرکت و شورش پیدا ہو ۔ بلکہ علمار کی روایات و احادیث سے مطابقت و موافقت پیدا ہوگی زوال قسطنطنیہ کے بعد مکہ یا مدینہ خواہ مخواہ اہل العقد کا شرعی مقام ہوجائیگا اور ممکن ہے کہ آسانی سے وہ مقام مذہبی حکومت اسلام کا مرکز تسلیم کر لیا جاوے ۔ اس باب مین جس جس سے مین نے گفتگو کی ہے وہ سب اس امر پر متفق ہین کہ نتیجہ مذکورہ بالا تمام مذاہب کے علما کو بجز خاص ٹرکی علماء کے پسندیدہ ہوگا ۔ بیشک جہان تک مجہکو دریافت کرنے اور رائے لگانے کا موقع ملا ہے آجکے دن تمام مسلمانون کی یہہ صدا ہے کہ ((مکہ دار الخلافہ)) اور غالباً زمان مستقبل مین بہی اس صدا کا زور زایل نہ ہو مثل صداے ((روم[1] دار السلطنت)) کی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صدا جن لوگونکو سنائی جاتی ہے اونکے خیالات پر بڑا اثر پیدا ہوتا ہے اور جب اوس صدا کے ساتہہ یہہ بہی اضافہ کیا جاتا ہے کہ ((خلافت از قریش)) تو کم سے کم اہل عرب اپنے خیالات کو روک نہین سکتے سچ تو ہے جب ہم پچہلی تاریخ پر نظر ڈالین تو اسکی خلاف اور کیا ہو سکتا ہے ؟ اگرچہ مین اس قطعی فیصلہ کا دعوی نہین کر سکتا کہ آیندہ سلسلہ واقعات کس رخ پر چلیگا لیکن میری ذاتی رائے

[1] یہہ ایک تاریخی واقعہ کیطرف اشارہ ہے ۔ من مترجم ۔

بھی یہی ہے کہ جسقدر قیاسات پر ہمنے نظر کی ہے اُن سب مین مکہ کیطرف خلافت کا عود کرنا
غالب تر ہے اور اوس سے اسلام کی مذہبی زندگی کے ترو تازہ ہوجانے کی عمدہ اُمید ہے - اگرچہ بہ نسبت
مقام باسفورس کے جہان اب خلیفہ ہے مکہ مین پولیٹکل اعتبار سے خلیفہ کی حالت کو زیادہ وقعت نہوگی
لیکن مذہبی اعتبار سے وہان خلافت کی بنیاد بہت محفوظ اور مستقل ہوگی ہر سال دنیا کے ہر حصہ کے حاجی
اوسکی زیارت کرینگے اور بہ نسبت اسکے کہ صرف ایک صوبہ کے مذہبی خیالات کا قائم مقام ہو اُسوقت وہ تمام مذاہب
اور تمام اقوام کے لئے ایک صحیح اور واقعی صدر نشین مسند خلافت کا ہوجائیگا - اسلام مین جو عرب کا
جزو ہے وہ تو یقیناً اس جانشینی کا تائید کریگا اور یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ عرب مراکو سے بوشہر تک پہیلا ہوا
ہے اور اسیطرح اہل ہند و ملایا بہی تائید کرینگے بلکہ حقیقت حال یہہ ہے کہ سوائے ترکون کے جنکی عظمت
روز بروز کم ہوتی جاتی ہے سب کے سب موید ہونگے - مین نے تو لوگونکو اس امر کی تصدیق کرتے
ہوئے بہی سُنا ہے کہ مکہ مین خاندان قریش کی خلافت قائم ہونے سے فرقہ ہای معتزلہ و عباسیہ و شیعہ کو اہل
طریق یعنے سنت و جماعت سے زیادہ تر میل ملاپ ہوگا اور بہ چند وجوہ مجہکو یقین ہے کہ تمین ربع
وہابیت پر بہی یہی اثر پڑیگا - شیعونکو خصوصاً اولاد علی کو یہہ امر خواہ مخواہ پسندیدہ ہوگا - اور عمان
اور یمن کے اہل عرب کے لئے خاندان قریش کا خلیفہ بہ نسبت خلیفہ بنی عثمان کے بہر کیف کم بے
میل ہوگا - بلاشبہہ پچہلے برسون مین میان ان فرقون کے اور اونکے قدیم دشمنون یعنے اہل سنت
و جماعت کی شدت مخالفت مین کمی کے آثار نمایان ہوئے ہین اور قرین قیاس ہے کہ حالت خلافت
کی تبدیلی سے تمام فرقون مین ایک پوری موافقت پیدا ہوجاے اب مسلمان ایام گذشتہ
کیطرح آپس مین لڑنے بہڑنے کا وقت نباوینگے اور مین جانتا ہون کہ دور اندیش لوگونمین تمام فریقونکو ایک
کرنیکا خیال پیدا ہوگیا ہے بالآخر یہہ امر بہی قابل لحاظ ہے کہ عرب مین جو خلافت قائم ہوگی وہ اوس
کابوس سے نجات پاویگی جسمین ترکی علم دینیات نے اسکو مبتلا کر رکہا ہے اور وہ داغ بدنامی اوس سے دور ہوجائیگا جو ترکی اخلاق

ذمیمہ نے اوسکو لگا رکہا ہے اور اخلاق اصلاح کی (جسکے اسلام کو سب سے زیادہ ضرورت ہے) اوسکو آزادی کے ساتہہ وسعت ملیگی - بلاشبہ یہ امر قیاس کی حد معقول سے باہر نہین ہے کہ قسطنطینیہ کی ابتری اور زوال کی ساعت آخر مین مکہ مین علماء کی ایک مجلس منعقد ہوگی اور زمانہ قدیم کے جائز دستور کے مطابق ایک خلیفہ منتخب کریگی - کچہہ شک نہین کہ ایسی مجلس کے انعقاد سے فرمانروائونکی سازشین بہی ظہور کرین گی مجتہدان مذاہب مین جہگڑے بہی پیدا ہون گے - جوش اور تعصبات بہی سر اوٹہائینگے کفر و الحاد کی الزام بہی لگائے جائین گے - اور جگہون کے طرح روپیہ بہی اپنا کام ضرور کریگا اور شاید خونریزی بہی ہو - لیکن پندرہوین صدی کی تاریخ کر جنہین چرچ (عیسائی گرجا) اور وہ مجالس علمای مذہبی جو کونسل بیل کے انعقاد سے پہلے منعقد ہوئین تہین جنکو یاد ہونگے وہ بالضرور تسلیم کر لیگا کہ ایسی سازشون اور بندشون مین مشکلات مذہبی کا حل ہو جانا اور شرعاً فیصلہ پا جانا رک نہین سکتا بلکہ پوپ اور مخالفین پوپ کا باہم رقیب اور حریف ہونا سب سے زیادہ باعث کیتہلک اصلاح کی جلد عمل مین آنے کا ہوا۔

فقط

باب چہارم

اسلام مین اصلاح

اب مین جس بحث کے قریب پہونچا ہون وہ اس تمام تحقیقات مین سب سے زیادہ اہم ہے
اور در اصل سب کچھہ اوسی پر منحصر ہے اور مجھکو بڑا شبہہ ہے کہ آیا ایسی مشکل بحث پر قلم اوٹھانے کی
قابلیت مجھہ مین ہے یا نہین۔ وہ یہہ ہے کہ آیا اسلام کی پولیٹیکل (ملکداری) اور مارل
(اخلاقی) زندگی مین کسی عام اصلاح کا امکان ہے یا نہین۔ یہہ بات تو کھلی کھلی ہے کہ اگر اس
مسئلہ کا جواب پیرایہ اثبات مین ندیا جاے تو جن انقلابونکی مین نے پیشین گوئی کی ہے اونمین
سے ایک ہی ایسا ہوگا کہ اسلام کی آخری حالت پر کچھہ زیادہ موثر ہو۔ خواہ خلافت عثمانیہ
کے مقابلہ مین اسلام کا شرعی مسئلہ حل ہو جاے خواہ اسلام کا دارالسلطنت کسی نئے مرکز کیطرف منتقل
ہو جاے خواہ اسلام بزور بازو (اگر ایسا ممکن ہو) افریقہ یا ہندوستان مین فتحمندی ہی حاصل کرے
یہہ باتین براے خود زیادہ سے زیادہ زوال اسلام مین صرف تاخیر ڈال سکتی ہین۔ بلکہ ممکن ہے
کہ اسلام کی جلد بربادی کا باعث ہون۔ اسلام اگر صرف تلوار ہی کا بہروسہ کہتا ہے تو آخر کار
اسی سے ہلاک ہی ہو جاے گا۔ کیونکہ اوسکی قوتین گو بڑی وسیع ہین لیکن اونمین جسمانی اور
مادے اتصال نہین ہے بلکہ ہر سہ براعظم کی سطح پر پہیلی ہوئی اور منتشر ہین اور بڑے بڑے سمندرون
اور ریابانون نے اونکو تقسیم کر رکہا ہے۔ جس دشمن کا اسکو مقابلہ کرنا ہے وہ قوی ہونے کے ساتہہ ہی
ہوشیار اور دانشمند بہی ہے اور اوسکو چین نہ لینے دیگا۔ جو چیز اسوقت روز افزون ترقی دنیا کی
تمام سے پکاری جاتی ہے اوسنے اسلام کو اپنے جہازون اور اپنی تجارت مین اور سب سے زیادہ اپنے
چہپے ہوے خیالات یعنے اخبارات وغیرہ مین لپیٹ ہی رکہا ہے اور اوس چہپے ہوے خیال کو اب اسلام نے

پڑہنا شروع کیا ہے - آیندہ بہی اُمید نہین ہے کہ ان باتونکا اثر اسلام پر کم ہوجاے - ہر سال جو گذرتا ہے اس امکانکو کہ اسلام تنہائی مین الگ ہٹکر بکہر سکے کم کرتا جاتا ہے اور خواہ مخواہ اسلام کا سامنا نہ صرف اوسکے قدیم دشمنون یعنی اہل فرانس اور اہل روس سے بلکہ اہل جرمن سے اور جینیوں سے اور امریکا والون سے کراتا جاتا ہے - پس باری باری سے ایک ایک دن ان سب سے اسلام کو دوچار ہونا ہوگا اگر اسلام چاہتا ہے کہ ایسے ایسے دباؤ مین بہی پڑکر اوسکا دم بند نہو تو اوسے ضرور ہے کہ بدنی طاقت سے نہین بلکہ دوسری طاقتونسے کام لے اور اپنے ہم سرحد لوگون کی باطنی اور عقلی حملونکا مقابلہ اوسی طرحکی قوتون سے کرے ورنہ اور کچھہ پیش نظر نہوگا بجز اسکے کہ بتدریج زوال ہوتا جاے اور وہ زوال روحانی اور پولٹکل دونون طور کا ہوگا - اسلام کا قانون آہستہ آہستہ بیجان ہوجائیگا - خلافت صرف ایک منسوخ اور مردہ چیز کی براے نام تجدید رہجائیگی - اور دین اسلام محض بطور ایک لاشے کے رہجائیگا - اور اسلام جو ایک جیتی جاگتی اور اخلاقی دباؤ ڈالنے والی قوت دنیا مین ہے وہ اوسوقت بتدریج زایل ہوجائیگا - اس یقین کے ظاہر کرنے مین کہ ہنوز ایک مدت تک اسلام کی تقدیر مین بربادی نہین ہے مین باور کرتا ہون کہ اپنے ملک کے بڑے بڑے مستند لوگون کی رایون سے مین خلاف کہہ رہا ہون - عوام کو سمجہانے اور ہدایت کرنے کی اعلی قابلیت جن لوگون مین ہے مین خوب جانتا ہون کہ اونکی یہہ رای مستقل قرار پاچکی ہے کہ اسلام کی ترکیب ہی ایسی ہے کہ اوسمین کسی تبدیلی کی قابلیت نہین ہے اور اوسیکا ضروری نتیجہ یہہ ہے کہ روزافزون ترقی یافتہ زندگی کی قابلیت ہی نہین ہے بلکہ مخالف اجزا کے مقابلہ مین دیرپا زندگی کی بہی مطلق قابلیت نہین ہے شریعت کے مطالعہ کرنیوالون نے یہہ کوئی نامناسب تشبیہہ نہین دی کہ قرآن کا قانون مردہ کے ہاتہہ کیطرح سرد اور اکڑا ہوا ہے - اور اوسمین بلا ملامت اوسی وقت پیدا ہوسکتی ہے کہ وہ ہاتہہ کاٹ ڈالا جاے - یہہ بات کہی گئی ہی

کہ مسلمانون کے خیالات کا پہلا قاعدہ یہہ ہے کہ تبدیلی کی گنجایش نہین رہے اور اعمال مذہبی کا
پہیلاؤ زمانہ متوسط کی فقہ کی تنگ راہ کی داہین یا باہین طرف قطعاً ممنوع ہے - مین اس بات
کو جانتا ہون اور یہہ بہی جانتا ہون کہ اوسکی تائید مین ہزارہا علماء اسلامیہ کی رایونکا حوالہ دیا جا سکتا
ہے اور زمانہ حال کے علمای دینیہ مین عام اس سے کہ وہ کسی مذہب کے ہون شاید چند ہی ایسے
ہونگے جو اس مسئلہ کی صحت پر علانیہ اعتراض کرنیکی جرات کرین مین اُن متواتر ناکامیابیونکو
بہی نہین بہولا جو پچاس سال گذشتہ مین ٹرکی مین اُن نئے قواعد شرعی کی نسبت مذہبی منظوری
حاصل کرنے مین ہوئین جنکو یوروپ کی خواہش پورا کرنے کے لئے ٹرکی مین سلطان کے
بعد سلطان نے مقرر کیا نہ اُن نتائج کو بہولا ہون جو کبہی کبہی تبدیلی چاہنے والونکو ملی ہین اہل شریعت
نے تمام قواعد جو لکہے ہین اور بیان کئے ہین مین جانتا ہون کہ اونکے بموجب اسلام جنبش نہین
کر سکتا لیکن باایں ہمہ مین کسقدر بہروسہ کے ساتہہ گیلیلیو کی طرح جواب دیتا ہون - امر واقعی یہہ ہے
کہ اسلام جنبش کر رہا ہے - جبکہ پچہلی مجتہد اسلامیہ نے اپنی آخری شرعی رائے قلمبند کی ہے اُسوقت سے اسوقت تک
ایک عظیم تبدیلی مسلمانون کے خیالات مین آگئے ہے اور جو بابت شرعی اسلام کے لئے پچاس سال
بلکہ بیس سال گذرے صحیح تہی وہ اب صحیح نہین ہے - ارکوہارٹ نے (جسنے انگریزون پر ابتداءً
محمدیت کو ظاہر کیا) جب اپنی تحریر شروع کی تہی اوسوقت تک قسطنطنیہ کی حنفی تعلیم معرض بحث و
اعتراض مین نہین آئی تہی پس اُسکی یہہ تحریر بالکل حق بجانب تہی کہ وہی مذہب کثیر گروہ سنت
وجماعت کا مسلمہ مذہب ہے اوسوقت ایسی کسی چیز کا کہین وجود نہ تہا جسکو مذہبی آزاد خیال کا فریق
کہہ سکتے جو لوگ پولٹیکل اصلاح کے نام سے شرع سے تجاوز کرتے تہے وہ صرف قانون کے توڑنیوالے
متصور ہوتے تہے - ہر نیک آدمی اونکا دشمن ہوتا تہا اور اگر کوئی شخص آزاد اونکا نام لیتا تہا تو اوسکا
مفہوم جواز شرعیہ ہوتا تہا اوسوقت کسیکے خیال مین بہی یہہ بات نہ تہی کہ شریعت دوسرے پیرایہ مین

رضامندی جسکو چاہیے تہا کہ پولیٹکل قانون کی روزانہ اور علانیہ خلاف ورزیون کے مقابلہ مین غربا کی
حمایت کرتا - ان تمام باتون نے - لوگونکی طبائع مین ہلچل پیدا کردی - چرچ - (اگرچہ اسکے موجودہ
انتظام اور طریق عمل کے مخالف آوازہ شکایت بلند کرادیا - اور اونکو اصلاح پر مایل کردیا - ایک طرف
جیساکہ ہمکو سب کو معلوم ہے - چہاپہ کی ایجاد کی وجہ سے لوگون نے پڑہنا اور نئی دنیا کی دریافت کی وجہ
سے سفر کرنا شروع کردیا تہا - علاوہ برین پندرہوین صدی مین ترکان عثمانیہ جنکی طاقت اوسوقت
بے پناہ اور بے روک ٹوک تہی یوروپ پر حملہ کررہے تہے پس بیرونی دنیا یعنے ممالک غیر کے لوگون سے
ایک اتصال اور اوسکے ساتہہ ایک نیا خوف پیدا ہوگیا تہا - بلاشبہہ اوسوقت عیسائیت اس خطرہ
مین تہی بلکہ اونسے ایسا خیال کیا تہا کہ اوسکی پولیٹکل حالت معدوم ہوجائیگی اور وسط یوروپ کے
صادق الایمان لوگون کے خوف واندیشہ کو اوس قریب آنے والی بلا نے اس خیال سے زیادہ تیز
وقوی کردیا کہ شاید یہہ ایک دوسری سزا خدا کیطرف سے مقرر ہوکر آرہی ہے - اس حالت متوازی پر بہت
اوس حد سے جہان تک مطابقت قائم رہ سکتی ہے زیادہ زور نہ دونگا لیکن یہہ کہتا ہون کہ قریب
قریب اسی قسم کے اسباب اون ممالک کے مسلمانون مین جو ہنوز آزاد ہین اپنا کام کررہے ہین اور اونکا
اثر کسیقدر اوسی طریق پر ہورہا ہے - مسلمان دہقان بالخصوص سلطنت عثمانیہ کے دہقان بری حالت
مین ہین اور اپنی بری حالت سے مطلع ہین اور مذہب کیطرف اس غرض سے دیکہہ رہے ہین کہ
وہ مثل زمانہ سابق کے اونکو اونکے حکام کے دست جور سے محفوظ و مامون رکہے لیکن مذہب
اونکی کچہہ حمایت نہین کرتا - وہ دیکہہ رہے ہین کہ اونکی تمام دنیا بداعمال ہوگئی ہے - وہی لوگ
جنکا فرض ہے کہ قانون کو نافذ کرین ہر روز قانون کو توڑتے ہین اور اون لوگونکی قانونی خلاف
ورزیون پر جو اونکو تباہ کررہی ہین ایک جماعت علما کی ہمیشہ چشم پوشی کرتی ہے - اور تمام عملی
اغراض انصاف ورحم کی نسبت مذہب نے اپنی ہدایت وحکومت کے دعوے سے دست برداری

بطور جائز آسکتی ہے۔ لیکن اب ور بالخصوص پچھلی دس سالون مین خدا پرست ور متشرع لوگون کے ایک بڑے گروہ نے اپنے تئین آزاد رائے کی جانب قائم کیا ہے اور بڑے بڑے ارادے اسبات کے گئے ہین کہ ترقی کی خواہش کو بہی پورا کرین اور اسلام کی سچی خیر خواہی مین مطلق کمی نہونے پاوے۔ چنانچہ بطور پر ایک سچا آزاد فریق قائم ہوگیا ہے اور اوسمین صرف پولٹیکل سازش کرنیوالے لوگ مثل مدحت پاشا کے جس سے یوروپ واقف ہے شامل نہین ہین بلکہ سچی اور بے ریا اور خدا پرست لوگ بہی شامل ہین جو مسلمانون کی عملی حالت مین پولیٹکل اصلاحون کی طرح اخلاقی اصلاحونکو بہی داخل کرنا چاہتے ہین ان لوگون کے منصوبہ کے فرد مین یہہ بات مندرج ہے کہ بجاآوری اعمال مذہبی کے لئے زیادہ تر سختی اور تاکید کیجاے اور اوسکے ساتہہ ہی اوسکی بنیاد وسیع کیجاے تاکہ مسلمانونکی سمجہہ اور امتیاز کو مسئلہ مسائل کے پہندون سے آزادی ملی اور اوسکی ساتہہ قرآن مجید کا اعلی درجہ کا اخلاقی قانون جو اتنی مدت سے قابل حیرت شکست پا رہا ہے نہایت تاکید کے ساتہہ نافذ کیا جاے اس تجویز مین ہم لوگ ((مصلحان)) مذہب عیسوی سے بہت مشابہ ہین اور بعض حالات جو اوس تجویز کے وجود مین آنے کی باعث ہوے ہین اُن حالات سے جو پندرہوین صدی مین یوروپ کو پیش آئی تہی ایسی مطابقت رکہتے ہین کہ ممکن نہین کہ طبیعت مین یہہ خیال نہ پیدا ہو کہ اسلام ہی اپنے لئے اصلاح حالت کرلیگا۔ یوروپ مین مذہبی اصلاح کی بڑی اور اصلی دو کارکن تہے (۱) غربا کی مصیبت اور (۲) علم کا عام طور پر پہیلنا۔ اسوقت اس مدت کثیر کے بعد یہہ سمجہنا دشوار ہے کہ فرانس کی لوئیس یازدہم اور جرمنی کے فریڈرک سوم کے عہد مین یوروپ مین وہانون کے عام حالت کیسی ذلیل اور ناچیز تہی۔ ہمیشہ کی جنگ و جدال۔ متواتر قحطونکا سامنا۔ حالات زندگی کی عام غیر محفوظی۔ غربا کی ایک بڑے گروہ کو تلوان طبع حامیونکی محتاجی۔ اور فرمانروایون کے طبقہ مین بداعمالی او رنفس پرستی اور عیاشی کا سخت درجہ کو پہیل جانا۔ محکوم فرقہ کا دلیری کے ساتہہ داد طلب نہوسکنا۔ اور سب سے زیادہ مذہب کے طرف سے غلامانہ سکوت اور

کر لی ہے اجنبیون سے ملکر اور شہرون مین اخبارات کے ذریعہ سے جنکو اب وہ بہت شوق سے
پڑھتے ہین اونہون نے یہہ بات بہی جان لی ہے کہ ہمیشہ سے ایسا نہین ہوتا اور یہہ کہ غلامی انسان
کی طبعی حالت نہین ہے اور نہ صحیح مذہب کا یہہ کام ہے کہ برائی پر رضامند ہو جاے اور جو کچہہ اونپر گذرتی
ہے اوسے وہ سمجھتے ہین کہ اسلام کے عمدہ قانون پر ستم ڈہایا جاتا ہے۔ سال گذشتہ مین مصری معانونے
یہہ بات سنکر میرے دلپر بڑا اثر ہوا کہ ملکی ٹکس جو اب ہم دے رہے ہین اسکی یہہ وجہ ہے کہ ہمارا نیا حاکم
((ایک ایسا شخص ہے جو خدا سے ڈرتا ہے)) تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ بہی اسلام کی پولیٹیکل تنزل اور انحطاط
پر اور اوس سے بہی عظیم تر خطرون پر جو اسلام کو تاک رہے ہین ڈہل گئی ہین اور چونک اوٹہی ہین۔ اور
وہ لوگ اوسکو اوس فسق اور بداعمالی سے منسوب کرتے ہین جسکو قسطنطنیہ کی مدت دراز کے فرمانروائے
نے سوسیٹی کے ہر درجہ کے لوگون پر یہان تک کہ اپنی حدود سلطنت سے باہر بہی پہیلا دیا ہے
اب وہ یہہ شکایت کرتے ہین کہ ہم غلط راہ پر چلاے گئے ہین اور وہ یہہ سمجھتے ہین کہ اگر اپنی طریق
عمل کی اصلاح نکرینگی تو قہر الہی اور بلاے آسمانی کا اونپر نزول ہوگا مین کہتا ہون کہ ان تمام
امور سے ایک ویسی ہی بات پیدا ہوتی ہے جسنے ایک مرتبہ عیسائیونکو مجبور کیا تہا کہ اون بنیادونکو
جانچین جنپر اونکے عقائد قائم تہے اور اوس قانون کے اصلیت کی تحقیق کرین جسنے ایسی سخت بد اعمالی
کو روا کر رکہا تہا۔ ہمکو یہہ بہی ہرگز نہ خیال کرنا چاہئے کہ یہہ نارضامندی جو پیدا ہوئی ہے وہ
ہنوز زوال عقائد دینیہ سے منسوب ہو سکتی ہے جیسا کہ ہم خود اپنے درمیان مین مشاہدہ کر رہے ہین
اسلام مین ہنوز داغ کفر والحاد نمایان ہوتا ہوا معلوم نہین ہوتا۔ اس زمانہ کا مسلمان آدمی گو اوسکی
حالت زندگی کچہہ ہی کیون نہو ایسا ہی کامل عقیدہ رکہتا ہے جیسا کہ اوس زمانہ کے عیسائی جسکا ذکر
ابہی ہو چکا ہے باستثنای بعض کے جو منافقانہ طور پر مذہب اسلام مین در آے ہین اور یہان وہان
پاے جاتے ہین اور باستثنای اون شاذ و نادر نئے فتن کے بد بختون کے جو یورپ مین بنگئے ہین

مسلمانون مین منکرین کا وجود نہین ہے یعنے ایسا کوئی مسلمان نہین ہے جسکو محمدؐ کی منجانب اللہ رسالت پر یقین نہو۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے ہر ایک فرایض دینیہ کی بجاآوری مین غفلت کرتا ہو۔ ہر گناہ کا مرتکب ہو ہر قانون کی خلاف ورزی کی ہو۔ ممکن ہے کہ وہ بدترین خلایق ہو۔ یہہ بہی ممکن ہے کہ اوسنے یوروپ کی زبان اور ایک حد تک یوروپ کا طرز خیال اختیار کر لیا ہو اور ہو سکتا ہے اگرچہ یہہ بات نہایت ہی شاذ ہے کہ وہ مذہب کی تحقیر اور خدا کی بے ادبی کرتا ہو۔ تاہم مین یہہ نہین خیال کرتا کہ اوسکے دلمین اس یقین کی ذرا ہی کمی ہوئی ہو کہ قرآن مجید کتاب حق ہے اور بروز حشر وہ اُن لوگونکی ہمراہ ہوگا جو خدا اور اوسکے رسول کا اقرار کرنے کی وجہ سے جہنم سے محفوظ رہینگے۔ اس بات کی تائید مین مینے ایسے لوگونکی جنکو تمام دنیا جانتی ہے عجیب عجیب حکایتین ایسے لوگون سے سنی ہین جنکی راست بیانی پر شبہہ نہین ہو سکتا۔ مثلاً فواد پاشا جو مدبران و سفیران سلطنت عثمانیہ مین سب سے زیادہ یوروپین طور و طریق کا تہا اُسکے ایک ساتہی نے جو اُسکے آخر زمانہ مین قیام نائس[1] مین اوسکے ساتہہ تہا مجہکو یقین دلایا کہ فواد پاشا نے اپنا تمام وقت قرآن مجید کے پڑہنے اور حفظ یاد کرنے مین بسر کیا اسی طرح ایک دوسرا شخص جو اپنے عہد کا والٹیر کہلاتا تہا جب کبہی تنہا ہوتا تہا احتیاط اور قاعدہ کے ساتہہ وظیفہ اور نماز پڑہا کرتا تہا۔ ایک تیسرا شخص جو اسیطرح منکر دین مشہور تہا مذہبی دیوانگی مین اوسنے وفات پائی۔ اور سب لوگ بہی جو مسلمانون سے زیادہ ملے جلے ہون اس بات پر ضرور متحیر ہوے ہونگے کہ غافل اور نامتشرع مسلمان تک حوادث و مصائب زندگی کو کس غایت درجہ کی صبر و رضا کے ساتہہ برداشت کرتے ہین اور کس مردانگی اور استقلال سے حسب معمول موت کا سامنا کرتے ہین اور کیسا بڑا گروہ مسلمانون کا عادتاً نماز اور روزہ مین مصروف ہے اور بڑے بڑے خطرے اور نقصان اوٹہا کر حج ادا کرتا ہے اور عموماً اونمین ناپاکی اور بے دینی نہین ہے اور یہہ کہ ہم لوگونکی طرح اونمین مذہب کا اقرار کبہی بطور

[1] فرانس کا ایک حکیم +

معذرت کے پیش نہین کیا جاتا اور نہ کبھی سوسیٹی مین اوس اقرار پر مضحکہ ہوتا ہے۔ غالبًا یہہ باتین
براے خود یقین و خلوص کی شہادت نہین ہین یعنی اونسے صدق عقیدہ ثابت نہین ہوتا کیونکہ
ریاکارونکو بھی ہر جگہہ کچھہ نمود حاصل ہو ہی جاتی ہے لیکن خود ریاکاری سے ہی طبائع مین ایک
عام خیال ایمان و یقین کے اقرار و اظہار کا ثابت ہوتا ہے۔ بلاشبہہ سچے خدا پرست و صادق الایمان
لوگ شاذ و نادر پاے جاتے ہین لیکن جہان کہین ملتے ہین تو یہہ صاف ظاہر ہے کہ اونکا نور
یقین اونکی زندگانی پر ایسا ہی کامل طور پر محیط اور نافذ ہوتا ہے جسطرح ہم لوگون مین سچے
دیندارونکا حال ہے۔ ثانیًا یورپ مین (مین عہدہ داران متعلقہ چرچ و دیگر اشخاص سے جو سلسلہ
انتظام مذہبی مین منسلک ہین گفتگو نہین کرتا) ایسے لوگونکا نشان دینا مشکل ہوگا جو بہ تر طبقہ کے
متقی او صالح مسلمانونکی نسبت جنکا وجود قریب قریب تمام مشرقی شہرون مین پایا جاتا ہے زیادہ
شگفتہ مذہبی زندگی بسر کرتے ہون یا جو اپنے مذہب اور ملت کے عقائد کے زیادہ استحکام اور سختی
کے ساتھہ پابند ہون ایسے لوگونکے خلوص پر اور نیز بحساب اونکی اتقا پر شبہہ کرنا گویا تمام مذہب پر شبہہ
کرنا ہے بہرکیف یہہ بات مشہور و معروف ہے کہ مکہ کا دین ہنوز نسل انسانی کی ایک بڑے گروہ کا
زندہ عقیدہ اور اونکی زندگیونکا قاعدہ ہے اور اوسنے اونکی ساری ہستی کی توضیح کردی ہے اب تک کوئی
آثار اس بات کے پاے نہین جاتے کہ اوس دین کی زندگی جاتی رہی۔ اوس دین کی حالت
آئندہ پر غور کرنے مین منصف مزاج انگریز کی طبیعت کو یہہ امر بھی خواہ مخواہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ تمام
اغراض بحث و دلیل کے لئے مسلمانون کے مذہب کو ایک وہم بے سود نہ تصور کرنا چاہیئے
بلکہ بالضرور ایک سچا مذہب سمجھنا چاہیئے۔ سچا اسلئے کہ یہہ مذہب اوس خداے واحد و برحق کی
پرستش کا ایک طریقہ ہے جسکو یورپ باوجود اپنے جدید طرز بحث و استدلال کے اب تک مانتا ہے
پس ایسی حالت مین وہ دین اوسیقدر معتبر سمجھے جانیکا مستحق ہے جسقدر اعتبار ہم دوسرے سچے

مذاہب پر رکہتے ہین جو مدت دراز سے زندہ ہین اور درحالیکہ ہم اپنے لئے عیسائیت کی بڑی سچائی کو تسلیم کرتے ہین۔ جائز ہے کہ ہم اسبات کے یقین کرنے پر بہی راغب ہون کہ اسلام بہی اگر کسی اور طبیعت مین نہین تو بہر کیف عرب کی طبیعت مین ابدی اور دائمی ثابت ہوگا۔ اسلام اپنی نہایت سادہ پیرایہ مین صرف ایک تاکیدی تجدید اوس قدیمی رلت سیمٹز کا تہا اور جب تک ایک خالص سیمیٹک نسل دنیا مین باقی رہیگی یہہ اُمید ہوسکتی ہے کہ مذہب الہامی کا سلسلہ خواہ مخواہ اونکے سلسلۂ روایات مین ملا رہیگا حال کی علمی دلیلون سے کسی زمانہ مین عرب کے اس اعتقاد مین غالباً خلل نہ پڑیگا کہ خدا نے مختلف زمانہ مین مختلف مقامات پر انبیا کی زبان سے انسان سے بات کی ہے اور نبیون مین محمدؐ ہمیشہ نہایت ممتاز رہینگے کیونکہ وہ نہایت کہلے ہوے قومی شخص تہے۔ اسلام کا قانون بہی (مین صرف شریعت موجودہ وقت سے بحث نہین کرتا) ہمیشہ اونکا قانون رہیگا کیونکہ وہ ایک مجموعہ اونکی دستورات کا اور اونکی پولٹیکل انتظام کا ہے۔ پولٹیکل انتظام کا مجموعہ اسلئے ہے کہ اسکی بنیاد اوس دستور العمل پر ہے جو اونکی ہسٹری یعنے تاریخ کے ساتہہ پیدا اور شروع ہوا ہے۔ بالآخر یہہ بات کہی جاتی ہے کہ سیمیٹک خیال ایک قوی خمیر ہے جسنے ہر جگہہ قومونکی طبائع مین گو وہ اجنبی اور بیگانہ ہین نفوذ کیا ہے اور اونہون نے ایک دفعہ اوسکو تسلیم کر لیا ہے پس اب اوسکا زائل ہو جانا آسان نہین ہے ہم یوروپ مین بلکہ خود انگلستان جیسے سرزمین مین جسکو کبہی عرب سے مادّے اتصال نہین ہوا دیکہہ چکے ہین کہ عرب کا خیال جو بذریعہ فرانس اور اسپین کی چہ‌ہین کہ ہمارے ساحلون تک پہونچا تہا کس مدت تک ہمارے تصورات پر غالب رہا ہے۔ بہادرانہ سیاحی[1] جو خاص بدّون کے خیال اور مذاق کی بات ہتی وہ ابتک ہم لوگون مین سے بالکل معدوم نہین ہوئی۔ فسانۂ پردازئ جو ملک عرب کے ماقبل ظہور اسلام کی پیداوار تہی ہنوز ہمارے عمل کے لئے ایک عام تحریک ہے

[1] ترجمہ لفظ شیولری کا ہے لیکن اوسکا پورا مفہوم ظاہر نہین ہو سکا۔

اور ہمارے شعرا ابتک اسکو بلا لحاظ علمی زبانون کے نمونون کے مین کے مقفا بیت مین ظاہر کرتے ہین - ہم لوگون مین ایک کثیر گروہ خلائق کا ابتک براہیم کے خدا کی عبادت کرتا ہے اور جانب مشرق یعنے اُس زمین کیطرف مُنہ کرتے ہین جو سرزمین عرب کی نصف رشتہ دار ہے یعنے یہودیون کی مقدس زمین - پس ہرگاہ ہم لوگ جو محض اجنبی ہین اس بات کو ناممکن پاتے ہین کہ اُن باریک و پیچیدہ اثر سے بچین تو اُن نسلون پر اس اثر کا کیا کچھہ دباؤ نہ پڑا ہوگا جو کل یا نصف عرب ہین اور جنکے بطون مین اسلام جو خیال عرب کا جو ہر فرد ہے صدیون سے بھرا ہوا ہے (کون اس قوت کے قائم رہنے کی مدت معین کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ یہہ اپنی تجدید نہین کر سکتے اور زندہ نہین رہ سکتے) ایک مشہور انگریزی مصنف جو ایک نامی انگریزی مدبر ملک بھی ہے لکھتا ہے کہ ((ایک بڑا خیال طور سینا سے یا گلیلی کے گانون سے یا عرب کے جنگل سے بھجد بجے جیسا کہ آپنے پہلے بھیجا تہا تب البتہ آپ انسانون کے انتظامات کو دوسرے قالب مین لا سکتے ہین اونکے افعال کے اصول کو بدل سکتے ہین اور ایک نئی روح اونکی ہستی کی حدود کے اندر پہونک سکتے ہین)) لیکن ایسے عام بیانات مین مجھکو اپنے سلسلۂ سخن کا گم کر دینا نہ چاہئیے - مجھکو یاد رکھنا چاہئیے کہ یہہ تحریر مین علمی برتاؤ کرنے والے اہل انگلستان کے لئے کر رہا ہون - قصہ مختصر مجھکو دو طریقے نظر آتے ہین جن سے غالبًا اسلام اپنی روحانی زندگی کو تازہ کرنے کا قصد کریگا اور دو جداگانہ اور ممیز خیال معلوم ہوتے ہین بلحاظ حالات خارجی کے اسلام شاید جنکا اتباع کریگا - طریق اوّل ایک سخت اور جابرانہ طریقہ ہے اور شاید ہی مستقل طور پر رہ سکے - دوسرا طریقہ البتہ سچا طریقہ حل مشکلات اسلام کا ہے اسلام کے مشہور و معروف عقاید مین ایک یہہ عقیدہ بھی داخل ہے اور وہ عقیدہ ہر ملت یعنے شیعہ و عبابیہ و اہل سنت و جماعت مین مشترک ہے کہ اخیر زمانہ مین جب خدا کے پرستش کرنیوالونکی قوت ضعیف ہو جاویگی اور اونکا دین بگڑ جائیگا تو ایک پیشوا ظہور کریگا اور سچے دینداروں کی حالت کو درست کر دیگا وہ

ظالمونکو جہان پاویگا اون سے جنگ کریگا خواہ وہ مسلمان ہون یا کافر اور ظلم و جور سے روے زمین
کو صاف کریگا۔ وہ خلائق کو ایک مکمل قانون سکہاویگا جسکو وہ بہول گئے ہونگے اوسکا لقب
مہدی ہوگا اور وہ بجاے خلیفہ کے دنیای اسلامیہ پر حکومت کریگا۔ بعض لوگ اسمین یہہ اضافہ کرتے
ہین کہ وہ پیشوا دفعتًا کسی دور دراز گوشہ زمین سے ظاہر ہوگا اور مکہ کی طرف کوچ کریگا اور ہر جگہہ
پانی کی طرح مسلمانونکا خون بہیگا اور وہ اوسوقت مکہ مین داخل ہوگا کہ تمام گیوں [illegible] سیل خون
جاری ہوگا۔ ظہور امام مہدیؑ کی تائید مین بہت سی حدیثین موجود ہین جنکو علما مستند اور صحیح سمجہتے ہین
۔ چنانچہ بسند عبد اللہ ابن مسعود کے منقول ہے کہ اونہون نے پیغمبرؐ سے یہہ سنا کہ ((جب دنیا کے دنون
مین سے ایک دن رہجائیگا تو خدا اوس دن کو بڑا کر دیگا اور میرے خاندان سے ایک شخص کو مبعوث
کریگا جسکا نام میرا نام ہوگا اور جسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا یعنے محمدؐ ابن عبد اللہ)) وہ
شخص زمین کو ظلم سے پاک کریگا اور عدل و انصاف سے بہریگا۔ یہی حدیث علی ابن ابی طالب
داماد رسول اللہؐ نے بہی سنی۔ اور حذیفہ ابن الیمن کہ اونہون نے بہی اسکو سنا کہتے ہین کہ پیغمبرؐ نے یہہ
پیشین گوئی مدینہ مین خطبہ فرماتے وقت جمعہ کے دن کی ہی۔ سلمان فارسی دوسرے شاہد کا
یہہ بیان ہے کہ بعد ازان مین رسول اللہ کے نزدیک گیا اور اونکے سامنے کہڑا ہوا اور سوال کیا
کہ ((یا رسول اللہ آپ کی کس اولاد سے مہدیؑ پیدا ہوگا پیغمبرؐ نے اپنے نواسہ امام حسینؑ کیطرف
ہاتہہ بڑہاکر فرمایا کہ اس لڑکے کے سلسلہ سے مہدی کا ظہور ہوگا)) علاوہ اس عام عقیدہ کے جو اگرچہ قطعی
اور ضروری مسئلہ مسلمانون کا نہین ہے لیکن تمام مسلمانون مین پہیلا ہوا ہے۔ شیعہ لوگ جو ہمیشہ
مبالغہ اور زینت کلام کی طرف مائل رہتے ہین یہہ کہتے ہین کہ امام مہدیؑ کا کام صرف یہین تک
محدود نہوگا کہ قانون سکہاوین اور اوسکی راہ پر چلاوین اور اوسکو پاک و صاف کرین بلکہ ائمہ
کے خون ناحق کا وہ عوض لینگے۔ اور اس بیان کی تائید مین وہ علی ابن ابی طالب کی ایک

حدیث کا حوالہ دیتے ہین - یعنے حضرت علیؑ نے حضرت امام حسینؑ اپنے بیٹے سے جنہون نے بعد ازان کربلا مین شہادت پائی مخاطب ہو کر یہہ فرمایا کہ "بیٹا مین قسم کہتا ہون اپنی جان کی اور اپنی اولاد کی اور کربلا اور اوسکی عمارت کی قسم کہتا ہون کہ وہ دن آویگا کہ ہم لوگون کی ڈاڑہیان خون سے رنگین ہونگی - اور مین قسم کہتا ہون کہ بعد ازان خدا مہدی کو مبعوث کریگا جو ہمارا قائم مقام اور انسانونکا سردار ہوگا - وہی ہمارا انتقام لیگا بلکہ ای حسینؑ وہ تیرے خون کا بہی انتقام لیگا پس ای حسینؑ صبر و تسکین رکہہ ایک آدمی کے خون کی عوض مین وہ ہزار آدمیونکا خون بہا دیگا اور وہ اُن لوگونکو نہ چہوڑیگا جنہون نے ہمارے دشمنونکو مدد دی ہے" شیعہ یہہ بہی کہتے ہین کہ یہہ مہدی کوئی نیا شخص نہ ہوگا بلکہ وہ اسوقت بہی اپنے جسم و جان سے زندہ موجود ہین اور وہ وہی بارہوین اور آخری امام ہین جو ۲۶۰؁ہجری مین پیدا ہوے تہے اور جنکا نام محمد ابن الحسن ابو القاسم المہدی صاحب الامر و صاحب الزمان تہا شیعونکو اس مہدیکا انتظار اوسوقت ہے جبکہ ترکی سلطنت کو زوال ہو - انتقام لینے اور عدل و انصاف قائم کرنے کے بعد امام مہدی مدت غیر معین تک حکمرانی کرینگے تب حضرت عیسیٰؑ ابن مریم بہی تشریف لائینگے اور محمد رسول اللہ دنیا کے خاتمہ کا اعلان کردینگے[1] - پس نہایت قرین قیاس ہے کہ اوس مذہبی جوش و خروش سے جسکو اب ہم افریقہ مین ایک ہیجان پیدا کرتا ہوا دیکہتے ہین کوئی سرگرم اور اپنی نسبت ملہم بالغیب ہونے کا گمان رکہنے والا شخص اوٹہ کہڑا ہوگا اور اپنے تئین ہی مہدی موعود ظاہر کریگا اور

[1] سار جیکی تاریخ چرچ مطبوعہ ۱۸۶۸ء مین مجہکو ایک قابل لحاظ مطابقت کا حوالہ دیا گیا ہے جو عیسائیون اور مسلمانون کی پیشین گوئیون مین واقع ہوگئی ہے یعنے مصنف تاریخ مذکورہ محنت سے ایک مطول حساب لگا کر جو توریت کی پیشین گوئی پر مبنی ہے اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ ترکونکی سلطنت کو ۱۸۸۲ء مین زوال ہوگا چنانچہ یہی زمانہ مسلمانون کی پیشین گوئی کی بموجب بہی معین تہا جسکا ذکر مین نے پچہلے باب مین کیا ہے یعنے ۱۳۰۰؁ہجری -

ایک واقعی اور عملی کارروائی اصلاح و رفارم کا سروار و پیشوا بنجائیگا۔ ایسے دو شخص تو فی الواقع ظاہر ہو ہی چکے ہیں ایک بمقام ٹریپولی جسکا بہت کچھ ذکر میں نے سال گذشتہ میں سنا تہا اور سنتے ہیں کہ وہ اب حامیان و محافظان شہر کروان سے ملنے کو کوچ کر رہا ہے اور ایک دوسرا شخص اسی حال میں بمقام سوڈان ظاہر ہوا ہے اپنے ملہم بالغیب پیشوا جس قسم کا وعظ کہیں گے اوسکا تصور کچھ مشکل نہیں ہے جن پیشین گوئیونکو ابہی میں نقل کر چکا ہوں حقیقت میں وہی اوسکے لئے دستور العمل ہوں گے۔ وہ روی زمین کو بزور شمشیر ظلم و نا اتفاقی سے پاک کریگا اور سواے قرآن کے اور تمام سندونکو توڑ کر جنگ آور اسلام کی طرز و شان پر ایک آسمانی سلطنت کو پہر قائم کرنا چاہیگا۔ وہابیون نے اٹھارہوین صدی میں جو تحریک کی تہی امر مذکورہ گویا اوسیکا اعادہ ہوگا لیکن ایک عظیم تر اندازہ پہ اور چونکہ شمالی افریقہ کی بڑی بڑی آبادیوں کے سرگرم اور متعصب لوگوں کے بڑے بڑے گروہونمیں عملی کارروائیونکی ایک وسیع تر بنیاد قائم ہوگی لہذا ممکن ہے کہ امر مذکورہ سے نہایت ہی بڑے اور اہم نتائج کامیابی حاصل ہوں۔ اگر ہادی برحق اور ملہم بالغیب ہونیکا ادعا نہ ہی کیا جاے تاہم کچھ شبہہ نہیں کہ کوئی لائق اور عالی ہمت شخص موجودہ نازک حالت میں جاہلی عربیوں کو بسبب ضرورت اخلاقی اصلاح اور تقوی اور مجاہدہ کے یہہ ثابت کرکے آسانی سے ترغیب دلیسکتا ہے کہ ایسا کرنے سے اونکو جنگ آوری میں پہر غلبہ و تفوق حاصل ہو جائیگا! اس بنیاد پر اصلاح آسان ہوگی لیکن وہ اصلاح مثل اصلاح ہوسائیٹس اور انابیپٹسٹس کی ہوگی اور وہ بہی اصلاح صحیح (اگر چا) ہوگی جو اون اصلاحونکے بعد عمل میں آئی تہی علاوہ برین ایسی اصلاح مضبوط و مستقل ہوگی اور نہ ہر جگہہ عمل میں آسکے گی۔ ایک مرتبہ ایک نہایت نامور عالم نے اوس شخص کی صفات مجہسے بیان کیں جو ایسی اصلاح کا وعظ کہہ سکتا ہے۔ اوسنے کہا کہ ((وہ شخص جو ہمکو اصلاح و ترمیم کی ترغیب دلیسکے اولاً ضرور ہے کہ ایک مستند اور مشہور خاندان کا ہو یا تو وہ کوئی

شہزادہ ہو یا شریف ہو۔ یا مورولیٔ ولی ہو۔ تاکہ ابتدائی ذاتی اعتراض کہ فرد اتحاد سے وہ محفوظ رہے
ثانیاً ضرور ہے کہ وہ عرب ہو اور خالص زبان قرآن مجید اوسکی زبان ہو کیونکہ علمای عرب کسی اجنبی اور
جاہل کی بات ہرگز نہ سنینگے۔ یہہ بہی ضرور ہے کہ اوسکو ایک نہایت پراثر فصاحت حاصل ہو کیونکہ
مصلح کے لئے سب باتون پر یہہ مقدم ہے کہ وہ واعظ ہو۔ ثالثاً ضرور ہے کہ اوسکو علوم مین تبحر ہو۔
یعنے شرع کے تمام نزاکتون اور باریکیون سے آگاہ ہو اور علم تفسیر پر کامل عبور رکہتا ہو اور ذہین
اور حاضر جواب بہی ہو تاکہ بحث و تقریر مین اوسکو ہمیشہ یہہ قابلیت حاصل رہے کہ سند کا مقابلہ سند سے
کرے اور ایک استدلال سے دوسرے استدلال کو رد کرے۔ اگر یہہ تینون صفتین اوسمین موجود ہون
اور خدا کی طرف سے مدد اور برکت ہو تو وہ شخص جسطرح چاہے ہمکو چلادے)) لیکن اصلی موانع جو ایسی
اصلاح مین پیش آئینگے وہ ابتدا مین ظہور پذیر ہونگے اور نہ بالکل اخلاقی طور کے ہونگے۔ مہدی کے
کل سلسلہ کارروائی مین یہہ امر ضروری ہے کہ وہ مکہ کو فتح کرلین اور افریقہ کے مصلح کے لئے مکہ کو خشکی
کی جو راہ ہے وہ مصر اور نہر سوئز سے محصور ہے پس بجز اسکے کہ وہ بحر قلزم کو ابیسینیا مین ہو کر پار اتر جانے
مین کامیاب ہو (اور یہہ ایک ایسا حملہ ہوگا جو راہ مین ایک دوسری قدیم پیشین گوئی کو پورا کریگا
اور وہ پیشین گوئی یہہ ہے کہ ((اصحاب فیل)) اہل ابیسینیا ایکدن حجاز کو فتح کرلینگے)) افریقہ کا
رفارمر اپنی رفارمری کو پورا نکر سکیگا۔ اور نہ اب خاص عرب مین کسی پرجوش دینی مصلح کے
زیادہ ہمدردی اور رفاقت ہوگی بجز اسکے کہ مصلح مذکور ترکون کے مقابلہ مین اہل عرب کا
رفیق بنکر آوے۔ جزیرہ نما کے اہل عرب اپنے زہد و تقوی کی اصلاح کرچکے ہین اور اونمین ایک
قومی کارروائی آزادی خیالات کی شروع ہوگئی ہے وہ لوگ ابتک اصلاح کے موئد ہین لیکن
یہہ اُس قسم کی اصلاح نہین ہے جسکو عبدالوہاب نے چاہا تہا اور یہہ امر مشتبہ ہے کہ ایک نیا جنگ آور
اسلام ان لوگون مین اپنے بہت سے ساتہی پا سکیگا یا نہین۔ اسوقت ملک عرب کی اصل اہل عرب

مین ایسے خیالات کا بڑا حامی اور محرک عبدالمطلب سلطان کا مقرر و نامزد کیا ہوا شریف ہے اور جبتک
جب سے وہ بمقام مکہ اس منصب پر مامور ہوا ہے اوسنے شمالی افریقہ والون کے آتش طبائع کی تہرکانے
مین کوئی بات اوٹہا نہین رکہی - چونکہ عنفوان شباب مین وہ وہابی تہا لہذا ابتک وہ ایک عجیب اور
پکا مذہبی آدمی ہے اور اگر اوسکی عمر نے وفا کی (سنا جاتا ہے کہ اوسکی عمر نوّے برس کی ہے) تو ممکن ہے
کہ اسیطرحکی سرگرمی وہ عرب مین بہی پیدا کردے - لیکن اسوقت حجاز مین کثیر گروہ اہل عرب کا زیادہ
تر شائستگی اور انسانیت کے خیالات مین مصروف ہے اور اس باب مین نجد و یمن سے کم نہین ہے -
مکہ مین عبدالمطلب کے جو خاص اور بڑے بڑے حامی اور موئد ہین وہ اوسکے ملک کے لوگ نہین ہین
بلکہ وہ لوگ ہین جو ہندوستان کو چہوڑکر وہان جا بسے ہین اور اکثر اونہین کے اُن سپاہیون کی اولاد مین
جنہون نے ۱۸۵۷ء مین مفرور ہوکر وہان پناہ لی ہتی اور بہ نسبت وہان کے تمام باشندون کے نہایت
سخت مذہبی متعصب ہونے مین مشہور اور نامور ہین - سچے اور خالص اہل عرب شریف کی حکومت سے
بہرے ہوے ہین - علاوہ برین یہہ بہی خلاف قیاس ہے کہ مذہبی پاکیزگی و زہد و تقوی کی اصلاح کا اعلان
شمالی ایشیا کی نسلون کو جو یک قلم سخت نفس پرستی اور اوہام باطلہ مین ڈوبے ہوے ہین مدد دہی پر آمادہ
کرے - اور اس بات پر تو بخوبی یقین ہو سکتا ہے کہ قسطنطنیہ سے ہر قسم کی اصلاح کی مزاحمت ہوگی -
وہابیت جب جنوبی ایشیا پر پہیلی تو ملک شام سے زیادہ شمال کی جانب اوسکو ایک قدم کی بہی جگہہ
نہین ملی اور بالآخر قسطنطنیہ کی بڑے طریق کے مقابلہ مین وہ شکست ہوکر ٹکرے ٹکرے ہو گئے -
اور ایسا ہی اب بہی وقوع مین آویگا - سلطان عبدالحمید باوجود اپنی سرگرمی اور حمایت اسلام کی اخلاقی
اصلاح کے وعظ کو ایک نئی بدعت اور گمراہی قرار دینگے اور جیسا کہ مین لکہہ چکا ہون مہدی کی خدمت
یہہ ہوگی کہ تمام ترکی حکومتون کا مقابلہ کرین خواہ سلطان کی حکومت ہو خواہ خلیفہ کی - پس بجز اوس صورت
کے کہ سلطان عبدالحمید کہلم کہلا افریقہ کے جنگی کاروائی کے پیشوا او سردار بنجائین اور کسی حریف کے پیدا

ہونے سے پہلے خود پیشقدمی کرین غالبًا وہ زیادہ عرصہ تک اوس کارروائی کے دلی موئد رہ سکینگے
اہی سے ایسے آثار پیدا ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعات ٹیونس کو وہ شبہہ کی نگاہ سے دیکھتے
ہین اور میری دانست مین جون ہی کسی الہامی مصلح نے اپنا اظہار و اعلان کیا سلطان بلا تامل اوسکو
مخالف قرار دینگے - ٹریپولی مین ٹرکی جنگی قوت جو زیادہ کی گئی ہے مین اوسکو جسقدر کفار فرانس کے
مقابلہ مین حفاظت کی تدبیر سمجھتا ہون اوسیقدر اس حزم و احتیاط یہی نہین سمجھتا ہون کہ شاید عرب کے جوش
اصلاح سر اوٹھاوے پس جنگی طریقہ مذہبی پاکیزگی او تقوی اگر خود مہدی ہی چاہینگے تو وہ نہ تو عام
ہوگا اور نہ دیرپا اور اوسکا عمدہ ترین نتیجہ غالبًا یہہ ہوگا کہ ایک چند روزہ چستی اور ہمت کا اوبھار ہو جائیگا
اور اس سے خیالات اسلامیہ کو انبعاث ہوگا اور اسلام کی روحانی زندگی تر و تازہ ہو جائیگی لیکن یہہ ایک
گذران حالت ہوگی اور بعد ازان مثل عرب کے ایک زیادہ تر شایستگی اور انسانیت کے خیالات اوس
حالت کے قائم مقام ہو جائینگے اور اسوجہ سے کہ وہ خیالات زیادہ معقول ہونگے اونسے ایک زیادہ دیرپا اصلاح
ظہور مین آویگی لیکن مین نے یہہ جو کہا ہے کہ اسلام اپنی تحفظ کے لئے بالآخر اپنی اصلاح آپ کریگا تو میرا
مقصود ایسی سخت نہ اندازانہ متعصبانہ اصلاح سے نہین تہا نہ مین اس بات کو قرار دیتا ہون کہ اسلام کو طریق
اصلاح کا نشان بتانے کے لئے ایک ملہم بالغیب رہنما کی ضرورت ہے حقیقت حال تو یہہ ہے کہ اوسکی
اصلاح شروع ہو گئی ہے اور شاید رفتہ رفتہ کامل نتائج بلا وسائل جبر و زور کے پیدا ہو جائینگے اور وہ
اصلاح اس طرز کی نہوگی کہ قدیمی حالت کی طرف بازگشت مقصود ہو بلکہ اوسکا میلان ترقی روز افزون
کی طرف ہوگا - اور فی الواقع ایسی ہی اصلاح سچی اصلاح قرار پا سکتی ہے کیونکہ یہہ قاعدہ اور قانون مثل
افراد اشخاص کے ادیان[2] اور اقوام سے بھی یکسان طور پر متعلق ہے کہ وہ سالہاسال گذشتہ کیطرف واپس
نہین جا سکتی اور [illegible] جو کچھ مفید تبدیلی ہو سکتی ہے وہ زندگی کی نئی حالتون سے متعلق ہو سکتی ہے

---

۱ جیسے مدعی مہدویت [illegible] — ۲ دین کی جمع —

نہ یہ کہ پرانی اور گذشتہ حالتون سے - وسیع تر علم و آگاہی سے متعلق ہو سکتی ہے نہ یہ کہ کم علم سے - خیالات کی آزادی سے متعلق ہو سکتی ہے نہ یہ کہ خیالات کی پابندی اور غلامی سے - اسلام کے اصول صحیحہ مین بہی ایسی کوئی بات نہین ہے جس سے اس ترقی کا ہونا اسلام کی حل مشکلات کے لئے ایک غیر طبعی ذریعہ سمجھا جاوے (یعنے اسلام کے اصول صحیحہ مخالف ترقی نہین ہین) مذہب محمدی اپنی ابتدائی نظم و ترکیب مین اور اپنے ظہور کے بعد بہت سی صدیون تک نہایت عمدہ اور صاف صاف عقل پسند مذہب تہا اور محمدیت نے ابتداءً جو روحانی فتحمندیان حاصل کین وہ نہ صرف عقاید کے ذریعہ سے بلکہ عقل اور تمیز کے ذریعہ سے ہی حاصل کیگئی اگر ہم محمدیت کے بنیاد دونکو اوسکی ابتدائی تاریخ کے لحاظ سے جانچین تو امر مذکورہ ہمکو بالضرور تسلیم کرنا پڑیگا - قرآن مجید جسکو ہم مسلمانون کے قانون کا تحریری مجموعہ کہنے کے خوگر ہو رہے ہین حقیقت مین کوئی شرعی کتاب مسائل نہین ہے جو مسلمانون کی زندگی کا دستور العمل ہو - زیادہ سے زیادہ یہہ بات ہے کہ اوسمین صاف طور پر بعض حقائق مذہبی کا - خدا کی وحدانیت کا - آخرت مین جزا اور سزا کا - خدا کے حقوق کا جو انسانون پر ہین - اظہار و اعلان ہے - قرآن کا بڑا حصہ خدا کی ثنا و صفت اور دعاؤن سے کہ اونمین سے اکثر نہایت عمدہ اور عالی درجہ کے ہین بہرا ہوا ہے بعدہ وعدہ و وعید ہے یعنے مومنین کو مبارکی اور بشارت اور کفار کو تباہی اور ہلاکت - پہر انبیا کے تاریخی حالات دستور پر مذکور ہین جیسی کہ وہ سمیٹک نسل مین مشہور و مروج تہے - صرف مبہم طور پر چند اجزا ایسے ہین جنکو ٹہیک ٹہیک طور پر قانون کہہ سکتے ہین تاہم قانون اسلام کا اصلی جوہر ہے اور ابتدائی اسلام سے بطور سوشل اور مذہبی انتظام مملکت کے ایسا ہی رہا ہے اور یہہ صاف ظاہر ہے کہ دنیا مین اسلام کی بڑی اور مدت تک علی الاتصال قائم رہنے والی فتحمندیان اسی قانون کی وجہ سے نہین نہ یہہ کہ قرآن کے مسائل متعلق دین و عقیدہ کی وجہ سے اب یہہ بات سمجھنی چاہئے کہ یہہ قانون عالم بالا سے قرآن کی طرح مکمل حالت مین نازل نہین ہوا ابتدا مین یہہ قانون عرب کے عام دستور اسکے اجمالی سے

شاید ہی کچھ زیادہ تھا البتہ یہ بات تھی کہ بذریعہ وحی کے دستورات عرب کی تصحیح اور اون مین کچھ اضافہ ہوتا تھا لیکن اونکی بنا اونہین قواعد متعلقہ جور و انصاف پر تہے جو موجود تہے لیکن اسلام جب اپنے ظہور کی ابتدائی عشرہ سنین مین عرب سے باہر نکلا اور اجنبی ملک کی معاشرت و تہذیب کو اختیار کرکے اوسنے اپنے تئین نئے نئے حالات زندگی کے مقابل پایا تو محض رسم و رواج ہدایت کے لئے ناکافی ہوگیا اور چونکہ صریحی وحی کا سلسلہ منقطع ہوچکا تہا لہذا مومنین اپنے طریق عمل مین ہدایت پانے کے لئے عقل سے رجوع لائے۔ تاہم اونکے استدلال کی بنا نص پر رہے اور جون جون معاملات پیش آتے گئے اور اونکو اخذ مسائل کی ضرورت ہوئی اونہونے ہر مسئلہ کے قائم کرتے مین اپنے پیشوائے اعظم کے ارشاد و تعلیم کو سند گردانا قرآن مین جب سند کا ملنا ممکن ہوتا تہا تو قرآن سے استدلال کیا جاتا تہا اور جب اوسمین کوئی سند نہ ملتی تہی تو حدیث سے رجوع کرتے تہے۔ پہلے اصحاب رسول سے استفسار ہوتا تہا اور اونکی یاد کے اعتبار پر رسول اللہ کے افعال و اقوال کا بے تکلف حوالہ دیا جاتا تہا اور بعد ازان جب اصحاب رسول ہی باقی نرہ گئے تو تابعین نے اونکی جگہہ لی اور اونسے استناد ہونے لگا چنانچہ اسی باریک اور غامض طریقہ قیاس و استدلال نے جو بہت پشتون تک جاری رہا بتدریج وہ شرع محمدی مرتب کردی جسکو ہم اب دیکھتے ہین یہانتک کہ تیسری صدی اسلامیہ مین بحکم خلیفہ اوس قانون کا ایک مجموعہ تحریری بنایا گیا فخرالدین فاخر الشریعت جو ابوحنیفہ ایک عالم نے جسکو یہہ خدمت تفویض کی گئی تہی مرتب کی وہ گویا پہلا ارادہ تہا کہ جو حدیثین مسلمانون مین رائج ہتین ایک عقلی اور مدلل پیرایہ مین لائی جائین اور ایک مجموعہ موجودہ دستورات شرعی کا مرتب کیا جائے۔ ابوحنیفہ اور اونکے معاصرین نے اوس بیش قیمت ذخیرہ اسناد کو جسپر شریعت مبنی تہی جانچا اور اوسکو ترتیب دیا اور پیشوایان اور اکابر اسلام کی بعض احادیث کو صحیح مستند اور بعض کو موضوع یا غیر مستند قرار دیکر اونکی بناپر ایک مذہب ہدایت و تعلیم کے لئے قائم کیا چنانچہ آجتک وہی بنیاد فقہ محمدی کی ہے۔

لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا کہ ابو حنیفہ رح کا مجموعہ جسوقت مرتب ہوا تہا اوسوقت اوس سے یہہ مقصود تہا کہ مسلمانون کے تمام شرعی دستور العمل کے نسبت وہ ایک قطعی اور آخری مجموعہ مسائل کا ہے - اوس مین بہت زیادہ ایسی حدیثین مندرج تہین جنپر یا تو مولف مجموعہ نے عمل نہین کیا یا جو خود ایسی متناقض تہین کہ اونہین منطقی دلائل سے اونکی مختلف طور پر بہی تعبیر ہو سکتی تہی - ابو حنیفہؒ نے یہ نسبت فیصلہ کرنے کے زیادہ تر یہی کیا کہ ایک قول کو نقل کیا اور اوس سے بحث کی - اور جب تک اسلام مین عرب کی طبیعت کو غلبہ اور تفوق رہا عقل و استدلال کے پہیلاؤ کا تسلسل قائم رہا - بعد کے علما - مالکؒ - و شافعیؒ - و ابن حنبلؒ - و دیگر اشخاص نے جنکے مذاہب اب متروک ہوگئے ہین مجموعہ حنفیہ پر کچہہ زیادہ کیا - سب کا خاص کر یہی ارادہ تہا کہ شرع کو مسلمانون کے روز افزون ضرورتون کے لائق اور مطابق کرتے رہین اور سب نے مستند طریق انتخاب و تعبیر اور استدلال احادیث پر عمل رکہا - یہہ مجموعے اوس زمانہ کے حالات زندگی کے لئے نہایت ہی تعریف کے لائق ہین اور اب بہی جہان کہین وہ حالات بدستور ہین اور اونمین کوئی تبدیلی نہین ہوئی مجموعہ ہاے مذکور عمدہ انتظام سلطنت اور درستی طریق معاشرت کے لئے بخوبی کافی ہین - لیکن اگر اسلام کی عنان تقدیر دوامی طور پر ابتدائی بانیان اسلام کے ہاتہہ مین رہتی تو مجموعہ ہاے مذکور وضع قانون اسلامیہ کے سفر مین صرف بطور درمیانی منزلون کے متصور ہوتے - لیکن افسوس ہے کہ گیارہوین صدی عیسوی مین علمای عرب کی مجالس مشورہ پر ایک نیا اور لائق تاسف دباو محسوس ہونے لگا اور اوسنے آہستہ آہستہ جڑ پکڑی یہان تک کہ سرچشمہ اولین سے عقلی اور باطنی موجون کا ظہور اور اوبہار بند ہو گیا - تاتاریون کی صورت میدان ملکداری اسلامیہ مین اوسوقت پہلے پہلے نمودار ہوئی - یہہ لوگ بازو کے تو مضبوط تہے لیکن عقل اور سمجہہ کے سست تہے - یعنے اسلحہ اور جنگ مین قوی تہے لیکن فہم و دانش مین ضعیف تہے اونکے دماغ خیالات کے خوگر نہ تہے اور چونکہ وہ لوگ اسلام کو قبول کر چکے تہے لہذا اونکو اونکی نسبت

زیادہ بحث کرنے کی ضرورت ہی نہ معلوم ہوئی - قرآن مجید اور حدیث کی زبان اونکے لئے ایک ایسا علم تھا جسمین اونکی آنکھین بالکل بند تھین اور اہل عرب کی قوت ادراک و استدلال جنکی سلطنت پر اونہون نے حملہ کیا تھا ہمیشہ اون لوگون کو مورد اعتراض رکھتے تھے پس اونہون نے یہہ جرات نہ کی کہ اپنی جاہلانہ اور وحشیانہ جاہ وجلال کو اس جنگ سخن و معنی کے خطرہ مین ڈالین جسمین مذاہب مشغول تھے اور اپنی ناقابلیت فہم و ادراک کو عقائد دینیہ و ریواجون بالغیب کے قلعہ مین مامون و محفوظ کرلیا - چونکہ خود اونمین توسیع و تشریح شرع کی قابلیت نہ تھی لہذا اونہون نے اندہون کی طرح اوسی مجموعہ تحریری کو پکڑ لیا جو اسوقت اونکو ہاتھہ آیا - ابو حنیفہؒ کا مجموعہ اونکو مکمل معلوم ہوا چنانچہ اونہون نے اوسکو اپنی شرعی دلائل کا دار و مدار ٹھہرایا - بعد ازان جب رفتہ رفتہ اونکو پوری حکومت حاصل ہوگئی تو اونہون نے زیادہ علم حاصل کرنیکو ناجائز ٹھہرایا اور حقیقت مین گویا دروازہ مذہب علما کا بند کردیا - سولھوین صدی مین اونکو جو جنگی فتحیابیان حاصل ہوئین اونسے اسلام کے قوای عقلی و باطنی بالکل ہی سو گئے اور اوس زمانہ سے اسوقت تک مسلمانون کے خیالات کو بحث و استدلال کی چمک نے اونکے قدیمی پیرایہ فہم و ادراک مین کبھی منور نہین کیا - عقل و دلیل جو ابتدائی زمانہ مین اونکے دین کی آنکھہ تھی بالکل بند ہوگئی ہے اور بہت لوگونکا یہہ قول ہے کہ کور ہوگئی ہے - صرف اس زمانہ مین اور ان خطرات اور مصائب سے دوچار ہوکر جنکو اسلام اپنی آنکھہ سے دیکھہ رہا ہے - ایک مرتبہ پھر طریقہ ہاے عقل و ادراک سے لوگ رجوع کر چلے ہین - اور باطنی زندگی کے عود کرنے کی پوری پوری آثار ٹھیک ٹھیک ہمکو اونہین ممالک اسلامیہ مین دکھائی دیتے ہین جہان عرب کا خیال سب سے زیادہ قوی ہے زمانہ حال کے ملک عرب کا سامنا جہان کہین اوس چیز سے ہوگیا ہے جسکو ہم

سویلیزیشن آف دی ورلڈ یعنے دنیا کی تہذیب کہتے ہین وہان اوس ملک نے اپنے تئین

اس بات پر آمادہ اور اسکی لائق ثابت کر دیا ہے کہ اوس تہذیب کے چہرہ پر اچھی طرح نظر کرے اور
اب ملک مذکور فی الواقع اور بدل اس امر مین مصروف ہوتا جاتا ہے کہ اوس تہذیب سے اوسکو اور
اوسکے مذہب کو جو کچھہ نسبت و تعلق ہے اوسکے مسائل متعلقہ کو حل کرے ۔ شمالی افریقہ مین بیشک
اسوقت تہذیب ایک دشمن کے طور پر دیکھی جاتی ہے لیکن جہان کہین پولیٹکل (متعلقہ امور مملکت)
زیادتیان نہین ہوئین اور اوسکی (یعنے شمالی افریقہ کی) عقل غصہ و رنج کے ابر کے پردہ مین نہین آگئی
وہان اوسنے اپنے تئین صرف اسی لائق ثابت نہین کیا کہ یوروپ کے عمدہ خیالات کو بخوبی سمجھہ لے
بلکہ اُن خیالات کو اپنے خیالات کے موافق سمجھنے اور اونکے ساتھہ ہمدردی اور تائید کرنے کے
لائق بھی ثابت کیا ہے ۔ چنانچہ قاہرہ مین اب جو قسطنطنیہ کا دباؤ کسیقدر کم ہوگیا ہے تو ہم دیکھتے
ہین کہ علماے عرب جلد جلد ہمارے یوروپین خیالات کی اعلے اصول کو اپنے خیالات مین ملاتے جاتے
ہین اور اپنے سست اور بے قید اخلاقی عمل درآمد پر ہماری بعض عمدہ اخلاق کے پیوند لگاتے
جاتے ہین ۔ مصر جو مختلف مذاہب سے تحمل اور بردباری و موافقت کا برتاؤ کرنے کے لیے شرعی
وسائل ڈہونڈہ رہا ہے اسباب سے مثل ترکون کی اوسکی خیالی آن بان اور منزلت و شان
مین کچھہ کمی نہین ہوئی اور مصر مین کے عابرین نے اپنی طرز معاشرت اور رنج کے طریق زندگانی
کی جو اصلاح شروع کی ہے اور صرف ایک وجہ کا دستور جو اختیار کیا چاہتے ہین اس باب مین
بھی اونپر سواے خود اپنی عقل اور امتیاز کے دباؤ کی اور کچھہ دباؤ نہین ہے ۔ اصل بات یہہ ہے
کہ اونکی طبائع مین اوسی طرز استدلال و عقلی کارروائی کا میلان معلوم ہوتا ہے جو طرز زبان
مین اونکے مورثون کا تھا ۔ آٹھوین صدی مین جب فلسفہ یونانی سے اہل عرب کا سامنا ہوا
تو اونہون نے اسے استدلال کی طبعی طریق سے اوسکو خود اپنے مجموعہ عقاید سے مطابق کر لیا
اور اسیطرح اب انیسوین صدی مین ایک غیر ملک کی طرز اخلاق کو اپنے خاص مجموعہ اخلاق مین

داخل اور اوسکی مطابق کر رہے ہین - نہ صرف مصر مین بلکہ عمان اور جزیرہ نمای عرب مین بہی عموماً ایک مسلمان اور اوسکے عیسائی مہمان مین واقعی صاف دلی اور خلوص کے خیالات پائے جاتے ہین - زنجبار مین رواج غلامی کا منسوخ و مسدود ہوجانا جسقدر یوروپ کے دباؤ سے ہوا اوس سے زیادہ اسوجہ سے ہوا کہ زنجبار نے یوروپ کی رائے کو مان لیا - اور ملک عیسائیہ و ممالک اسلامیہ مین جو ایک اخلاقی ہمدردی تسلیم کر لی گئی ہے اوسکی بنیاد اوسی عام خیال پر ہے جو جور و انصاف کی نسبت انسانونکے دل مین ہے - مجھکو بوجوہ معقول یہہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ اگر مین قسطنطنیہ کے قبضہ سے اپنے تئین چھڑا لے تو وہان بہی ایسی ہی شایستگی اور انسانیت کے خیالات کا وجود پایا جائیگا اور یہہ مین جانتا ہون کہ نجد مین ایسے خیالات موجود ہین بلکہ خود حجاز مین بہی جو غیر مذہب کے عدم تحمل کی گرما گرمی کا منبع سمجھا جاتا ہے مین نے تمام وہ باتین جو سچے عرب کے خیال کی ہین اوسی خلقت مین پائین جو سچے آزاد طبع تہی شریف اعظم سابق (جسکی نسبت مشہور ہے کہ سلطان عبدالحمید کے بدولت اوسکی جان گئی) کے تحت حکومت مین یہہ خیالات جلد جلد جگہہ پکڑتے جاتے تہے اور اگر شریف موصوف ناگہانی اور بیوقت کی اجل سے دوچار نہو جاتا تو مین نہایت معتبر سند کی بنیاد پر یہہ کہتا ہون کہ مسلمانونکی ارض مقدس اسوقت اہل یوروپ کی آمد و رفت و معاملات کے لئے کہل گئی ہوتی اور غلامی یا کم سے کم بردہ فروشی مسدود و منسوخ ہو گئی ہوتی - پس بلحاظ امور مذکور بصدر بوجوہ معقول یہہ امید ہو سکتی ہے کہ اگر عرب کے خیال کو اسلام مین پہر ایک مرتبہ غلبہ اور تفوق حاصل ہو تو اوس خیال کا میلان ایک وسیع تر اور آزادتر تعبیر شرع کیطرف ہوگا اور ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ عیسائیون سے بلکہ شاید عیسائیت سے میل اور موفقت پیدا ہو جاے - بلحاظ حالت موجودہ اصلاح مین جو ایک بڑی مشکل پڑی ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ شریعت یعنے تحریری مجموعہ قانون متشرع مسلمانون مین ہنوز ایک ایسی سند کیطرح قائم ہے جسمین کچہہ دخل نہین دیا جا سکتا - شریعت بزات خود ایک نہایت عمدہ قانون ہے اور اس وجہ سے

خدا ترس لوگ اوسکو صدق و خلوص کے ساتہہ پسند کرتے ہین لیکن بعض امور مین اسلام کی زمانہ کی ضرورتون سے
اوسکو مطابقت نہین ہے اور شرعًا تبدیلی ہو نہین سکتی جسوقت وہ قانون مرتب کیا گیا تہا یہہ احتمال ہی
نہ تہا کہ مسلمان لوگ کبہی عیسائی سلطنت کی رعایا ہو جائینگے یا آنکہ سلطنت اسلامیہ کو کبہی یہہ
ضرورت پڑیگی کہ اپنی اندرونی حکمت عملی اور انتظام مین عیسائیون کی خواہشون پر لحاظ رکہی اوس
قانون مین زیادہ تر جنگی حالت مدنظر رکہی گئی تہی اور غلامی اور حرم سرا مین لونڈیون کا داخلہ جنگ کے
لوازم طبعی مین سے سمجہا گیا تہا ۔ اوسوقت یہہ بات ذہن مین نہین آئی کہ شاید اسلام اگر رہہ بہی جائیگا تو
اوسکو اپنے ہمسایون کے ساتہہ صلح و آشتی کر کے رہنا ہوگا یا یہہ کہ اہل دنیا اور زمانہ کی عام اخلاقی اصول کا
ایک وقت مین اسلام پر ایسا پر زور اثر پڑیگا کہ خود مسلمانون کی عالی خیالیون اور اعلی درجہ کی طبعی امتیازات
کو اوس قدیم اور کسیقدر وحشیانہ اجازت نکاح و طلاق کی روکنے اور محدود کرنے کی ضرورت محسوس
ہونے لگے گی ۔ لیکن بالآخر یہہ سب باتین ظہور مین آئین یا آنکہ جلد جلد ظہور مین آتی جاتی ہین اور اسلام مین
عمدہ ترین سوج سمجہہ کے جو لوگ ہین وہ اب تسلیم کرتے ہین کہ اوسطور کی تبدیلی جسکا ذکر ہو چکا ہے جلد یا دیر مین
بالضرور ہوگی ۔ اُن لوگونکو صرف اس امر پر اصرار ہے کہ وہ تبدیلیان شرعًا اور بطور جائز کیجائین نہ یہہ کہ
شرع کو بالای طاق رکہکر زبردستی اونپر ڈالی جائین ۔ وہ چاہتے ہین کہ تبدیلی کے لئے شرعی سند ملے
لیکن ایسی سند نہ سلطان عثمانیہ مین ہے نہ شریف مین نہ کسی شیخ الاسلام یا مفتی مین ہے نہ دنیا کی
کسی جماعت علما مین ۔ ان مین سے کوئی اچہی طرح یہہ جرات نہین کر سکتا کہ شرع مین دست اندازی کرے ۔
کوئی ایسا محکمہ ہی نہین ہے جسکو تمام دنیا کے مسلمان بالاتفاق تسلیم کرتے ہون اور جن مسائل کے
معانی اونمین مشتبہ و متنازعہ ہون وہ انکو اوس محکمہ مین پیش کر کے اپنے مباحث کا فیصلہ کرا لین ۔ زیادہ
سے زیادہ یہی ہوتا ہے کہ فتوے دیدیا جاے اور اظہار راے کر دیا جاے لیکن وہ فتوی اوسی مقام سے
متعلق رہتا ہے جہان وہ صادر ہو ۔ ایک ملک اسلامیہ مین ایک بڑے عالم کے فتوے کو دوسرے

ملک اسلامیہ مین وہان کا ایک دوسرا بڑا عالم رد کر سکتا ہے قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام کے فتوی کا اپیل مکہ یا قاہرہ کے مفتی کے پاس ہو سکتا ہے پہر اونکے فتوونکا اپیل بخارا مین ہو سکتا ہے۔ الغرض کوئی ایسا نہین ہے کہ اور سب پر اوسکو قطعی ترجیح ہو۔ چنانچہ جب مین جدہ مین تہا تو ایک رسالت مسلمانان بنگالہ کیطرف سے مکہ کو اس مسئلہ کی نسبت فتوی حاصل کرنے کے لئے جا رہے تہے کہ آیا مسلمانون کو یوروپین لباس پہننا جائز ہے یا نہین۔ اس مسئلہ کی نسبت پہلے قسطنطنیہ سے فتوی چاہا گیا تہا لیکن اہل رسالت کو رہ وہان مطمئن نہوے اور اونہون نے یہہ کہا کہ یہان کے شیخ الاسلام پر اعتبار نہین کیا جا سکتا اور مکہ کے مفتی کو ہم ترجیح دیتے ہین۔ پس شرعی طبیعت کے مسلمان جو ترقی چاہتے ہین اونکو ہمیشہ یہہ شرعی مشکل پیش آتی ہے یعنے نہونا سند کا۔ بلحاظ حالت موجودہ ۔ اسکا کچہہ علاج نہین ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اب ذی تعلیم لوگون مین یہہ راے قرار پاتی جاتی ہے کہ یہہ مشکل ایک دن اسطور سے حل ہو جائیگی کہ صوت الحی یعنے اسلام کی زندہ آواز۔ جو ابتداے اسلام مین تہی اوسوقت تک کہ ہلاکو نے خاندان عباسیہ کو برباد کیا جانشینان رسول اللہ کو حاصل تہی۔ خلافت کیطرف پہر عود کریگی۔ یہہ بات تحقیق ہے کہ ابتدائی دور حکومت خلفاے اربعہ یعنے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ مین ایک زندہ اور موجود قوت وضع قانون کی خلفا کو حاصل تہی اور خلایق اوسکو مانتی تہی خلفا خود اپنی راے کی سند پر اوس قانون کو جو ہنوز ضبط تحریر مین در نہین آیا تہا ترمیم کرتے تہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر نے قانون متاع کو باوجود اسکے کہ وہ صریحاً بعض آیات قرآنی پر مبنی تہا یہہ کہکر منسوخ کر دیا کہ قانون مذکور عمدہ تر روایات و حدیث کے مطابق نہین ہے۔ اور یہہ کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے اس فیصلہ کو پہر مسترد کر دیا لیکن باوجود اسکے اہل سنت و جماعت اوس فیصلہ پر اب تک قائم ہین۔ بعد اسکے خلفاے امیہ و عباسیہ نے بہی بذریعہ نائبون کے اس حق وضع قانونکو نافذ کیا۔ چنانچہ مجتہدین ابوحنیفہؒ و دیگر علماء نے اونہین کے نام سے اپنے اجتہادی مجموعہ ہاے

قانون مرتب کئے اور مسلمانون نے اُن علمار کی باتونکو آخر تک دل لگاکر سنا گویا ایک حد تک وہ باتین الہامی تہین لیکن جب منصب پاک اور مقدس خدمت پاک اور مقدس اور شرعی خاندان سے علیحدہ ہوگئے صرف اسوقت یہہ بات ہوئی کہ یہہ ادب آگین خیالات جاتے رہے اور خلیفہ کی زندہ آواز پر اسلام مین کچہہ لحاظ نرہا - فاتح عثمانیہ نے جب خطاب امیرالمومنین کا اختیار کیا تو اوسوقت اوسکو اپنے لئے منصب ہدایت و ارشاد پر متمکن سمجہنے کے دعوے کرنے کی جرات نہوئی اور نہ اوسکے ایسے دعوی کے مسلمان لوگ کچہہ سماعت کرتے - خاندان عثمانیہ ابتدا ہی سے ذلیل و حقیر کرنے والی بدیون مین ڈوبا ہوا تہا اور خود ہی کیا جانتا تہا کہ دوسرونکو سکہاتا - پندرہوین صدی مین برٹرنیڈن ڈی لا برو کوائرنے جو حالت (ترک اعظم) کے دربار اور عادات کی لکہی ہے بیشک اوسمین کچہہ مبالغہ نہین ہے اور اُن حالات کو دیکہکر یاد آتا ہے ذہن مین آتا ہے کہ علماے عرب کے لئے یہہ بات کسقدر ناممکن ہوئی ہوگی کہ الہام کے خیال کو ایسے اشخاص کے ساتہہ متعلق کرین جیسے کہ اوسوقت کے سلطان تہے - امر واقع یہہ ہے کہ سلطان سلیم نے کبہی بھی اس دعوی کا دعوی ہی نہین کیا اور نہ کبہی اوسکے اولاد مین کسیکا ایسا حق مانا گیا لیکن تاہم متشرع مسلمانون کو مستند آواز کی ضرورت روز بروز زیادہ عام طور پر محسوس ہوتی جاتی ہے اور مجہکو اس امر مین کچہہ شبہ نہین معلوم ہوتا کہ ضرورت مذکور بہت جلد عام طور پر تسلیم کی جائیگی - سلطان عبدالحمید نے جنکی روحانی اور مذہبی بلند حوصلگی کا ذکر مین کرچکا ہون ابہی حال ہی مین ایک شرعی بیان یا اظہار اپنے حقوق خلافت کا باقاعدہ طور پر مرتب کرایا ہے اور اوسمین حق صریح الٰہی بہی مندرج ہے اور اگرچہ یہہ بات قرین قیاس نہین ہے کہ دیندار لوگ سلطان کی حکومت کے گیارہون گہنٹہ مین ایسے اعلے درجہ کا حق اونکو دیدین لیکن یہہ امر غالب تر ہے کہ جبتک وہ منصب اور خطاب پر کوئی شخص قوی تر استحقاق شرعی کے ساتہہ قابض ہونے والا

---

۱ عبدالمطلب نے بہی اسی عوی کی تائید مین ایک تحریر کی ہے اور اسی سال ایک رسالہ تائید خلافت سلطان عبدالحمید کے حاجیونکو تقسیم کر رہا ہے -

۲ یعنے ساعت اخیر مین -

ملجائیگا تو اوس پاک اور مقدس منصب کے متعلق تمام حقوق اوسکے تفویض ہو جائینگے۔ اور اوسوقت یہہ
شرعی مشکل بالآخر حل ہو جائیگی اور شرع کا ہیجان جو ہے پہر ہیجان نرہیگا بلکہ ایک زندہ آواز اوس مرضی کی
روح اوسکو تازہ کردیگی۔ ہرگاہ ہم بہت سی باتونکا تصور کررہے ہین تو اس بات کا تصور بہی کرسکتے ہین
کہ ہمارا قریشی خلیفہ جسکو دیندار لوگ منتخب کرینگے اور جو مکہ مین تخت خلافت پر بیٹہایا جائیگا ہر سرزمین
کے علماء کو مدعو کریگا اور ایام حج مین ایک مجلس منعقد کریگا اور اوسوقت مین ایک نئے مجتہد کو مقرر کرکے
شریعت مین بعض ایسی ترمیمونکا جو اسلام کی خیر و عافیت کے لئے ضروری ہین اور جو احادیث کی روسے
ہوسکتی ہین اظہار کریگا۔ عقائد مین دست اندازی کی تو کچہہ ضرورت نہوگی صرف قانون سے بحث ہوگی۔
فاتح الدین مین شاید ہی ترمیم کی ضرورت ہو۔ فاتح الشریعت کے بعض ابواب البتہ پہر سے لکہے جائینگے کیا
کسیکو اس بات مین شبہہ ہوسکتا ہے کہ اگر اس زمانہ مین کوئی حضرت عمرؓ یا ہارون موجود ہوتی تو وہ بہی
ان تبدیلیون کو روا رکہتے اور اگر اوس عہد کے مسلمان ہوتے تو وہ بہی ان تبدیلیون کو مذہب قرآنی
کی ضروری اور جائز تشریح قرار دیکر تسلیم کرلیتے۔ یہہ بات بہتر اور دلچسپ ہوگی اگر یہہ بحث اور آگے
بڑہائی جاوے اور بالتفصیل دیکہا جاوے کہ کیونکر اسکا عملدرآمد ہوگا۔ سویلائزڈ۔ یعنے مہذب اور شایستہ
اسلام کو سخت ضرورت اسکی درپیش ہے کہ یوروپ سے شرعی جواز کے ساتہہ راہ و رسم پیدا کرے اور جن
امور پر یوروپ کو اصرار ہے اونسے اپنے قانون کو اس طور پر متعلق کرسکے کہ مخالفت دور ہوجاوے۔
یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ اب ان عیسائیون کے حقوق جو مسلمانون کے قانون کے تحت مین رہتے ہین قانوناً
مساوی ہوجانے چاہیین۔ اسیطرح بعض امور مین ملک غیر کے قانون کے مطابقت ان مسلمانون کے
لئے ہونی چاہیے جو سلطنت عیسائیہ مین جاگزین ہین۔ غلامی کو بہی کسی نہ کسی طور پر ناجائز قرار دینا
ضرور ہے اور یہہ بہی ضرور ہے کہ قرآن مجید مین جو اجازت نکاح کی اور مدخولہ بنانے کی اور طلاق
کی مندرج ہے اوسکی تعبیر نہایت سختی سے کیجاوے بعض علماے اظہر ان امور کی نسبت حال مین جو فتوے

دب چکے ہین وہ جسکو یاد ہونگے اوسکو اس بات کے شبہ کرنے کی کچھ ضرورت نہوگی کہ احادیث پر سلسلہ دلائل کے قائم کرنے سے اور قرآن کے وسیع یا نہایت تنگ اور محدود تعبیر کرنے سے یہہ تمام تبدیلیان از روے قواعد منطق یعنے حجت دلیل کے ساتھہ عمل مین آسکتی ہین۔ علمای ازہر کے وہ فیصلے اسوقت تمام مومنین مین ناقابل اطمینان ہین کیونکہ جن علما نے وہ فیصلے صادر کئے ہین اونکو کوئی مسلمہ منصب بطور پر شرع مین دخل دینے کا حاصل نہین ہے لیکن وہی فتوی اوسحالت مین کہ مستند شخص کیطرف سے ہون عموماً مقبول ہوجائینگے بہرکیف مجھسے جو بات جیسے مسلمانون سے ہوئی تو مجھکو زمانہ حال کے مسلمانون کی راے ایسی ہی معلوم ہوئی۔ یہہ بات بہت مفید اور دلچسپ ہوگی کہ ان امور تبدیلی طلب کے طریقے مشرح لکھہ ڈالے جائین اور امید ہے کہ کسی دن ایسی تحریر کا موقع مجھکو ملجاے لیکن بالفعل تو مجھکو فرصت ہے نہ اسقدر علم ہے کہ جو غرض مذکور کے لئے کافی ہو۔ مین طریقہ اصلاح کے ذکر کردینے پر قناعت کرتا ہون بطریق مذکورہ اصلاح مطلوبہ کی پوری تفصیل و توضیح نہین کرسکتا لیکن ریفارمر یعنے مصلح لوگ احادیث مین جس قسم کا مواد ڈہونڈہ رہے ہین اوسکا خیال لانے کے لیے بہتر ہے کہ مین ایک سند تحریری کو یہان پر نقل کرون جو موسم بہار گذشتہ مین علماے ازہر مین گردش کرائی جاتی تہی اوس تحریر سے پایا جاتا ہے کہ یہہ مضمون پیغمبر کے پہلے عہدنامہ کا تہا جو عیسائیان عرب کے ساتھہ منعقد ہوا تہا لیکن مین اس دستاویز کی صحت کا ذمہ دار نہین ہون۔ اسکا مضمون حسب مفصلہ ذیل ہے یہہ معاہدہ خدا کے رسول محمد کا عیسائیون کے اور اونکے عابدون اور پیشوایان مذہب کے ساتھہ ہے (سنہ ۶۲۵) محمد رسول اللہ جو تمام انسانون کیطرف امن اور عافیت کا پیغام لاے ہین ان الفاظ کو لکہاتے ہین تاکہ خدا کا منشا اونکے اور عیسائیون کے درمیان تحریری ہوجاے۔ جو شخص اس معاہدہ کو قائم رکھیگا وہ سچا مسلمان خدا کی دین کی لائق کہلائیگا اور جو اوس سے انحراف کریگا وہ دشمن کہلائیگا خواہ وہ بادشاہ ہو یا رعیت بڑا ہو یا چھوٹا۔ مین اسکی رفع سے ذمہ داری کرتا ہون۔ مین اونکی زمینون کی اپنے سوارون

اور پیادوان اور اپنے مددگارون کے ساتھہ تمام دنیا مین حفاظت کرونگا مین اونکی اور اونکے معابد اور مقامات وعظ کی اور اونکی خانقاہون کے اور اونکی زیارت گاہونکی حفاظت کی فکر کیونگا جہان کہین وہ مجھکو ملین - زمین مین خواہ سمندر مین - پورب مین خواہ پچہم مین - پہاڑ پر خواہ میدانون مین - شہر مین خواہ صحرا مین - وہان مین اونکے عقب مین ٹہرونگا تاکہ اونکو کوئی نقصان نہ پہونچنے پاوے اور میرے ساتہی اُن تک کوئی بُرائی نہ پہونچنے دینگے - یہہ میرا معاہدہ اونکے ساتھہ ہے - مین اُن تمام باتون سے جن سے مسلمان مستثنی ہین اونکو بہی مستثنی رکہونگا - مین یہہ بہی حکم دیتا ہون کہ اونکا کوئی بشپ یعنے پیشواے مذہبی اپنے علاقۂ حکومت سے نکالا نجاے نہ کوئی عیسائی ترک مذہب پر مجبور کیا جاے نہ کوئی مانک (عابد جسنی شادی کی ہو) کسی خانقاہ سے نکالا جاے نہ کوئی رہبان اپنے حجرہ سے خارج کیا جاے - میری یہہ مرضی ہے کہ اونکی کوئی مذہبی اور مقدس عمارت برباد نہ کیجاے نہ مسلمان لوگ اسکو مسجد بنانے کے لئے یا اپنی سکونت کے لئے تصرف مین لاوین - جو شخص اس حکم کی پروا نکریگا خدا کے سامنے گنہگار ہوگا اور رسول خدا کے ذمہ داری کی تحقیر کریگا - تمام مانکس یعنے عابدونکو و بشپونکو اور اونکے متعلقین کو مین جزیہ سے بری قرار دیتا ہون بجز اسکے کہ وہ لوگ خود اپنی رضا و رغبت سے کچہہ حاضر کرین - عیسائی تاجر جو بذریعہ سمندر کے اپنا کام کرتے ہین یا موتیون کے لئے غوطہ لگاتے ہین یا کانون سے سونا یا چاندی یا جواہرات نکالنے کا کام کرتے ہین - گو وہ بہت دولتمند اور صاحب قتلہ بہی ہون بارہ درہم سالانہ سے زیادہ محصول ندین یہہ حکم اون عیسائی تاجرون کے لئے ہے جو عرب مین ہین لیکن مسافر اور اجنبی لوگ بری ہین -

اسیطرح قابضان اراضی باغات میوہ دار و کشت ہای غلہ اپنے مقدور سے زیادہ محصول ندین گے - جن لوگون سے مین یہہ ذمہ داری کرتا ہون اونکو یہہ ضرور نہوگا کہ اپنی حفاظت کے لئے خود جنگ کرین بلکہ مسلمان لوگ اونکی حفاظت کرینگے اور نہ اونسے ہتہیار مانگین گے نہ خوراک

نہ جنگ کے لئے گہوڑے طلب کرینگے - بجز اسکے کہ خود اپنے دل سے کوئی چیز کوئی شخص لاے -
اور اگر کوئی شخص روپیہ دیگا یا لڑائی مین مسلمانون کی مدد کریگا تو اوسکا اعتراف شکرگذاری کے ساتہہ
کیا جائیگا - اور میرا یہہ حکم ہے کہ کوئی مسلمان کسی عیسائی کو تنگ نکرے اور اگر اوس سے بحث و حجت
کرے تو عمدہ طرح سے - اور اگر کوئی عیسائی کسی کو نقصان پہونچاے تو مسلمانون پر لازم ہوگا کہ
انتقام خواہ کو روکین اور اُن دونون مین صلح کرا دین - اور اگر دیت دلانے کی صورت ہو تو دلا دین
اور میری یہہ مرضی ہے کہ میرے پیرو لوگ عیسائیون سے بےخبری اور ناتوجہی نہ کرین کیونکہ مین نے
خدا کے سامنے اونکو قول دیا ہے کہ وہ بہی مسلمانونکی طرح میری نگاہ مین ہونگے اور مثل اون لوگون کے
ہر چیز مین اونکا حصہ مساوی ہوگا - اور نکاح بیاہ کرنے مین وہ لوگ تنگ نکئے جائین - کوئی مسلمان
کسی عیسائی سے یہہ نہ کہے کہ اپنی لڑکی مجہکو دے اور نہ بغیر رضامندی کے اوسکی لڑکی کو لے - اور
اگر کوئی عیسائی عورت کسی مسلمان کی لونڈی ہو جاے تو بذریعہ اس معاہدہ کے اوس مسلمان پر لازم
ہوگا کہ اوس عورت کو اپنے مذہب پر رہنے دے اور اوسکو اس بات پر بہی مجبور نکریگا کہ اپنے سرداران
مذہب کی عدول حکمی کرے - یہہ خدا کا حکم ہے اور جو کوئی اس سے انکار و انحراف کریگا خدا اوسکو
کاذب قرار دیگا - علاوہ برین میرے پیروون پر لازم ہوگا کہ عیسائی معابد کی مرمت کرا دین
اور یہہ خدمت یون نکرین کہ گویا اونکو قرضہ دیا بلکہ مدد کرین اور اوس معاہدہ کے قائم رکہنے کے لئے کرین
جو خدا کے رسول نے اونسے کیا ہے - کوئی عیسائی زمانہ جنگ مین مجبور نکیا جائیگا کہ سفیر یا جاسوس
بنکر اپنے ہی لوگون کے مقابلہ مین جاے یہہ عایتین ہین جو محمد رسول اللہ نے عیسائیون کو عطا کین
ہین - اور اونکی عوض مین رسول اللہ نے اونسے استدعا کی کہ میرے اور میرے پیروون کے ساتہہ حسب
مفصلہ ذیل بنا طریق عمل رکہو - ۱ - زمانہ جنگ مین کوئی عیسائی دشمنان اسلام کو خفیہ یا علانیہ
مدد نہ دیگا - ۲ - نہ عیسائی لوگ اپنے معابد یا مساکن مین دشمنان اسلام کو پناہ دین گے -

۳ - نہ ہتہیاروں یا خوراک یا گہوڑوں یا آدمیوں سے اونکی مدد کرینگے - ۴ - ہتہیاری دشمنان اسلام سے وہ لوگ مشورہ نہ کہینگے نہ اپنی گہروں مین اونکو آنے دین گے نہ اہنا روپیہ اونکے پاس جمع کرینگے - ۵ - جو مسلمان خواہش کریگا کم سے کم وہ لوگ تین روز تک اوسکی مہمانداری کرینگے - لیکن کوئی مسلمان اپنے لئے خاص کہانا پکنے کا طلبگار نہوگا - بلکہ وہی عام اور معمولی کہانا اپنی میزبان کے ساتہہ کہائیگا - ۶ - اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی کے ہان پناہ گزین ہونا چاہیگا تو وہ عیسائی اوسکو پناہ دہی سے انکار نکریگا اور نہ اوسکو اوسکے دشمنون کے حوالہ کریگا - جو عیسائی ان شرائط سے انکار کریگا وہ اس معاہدہ کی عایتون سے جو مین نے عابدان و پیشوایان و بقیہ اشخاص ملت عیسائیہ سے کین ہین فائدہ نہ اوٹہاویگا - اور مین اپنے پیروون پر خدا کو شاہد کرتا ہون اور اونکو حکم دیتا ہون کہ میرے اس حکم پر اسوقت سے قیامت تک قائم و مستحکم رہین - یہہ دستاویز بحاضری اُن لوگون کے لکہی گئی جنکے دستخط ذیل مین ثبت ہین اور رسول خدا نے اسکو لکہوایا اور معاویہ ابن ابوسفیان نے اسکو لکہا - بروز دوشنبہ سال چہارم کی ماہ چہارم کے آخر مین بمقام مدینہ - سلامتی ہو صاحب مدینہ پر *

دستخط - ابوبکر الصدیقؓ - عمر ابن الخطابؓ - عثمان ابن عفانؓ - علی ابن ابوطالبؓ -

اکیس دستخط اور ہین

جو کچہہ اس عہدنامہ مین قرار پایا ہے خدا اوسکا گواہ رہے - الحمد للہ رب العالمین - اب اخیر مین مین باصرار یہہ لکہتا ہون کہ اگرچہ اسبات کو ہم بالضرور مسلمانون ہی کے ذمہ سمجہتے ہین کہ وہ خود اپنے شرع اور اوس قوت کے قواعد کے مطابق جو نیک و بد مین امتیاز کرتی ہے اپنی اصلاح حالت کرین اور خود بندوبست اور انتظام کر کے بالآخر اپنی دوبارہ زندگی پیدا کرین لیکن تاہم سلطنت عیسائیہ بہی فوری ظہور نتائج کے لئے بہت کچہہ کرسکتی ہے - مین اُمید کرتا ہون کہ مسلمانون اور عیسائیون

ہین مذہبی نفرت ومخالفت کا دن ڈہل گیا اور عنقریب گذر جایا چاہتا ہے۔ اور اگرچہ افسوس ہے
کہ پولیٹیکل نزاع شمالی افریقہ مین پرانے جھگڑون کو تازہ کر رہی ہے۔ لیکن اب یہ خطرہ نہین ہے
کہ وہ نزاع یوروپ کیطرف سے جہاد کے طور پر ہو جاے۔ عیسائیت اب اس بفائدہ امید
واہتمام سے کہ اسلام کو مبدل بہ عیسائیت کرے اوسی طرح مایوس اور دست بردار ہو چلی ہے
جسطرح اسلام نے یوروپ کو بہی فتح کرنے کی امید چہوڑ دی ہے اور یقیناً اب وہ وقت آگیا ہے
کہ اخلاقی ہمدردی ان دو بڑے گروہ انسانی کو جو ایک ہی خدا کو مانتے اور پوجتے ہین ایک
کردے۔ کم سے کم اب انگلستان اس امر کے معترف ہونے کا موقع پا سکتا ہے کہ محمدیت ایسی
چیز نہین ہے کہ اوس سے منازعت و مخالفت کیجاے اور وہ برباد کیجاے بلکہ ایسی چیز ہے کہ
انگلستان اوسکو تسلیم کرے اور ابہارے اور اوسکا حوصلہ بڑہاوے۔ تسلیم اس سبب سے کرے کہ
اسلام ایک امر واقعہ ہے جو برائی یا بہلائی کے ساتہہ دنیا مین قائم اور موجود رہیگا خواہ انگلستان
کی مرضی ہو یا نہو۔ اور ابہارے اس سبب سے کہ اسلام سے ایسی خوبیان ممکن الظہور ہین جو انگلستان
کسی خاص اپنی ملت یا فلسفہ سے حاصل نہین کرسکتا۔ انگلستان اون امکانی امور کے ظہور کا بہت
کچہہ موید ہو سکتا ہے کیونکہ اسوقت وہ امور انگلستان کی پولیٹیکل یعنے تدبیر مملکت کی چال پر منحصر ہین
جسطرح دنیا مین دوسری جگہونکا حال ہے اوسی طرح اسلام مین بہی ایک اچہا پہلو ہے اور ایک برا
اور اگرچہ انگلستان ابتک بالکل اوسی بری پہلو کو جسمانی مدد دیتا رہا ہے لیکن یہ بات بہ سبب
ناواقفیت نازک امور فیصلہ طلب کے عمل مین آئی ہے اور مجہکو یقین ہے کہ جسوقت انگلستان ان
امور کو سمجہہ لیگا تو اپنی اوس غلطی کا اعتراف کریگا جسکا ارتکاب نادانستگی کی حالت مین
اب تک کرتا رہا ہے اور اپنی غلطی کی اصلاح ایسی حالت مین کرلیگا کہ ہنوز وقت
باقی ہے۔ اب آیندہ اور آخیر باب مین مین اوس پالسی (حکمت عملی) کا خاکہ

کہینچو نگا جو انگلستان کو بلحاظ اسکے کہ بلند خیالی اور عالی رتبگی کے ساتھہ اپنے فرائض کو ادا کرے اور اپنے تعلقات صحیحہ کی موافقت کو مدنظر رکہے - اسلام کے ساتھہ اختیار کرنی شایان ہے -

باب پنجم

اسلام کے ساتھہ انگلستان کی اغراض و تعلقات

اب صرف یہہ بات باقی رہگئی ہے کہ ان مضامین سے جن اخلاقی نتایج کا نکالنا مقصود ہے اونکی توضیح کیجاے۔ ناظرین نے خیال کیا ہوگا کہ اب تک حتی الامکان مین نے کوئی اشارہ اوس صریحی پولیٹکل اثر کیطرف نہین کیا جو عیسائیت اپنی طرف سے اسلام کی قسمت پر کر رہی ہے اور روز بروز زیادہ کریگی۔ اور اس امر مین دو خیالون پر مین نے عمل کیا ہے۔ اولاً مین نے اسبات کو نمایان طور پر ظاہر کر دینا چاہا ہے کہ انسان کی تمام بڑی بڑی عقلی اور باطنی حرکتون مین ترقی یا تنزل کی قوت کو بہ نسبت اسباب خارجی کی زیادہ تر بلحاظ حالت اندرونی کی دیکھنا چاہیئے۔ دوسری یہہ غرض ہتی کہ ادای مطلب مین وہ سادگی و صفائی اختیار کرون تاکہ ناظرین کے لئے میرا مضمون سریع الفہم ہو جاے۔ لیکن اب سلسلہ سخن مین ہم اوسمقام پر پہونچے ہین کہ تقریر کا پیرایہ بدلنا ضروری ہے اور اسلام پر بلحاظ اوسکے اندرونی نظم و ترکیب کی نہین بلکہ اس اعتبار سے نظر کرنی ہے کہ عام دنیا کا اوسپر کیا اثر پڑ رہا ہے۔ ہمکو اس امر کی تحقیق ضرور ہے کہ یوروپ کے واقعی اور مادی دباو سے لیوانٹ مین اسلام پر غالباً کیا اثر پڑنیوالا ہے اور افریقہ اور وسط ایشیا مین کیا اثر پڑیگا اور سب سے زیادہ نہایت باریک بینی سے ہمکو خود اپنی نسبت اسلام کے ساتھہ دریافت کرنی چاہیئے۔ اور سلطنت ہند کے مسلمانون کی عظیم الشان آبادی کی نسبت اوس طریق عمل کو تحقیق کرنا چاہیئے جسکا برتاؤ بلحاظ فرایض اور مصالح و اغراض متعلقہ سلطنت کے ہمکو ضرور ہے۔ انگلستان سے میرا مقصود نہین ہے لیکن بر اعظم یوروپ کے عام خیالات کو محمدیت کی نسبت مین ویسا ہی سمجھتا ہون جیسی کہ وہ ہمیشہ رہے ہین یعنی سوشیل مخالفت اور پولٹیکل جبر و حملہ آوری۔ باوجود اون تمام تبدیلیونکے

جنکا اثر کیسا مہلک یوروپ کے مذہبی خیالات پر پڑا ہے اور باوجود اس مسئلہ زمانہ حال کے کہ جو امور محض رای پر منحصر ہین اونکی نسبت لوگ باہم تحمل و بردباری رکہین - اُن قومون مین سے جنکا مقابلہ و مواجہہ شمال و مغرب مین اسلام سے ہو گیا ہے کسی نے حقیقت مین اپنی حکمت عملی مین کچہہ ہی تبدیلی اوس وقت سے نہین کی جب سے شروع شروع اونہون نے یہہ ٹہرالیا ہے کہ وہ عیسائیونکی زمین جو کافر کے قبضہ مین چلی گئی ہے" اوسکو پہر فتح کر لینا چاہیے - یہہ سچ ہے کہ اون مین کے اکثر اب مذہبی حرارت کو اپنی کارروائیونکا محرک نہین ظاہر کرتے اور نہ بیت المقدس کے قبضہ کو اپنا عین مقصود قرار دیتے ہین - لیکن تہذیب و شایستگی کے نام کے پردہ مین درحقیقت اونکے جہاد کا سلسلہ جاری ہے اور اونکی کوششونکا رُخ برابر اسی امر کیطرف ہے کہ اون تمام صوبون پر جو ایک مرتبہ شہنشاہی روم کے اجزا تہے یوروپ کو پولٹیکل اختیار پہر حاصل ہو جاے - یہہ خیال ابتدائر بلحاظ اپنی اصلیت کے درست اور حق بجانب تہا اور اگرچہ اب مختلف ممالک عیسائی مین وہ خیال بہت کچہہ مبدل بہ خود غرضی ہو گیا ہے اور اونکو عیسائی ممالک کے فائدہ مین صرف اپنا فائدہ مدنظر ہے لیکن یہہ ایسا خیال ہے کہ قدیم اور معزز اخلاقی مقبولی و منظوری اوسکو حاصل ہے پس اوسکا اوب آگین اثر دلون پر پڑتا ہے اور یہہ بات براے خود ایک ایسی قوت ہے جسکو کم نہ سمجہنا چاہیے - اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ جو صوبہ ہای اسلامیہ واقع مڈیٹرینین (بحیرہ روم) ہنوز خود مختار ہین اون پر خواہ مخواہ اور بلا اشتعال طبع ہی جب حملہ کیا جائیگا اوسکو فرانس یا اسپین یا اٹلی یا آسٹریا قومی خیالات کی وجہ سے کبہی ناجائز قرار نہ دین گے اور اوس حملہ پر عوام کی راے کا فیصلہ صرف اُسکی کامیابی یا عدم کامیابی پر منحصر رہیگا - پس اسلام کی پولٹیکل حالت آئندہ کا قیاس کرنے مین اور بلحاظ اس امر کے کہ مادی اور جسمانی قوت کی جمیع امور متعلقہ مین اس زمانہ کے یوروپ کو اوسکے قدیم حریف پر تفوق حاصل ہے ہم بالضرور اس بات کو دیکہنے پر آمادہ رہینگے

کہ تمام یورپین سرحدون پر اسلام عنقریب بڑے بڑے ملکی نقصانات اوٹہاویگا یعنی صوبے اوسکے
قبضہ سے نکل جائینگے - انتہای حد مغربی سے شروع کرکے مین کہتا ہون کہ بہت کم
لوگ اس امر مین شبہہ کرنے پر مائل ہونگے کہ اگر اہل فرانس عرب کے اوس حرکت اور جوش کو
قطعی شکست کردینے اور فرو کرنے مین کامیاب ہونگے جسکو خود اونہون نے اشتعال طبع دیکر
ٹیونس مین پیدا کیا ہے اور جو غالباً آیندہ موسم گرما مین موراکو اور ٹریپولی تک پہیل جائیگا تو
پہر صدی آیندہ کے شروع مین لوگ دیکہینگے کہ کسقدر ممالک ساحل بحری فرنچ یا اسپین یا اٹلی کے قبضہ
مین ہوجائینگے اور جزو اعظم اراضی قابل الزراعت واقع محاذ میڈیٹرینین (بحیرہ روم) پر
ممالک مذکورہ کی تارک الوطن کاشتکار قبضہ کرلینگے - الجیریس مین فرانس نے جو کچہہ کیا ہے یا کرنیکا
ارادہ رکہتا ہے ممکن ہے کہ اوسکے دونون ہمسایونکو موراکو اور مغربی ٹریپولی مین وہ بات زیادہ
حاصل ہوجاے - کیونکہ اہل اسپین اور اہل اٹلی دونون ایسی نسلین ہین جو ترک وطن کرکے
دوسری جگہہ جا بسنے مین بہت مستعد اور مشہور و معروف ہین اور باربری کے کوہستانی ملک کی
آب و ہوا مین اونکے خاص ملک کی آب ہوا سے کچہہ تہوڑا ہی اختلاف ہے - شہنشاہی
عثمانیہ کے شکست ہوجانے پر مشیران و مدبران سلطنت اٹلی کو ٹریپولی کیطرف یقیناً رغبت
اور طمع پیدا ہوگی اور اسپین نے تو مقام ٹٹوان ساحل افریقہ پر قدم جما ہی لیا ہے - پس
قرین قیاس ہے کہ ساحل سمندر پر جو عمدہ زمینین ہین اون پر دونون ملکون کے ایسے
اہل زراعت کا ایک طوفان نازل ہوگا جو اب دریای پلیٹ و دیگر مقامات پر طلب معاش
مین مشغول ہین - اور اگر ایسا ہوا تو شاید مسلمان باشندے اپنی اراضیات سے بیدخل
ہوکر کم سے کم چند روز کے لئے دکہن کیطرف نکال دئے جائینگے اور اوس جانب اسلام
کی پولیٹکل قوت مین انحطاط عظیم کا مشاہدہ ہوگا لیکن مین یہہ نہین خیال کرتا کہ اوس کی

جانب جنوب یوروپ کبھی ترک وطن کرکے مستقل طور پر سکونت کے لیے قدم جما سکیگا یا انکے مسلمان صحرا کی موجودہ حالت مذہبی کو کچھ ضرر پہونچیگا - زیادہ سے زیادہ ہوگا تاہم جنوبی مورا کو اور رفزان جو گویا بار بری کی مذہبی زندگی کی اصل اور مغز ہین اور مسلمانان شمالی افریقہ اور وسط افریقہ مین باعث قیام تعلق ہین ہمیشہ خود مختار ممالک اسلامیہ ہین گے - اور آگے بڑہکر جانب مشرق سے مصر کا روزنا فزون اثر اور دباؤ وہانکے مسلمانون کی باطنی اور عقلی قوتونکو فائدہ پہونچاتا رہیگا - لیکن جانب مغرب مذہبی مرکز ثقل کے لیے اسلام کو وسط افریقہ پر نظر رکھنی چاہیے کیونکہ وسط افریقہ مین حبشی نسلون کے مسلمان ہو جانے سے جو اسقدر جلد جلد مذہب اسلام قبول کرتے جاتے ہین اسلام کو اون تمام نقصانات کے معاوضہ کی جو ساحل[1] پر واقع ہون عمدہ امید ہے - اور چونکہ صحرا کا حجاب درمیان مین ہے اور آب و ہوا بھی وہ ہے جو یوروپین زندگی کو سازگار نہین ہے لہذا وہان اسلام صدیون تک اپنی پولیٹیکل اور مذہبی خود مختاری قائم رکھہ سکتا ہے - حبشی نسلین صرف مسلمان ہی نہین ہو جائین گے بلکہ عربی بنجائین گے پس زبان و رسم کا اشتراک سوڈان کا تعلق مکہ کے ساتھہ اور بنائے علیہ عام اسلام کے ساتھہ محفوظ رکھیگا - الغرض افریقہ مین اسلام کے نقصانات واقعی نہین بلکہ ظاہری ہونگے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ وہی نقصانات بالآخر نئی قوت کا ذریعہ ہو جائین - ہمکو اس بات سے ہی قطع نظر نہ کرنی چاہیے کہ ممکن ہے کہ فرانس شکست پاوے - میری دانست مین ہمارے مددگار کبھی جنگی حالت نوآبادی مین درمیان چالیس سال گذشتہ کے کبھی اسقدر عظیم خطرہ و خرابی مین نہین پڑے جیسے کہ اسوقت ہے اور نہ کبھی اونکے مخالفون کے وسائل کی قوت اسقدر زیادہ ہوئی جسقدر اب زیادہ ہین - افریقہ مین فرانس کا یہہ ایک ضعف انتظام ہے کہ اوسنے وہان کے باشندونکو

[1] افریقہ کا ایک حصہ ہے -

متحد و موافق کرنیکا ارادہ نہین کیا۔ جہان تک اہل عرب آباد ہین اونکی قوت یہہ ہے کہ وہ خیالات فرانس کو خود اپنے فوائد کے پہلو پر لے لیتے ہین ۔ کیا الجیریس کے فتح کا کسی نہ کسی دن یہہ اثر ہوگا کہ تمام ساحل بار بری پر محمدیت کی پولٹیکل زندگی از سر نو تازہ ہو جاے یہہ ایسی بحث ہے کہ یقین کے ساتہہ ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ ایسا اثر نہوگا ۔ لیکن یورپ اور مغربی ایشیا مین زیادہ قطعی اور فوری نقصان کا بالضرور خیال کر لینا چاہئے ۔ وہان یہہ امر قریب قریب یقینی ہے کہ چند برسون مین حکومت عثمانیہ جاتی رہیگی اور وہ زمینین جن پر مملکت عثمانیہ مشتمل ہے اور جہان ترکی بولنے والے بستے ہین اُن قوی ہمسایون مین سے ایک یا دو کی سلطنت مین شامل ہو جاینگی جو اتنے دنون سے اونکے قبضہ پر دانت لگاے ہین ۔ قیاس مقتضی ہے کہ صدی حال کے خاتمہ تک آسٹریا خود یا بذریعہ نائب کے یورپین صوبے سلطنت ٹرکی کے لے لیگی اسیطرح روس ایشیائی صوبے لے لیگا ۔ شام اور مصر کی تقدیر اگر ٹلنے والی ہوگی تو صرف انگلستان کے مداخلت سے ٹل سکیگی ۔ اس بات مین کہ شاہنشاہی عثمانیہ آسانی کے ساتہہ شکست ہو جائیگی خود مجکو بہت کم شبہ ہے ۔ قسطنطنیہ کی جنگی قوت اگرچہ اندرونی انتظام کی اغراض کیلئے ابہی تک بہت زیادہ ہے لیکن شاید ہے اب وسکی یہہ جرأت ہو کہ کسی یورپین سلطنت کا مقابلہ تنہا ہو کر کرے نہ یہہ امر ذرا بہی قرین قیاس ہے کہ اب سلطان کو باہر سے عیسائی لوگ مدد دین ۔ فارص کی شکست نے ایشیائی کوچک کا دروازہ روسی ہتیارون کے لیے کہول دیا ہے اسیطرح سان اسٹیفنو اور برلن مین جو تفویض حصص ملک ہوگئی ہے اوسنے رومیلیا کو آسٹریا کے لئے کہولدیا ہے ۔ اب جون ہی سلطنت ٹرکی کے ساتہہ کوئی جہگڑا قائم ہوگا تو دونون طرف سے وقت واحد مین حملہ آور ٹہرینگے اور زیادہ روک اور مقابلہ کا بہی اوسوقت موقع نہوگا اور بلاد قت ترکی بولنے والی نسلین مفتوح کر لی جاوینگی ۔ بلحاظ جنگی حالت کے سلطنت ٹرکی کا ضعف یہہ ہے

کہ سلطنت مذکورہ بالکل بحری قبضہ اور حکمرانی پر منحصر ہے اور جسکی سببسے وہ اس لائق ہے کہ ضرورت کے مقامات پر جو فوجین چاہے فوراً مجتمع کرے لیکن اس قوت کو ایک دوسرے درجہ کا فرمانروائے بحیرہ روم (مڈیٹرنیین) ہی اوس سے چہین سکتا ہے - پس جب ایک بحری محاصرہ اوس سلطنت کے وسائل آمد و رفت کو منقطع کردیگا تو وہ سلطنت قریب قریب بلا کسی عمل مزید کے خود شکست ہو جائیگی - حال مین سلطان نے اپنی عملداری سے باہر جو کچھہ جوش لوگون مین پیدا کر دیا ہو لیکن خود ایشیائی کوچک مین کوئی مادہ قومی جوش اور مدافعت حملہ کا پیدا نہین ہوا بلکہ وہان کے صوبے جن مین کے اکثر مسلمان ہین حملہ آور فوج کا خیر مقدم کہین گے اور اوسکو ٹرکی سے اپنا مبارک نجات لانے والا سمجہین گے - جب ایشیائی کوچک کے لوگ آزاد ہونگے تو وہ بلا افسوس سلطان کی رفاقت و تائید چہوڑ دینگے اور آیندہ ٹرکی کے ساتہہ کسی یورپین ملک کی جنگ ٹرکی کی صرف جنگ اخیری ہوگی بلکہ غالباً ٹرکی جنگ ہی نکریگی - مین یہہ بہی نہین خیال کر سکتا کہ زوال سلطنت عثمانیہ اور ترکی صوبون کے یوروپین ملک مین شامل ہو جانے سے اسلام کو محض ایک پولٹیکل نقصان اسقدر ہلکو سکا ہوگا بلکہ تمام ایشیائی شمالی و مغربی کے مسلمان آبادیون کے لئے اس سے کہین زیادہ اخلاقی نتایج پیدا ہونگے - حال کے ایشیائی مدبران ملک مین سبسے اعلی اور دانا تر لوگون کی سند میری اس رائے کی تائید مین موجود ہے کہ زوال سلطنت عثمانیہ محمدیت کے لئے اس حیثیت سے کہ بحر اخضر کی جانب مغرب تمام ملکون مین وہ ایک مستقل عقیدہ مذہبی ہے پیام اجل ہوگا بلکہ دور دراز ملک جانب مشرق کی تاتاری قومون پر اور سبیریا اور ریاستہای خوانین پر دیوار چین تک ایسا سخت اثر ہو پہنچیگا کہ تسلی بصورت موجودہ مشکل اوس سے جانبر ہوگا اور ملکون مین جو سابق مین سلطنت عثمانیہ مین شامل تہے اور اب روس کے ماتحت ہو گئے ہین جس چیز نے اہل طریقت یعنے مسلمانان اہل سنت وجماعت کو اپنے مذہب پر قائم اور مستقل رکہا ہے

وہ اونکا یہہ علم وخیال ہے کہ ہنوز روسیونکی سرحد پر خود ہمارے ہم مذہب لوگونکی ایک بڑی
جنگ آور جماعت موجود ہے اور خود اونکا مسلمہ روحانی اور مذہبی پیشوا اون پر حکمران ہے
اونکے مذہبی فخر کا مرکز قسطنطنیہ ہے جہان سلطان اور خلیفہ باسفورس کی کنارہ تخت سلطنت
پر بیٹہا ہوا یوروپ اور ایشیا دو دنیاؤن پر حکمرانی کر رہا ہے اور جس نے اونکے وسائل آمد ورفت
اونکی مقدس عبادتگاہون اور سچے ایماندار ونکی زندہ دل جماعت کے ساتہہ محفوظ اور مامون
کر رکہا ہے ۔ پس اسی بات نے اونین سلٹ رکیٹ یعنی اپنے آپ عزت کرنیکا خیال
قائم کر رکہا ہے اور اسی کے ساتہہ اونکی وفاداری اور استقلال عقاید روایات مذہبی کی
نسبت قائم ہے ۔ علاوہ برین سینٹ صوفیہ کا مدرسہ علم دین کا سرچشمہ ہے جہان علمای قزان
وطفلس و اصطراخان نے مذہبی اور روحانی تعلیم پائی ہے اور ہمیشہ مذہبی لوگ قسطنطنیہ سے
سفر کرکے اون لوگون مین جاتے ہین اور اونکی رفاقت ماضیہ کی یاد اون مین تازہ کرتے
رہتے ہین ۔ اسی بنا پر اونکے دین کا کچہہ خلوص اور استقلال باوجود روس کے پولٹیکل اثر کے
جو اون لوگون پر پڑا ہے رہگیا ہے لیکن جب اونکا پولٹیکل مرکز برباد ہو جای گا تو وہ بغیر
چرواہے کے گلہ گوسفند کیطرح رہجائینگے اور روز افزون عیسائی آبادی کے درمیان
مین متفرق طور پر اونکی چہوٹی چہوٹی جماعت یہان وہان رہجائیگی اور اونکے دین کی حصن
حصین کا دروازہ اون پر بند ہو جائیگا ۔ یورل پہاڑون کے مغربی جانب کے تمام مسلمانونکے
لئے قسطنطنیہ ہی وہ مقام ہے جہان وہ سفر حج کے لئے براہ بحر اسود مجتمع ہوتے ہین پس اونکے
لئے کوئی نیا مرکز زیادہ جنوب کیجانب عرب قومون کے درمیان مین جنکے ساتہہ اونکو بہت کم
موافقت اور ہمدردی یا صرف کچی مذہبی تعلق ہے بجاے قسطنطنیہ کے قائم نہ ہو سکیگا ۔ مکہ یا مصر مین
جو خلیفہ ہوگا وہ اونکے لئے شاید کچہہ نکر سکیگا اور ترکی بولنے والے سنیون کے لئے کوئی دار العلم

بخارا سے قریب تر نہ بچائیگا - موٗر[1] لوگ کتنا ہی کُلیۃً یوروپ کی رعایا ہو جائین لیکن اس باب مین اُن لوگون کی حالت مور لوگون سے کہین بدتر ہوگی اور اونکی مذہبی ابتری محض مرور ایام پر منحصر ہوگی - لہذا میری دانست مین اسلام کو یوروپ اور مغربی ایشیا مین نہ صرف پولیٹکل قوت کا نقصان اوٹہانے کے لئے طیار رہنا چاہئے بلکہ اوس آبادی اسلامیہ کا نقصان بہی گوارا کرنے پر آمادہ رہنا چاہئے جو زمین عثمانیہ مقبوضہ او مفتوحہ روس مین واقع ہے - اگر ترکان عثمانیہ جنکو اتنی صدیون سے یوروپ نے علامت محمدیت قرار دے رکہا ہے کسی دن محمدیت پر باقی نہ رہینگے تو حقیقت مین یہہ ایک عجیب تاریخی انتقام ہوگا لیکن بہر کیف یہہ ایک ایسا انتقام ہے جسکو ہمارے بیٹے پوتے اپنی زندگی مین دیکہہ لین گے - اس مذہبی شکست اور ابتری کے پورے نتائج جانب مشرق کہان تک پہیلین گے اس امر پر خیال کرنا غالبًا محض قیاس ہی قیاس ہوگا - میرا میلان خیال اس جانب ہے کہ ایران کے صوبہ ہائے شمال و مغرب مین جو ترکی بولنے والے مسلمان مخلوط نسلون کے آباد ہین اور امنی عیسائیون سے بہت کچہہ ہلے جلے ہین اونکی حالت بہی پیچہے والونکی قسمت کی پیروی کریگی اور وہ بالآخر مذہب عیسائی کو جسکو غلبہ ہے قبول کرلین گے - لیکن بحر اخضر کی جانب مشرق تشن کو اگرچہ سخت جنبش پہونچیگی تاہم اُمید ہے کہ وہ بچ جائے اور صدیون تک قائم رہے - روس کی موجودہ حکمت عملی یوروپ مین جو کچہہ ہو لیکن وسط ایشیا مین ہرگز محمدیت کے خلاف نہین ہے - بلکہ بحیثیت مذہب تو وہان اسکی حمایت کیجاتی ہے اور اسٹیپس کی بت پرست فرقون مین اور ربوہ والون مین واعظان اسلامیہ کی کوششون کو منجانب گورنمنٹ جرات دلائی جاتی ہے چنانچہ انتہائی مشرق مین اون فرقون مین بہت لوگ عقائد اسلامیہ قبول کرتے جاتے ہین - اب تک بجانب یا انتہائی

---

[1] افریقہ والے -

خوانین کوئی عیسائی نوآبادی قائم نہین ہوئی نہ وہان کوئی دیسی طریقہ عیسائیت کا موجود ہے علاوہ برین وسط ایشیا اگرچہ تعلقات ہمخیالی اور ہمدردی کے ذریعہ سے قسطنطنیہ سے منسلک ہے لیکن پولیٹیکل بلکہ مذہبی طور پر بہی کبہی قسطنطنیہ سے اوسکا تعلق نہین ہا - اوسکا مدرسہ خود بخارا مین موجود ہے جو ہنوز تمام ایشیا مین ایک مشہور اور معروف دار العلم ہے اور بحر اخضر کے جانب مشرق کی سُنّی مسلمان مدارج فضیلت کو حاصل کرنے کی غرض سے وہین جاتے ہین سینٹ صوفیہ کو نہین جاتے - پس محمدیت کو مشرقی ایشیا مین ایسے فوری خطرہ کا سامنا نہین ہے جیسا کہ مغرب مین - گو بخارا کی پولیٹیکل خود مختاری جاتی رہی لیکن بہت سی پشتون تک یہہ امر قرین قیاس نہین ہے کہ وہ مبدل بہ عیسائیت ہو جاے جیسا کہ قسطنطنیہ کو بالضرور ہونا ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعد زوال قسطنطنیہ بخارا اصلی مرکز موجودہ حنفی طریق تسنن کا ہو جاے اور غالبًا بہت دنون تک بعد اسکے کہ بقیہ اسلام حنفیت کو ترک کر چکا ہو بدستور قائم رہے - لیکن یہہ بات صریح ظاہر ہے کہ باعتبار جغرافیہ ریاستہای خوانین کیطرح اسلام کی عام زندگی سے منقطع ہو کر بخارا ٹہیک طور پر قسطنطنیہ کی موجودہ مذہبی قوت کی قائم مقامی نکر سکیگا اور اوسکو یہہ طاقت نہو گی کہ خیالات اسلامیہ مین عام سیلان اور ابہار کو نگاہ رکہے - وہ اپنے اثر پر صرف بذریعہ ہندوستان زور دے سکیگا اور کوئی پولیٹیکل عظمت اوسکی حامی نہو گی - پس نہایت قرین قیاس ہے کہ زمانہ آیندہ مین بخارا پیشوا ہونے کی عوض مقلد ہو جائیگا اور اگر یہہ نہین تو صرف الگ اور تنہا رہنا اوسکی قسمت مین ہے - خاص ملک ایران مین شیعہ اسلام کی حالت آیندہ اور بہی زیادہ ایک مشتبہہ بحث ہے - چونکہ بقیہ وسط ایشیا کیطرح ایران بہی روس کی فتحمندیون کے لئے کہلا ہوا ہے لہذا بجز اسکے کہ سلطنت ایران کے اندرونی حالت مین نہایت جلد ایک کامل انقلاب ہو جاے سلطنت مذکورہ مطیع اور زیر ہو جانے سے بچ نہ سکیگی

لیکن اصلی اہل ایران کی حالت اشیای اسلامیہ مین ایک خاص طور کی ہے اور ممکن ہے کہ وہ انکو روس مین کلیۃً جذب ہوجانے سے بچالے - باستثنای عربون کے اور تمام مسلمان نسلون کے برخلاف وہ لوگ ممیز طور پر ایک قومی گروہ ہین - ترک اگرچہ ہمیشہ فاتح رہے ہین لیکن اب تک لقب ترک سے دست بردار ہین اور اپنے تئین صرف مسلمان کہتے ہین اور یہی حال کم ممتاز نسلونکا بھی ہے جنکو اونھون نے مطیع کرلیا ہے - لیکن ایرانی ایسا نہین کرتا وہ ہر حالت مین اور ہر چیز کے سامنے ایرانی بنا رہتا ہے اور محمدیت کو اوسنے اپنے لئے خود اپنا بنالیا ہے - اوسکو اپنی تاریخ اور اپنے علم ادب پر جسکی عمر اسلام سے کہین زیادہ ہے ناز ہے اور وہ اس بات پر رضامند نہین ہوا کہ ان چیزونکو ایام جاہلیت کی چیز سمجھہ کر بھلادے - پس اوسکو بہت کم خطرہ اسبات کا ہے کہ فتح کے ذریعہ سے وہ روسی یا عیسائی بنادیا جائیگا اور چونکہ باطنی قوتون مین روسیون پر ایرانی کو تفوق ہے اور جہان تک کثیر حصہ آبادی کو تعلق ہے اونکی قوت جسمانی بھی ایسی ہی ہے پس یہہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اگر پولیٹکل اطاعت سے ایران بچ نہین سکتا تو بہرکیف باوجود اسکے وہ قائم رہے گا - مجکو اطلاع ملی ہے کہ اسوقت طہران مین آزادانہ اصول حکمرانی کی بنیاد پر انتظام سلطنت کو ازسرنو قائم کرنے کی ایک آخری اور سخت کوشش ہورہی ہے اور اگرچہ اوس کوشش کی کامیابی پر بہت کچھہ منصوبہ باندھنا نادانی ہے تاہم کامیابی خلاف قیاس نہین ہے - قسطنطنیہ کیطرح ایران مین محمدیت مانع اصلاح پائی نجائیگی کیونکہ ایرانی تشیع ایک نہایت ہی لچک دار ملت ہے بلکہ یہہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ وہی ذریعہ سوشیل اصلاح کا قرار دیا جائے لیکن بات یہی ہے جسکو مین کہہ چکا ہون کہ اوسکی کامیابی پر منصوبہ باندھنا نادانی ہے اور ایرانی اوضاع اور خصائل مین بعض ایسے اخلاقی نقص ہین کہ دیکھنے والونکو کچھہ امید نہین بندھتی - بہرکیف ایران روس مین شامل ہوجائے یا نہ شامل ہو - عام اسلام کی حالت آیندہ پر نظر کرتے ہین

شیعہ اسلام یعنی تشیع کچھہ ضروری اور باوقعت نہین ہے اور اصل امر زیر بحث سے اوسکو کوئی صریح تعلق نہین ہے لہذا بلا دقت اوس سے قطع نظر کیجاتی ہے - پس بہ تسلیم اس امکان بلکہ یقین کے کہ مخالف یورپ کے سخت حملہ اور دباؤ کی وجہ سے جانب شمال بڑے بڑے پولیٹکل اور ملکی نقصانات وقوع مین آئین گے اب ہمکو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ اسلام کے لیے یقینی اور معین ترکہ کیا باقی رہجائیگا اور جن انقلابونکی مین نے پیشین گوئی کی ہے اسلام کی عام زندگی پر اونکا کیا اثر پڑیگا - مجکو تو اس بات سے کہ ان سمتون مین جنکو مین نے ظاہر کیا ہے اونکے مذہبی رقبہ مین کمی ہوجائیگی مسلمانون کے لئے کوئی وجہ یاس اور بیدلی کی نہین معلوم ہوتی نہ اونکے دشمنون کے لئے اس خیال سے کہ زوال قسطنطنیہ کی ساتھہ اسلام ہی زائل ہوجائیگا کوئی محل مسرت وشادمانی کا نظر آتا - بلکہ برخلاف اسکے مین یہہ دیکھتا ہون کہ زوال حکومت عثمانیہ سے اور مسلمانونکی صلاح ومشورہ سے شمالی نسلون کے خارج ہوجانے سے کہ اوسکی ساتھہ گو مذہبی امداد بھی جاتی رہے - آیندہ کے لئے ایک مادہ عمدہ امید کا ایسا پیدا ہوتا ہے جو اوس ناخوشی اور جھنجھلاہٹ سے کہین زیادہ ہے جو بوجہ نقصان سلطنت یا نقصان آبادی کے سردست پیدا ہوگی - زوال قسطنطنیہ سے جس مسلمان آبادی کا اصلی جماعت اسلامیہ سے منقطع ہوجانا قرین قیاس ہے وہ اگر زیادہ سے زیادہ ہوگی تو بیس ملین یعنے دو کروڑ سے زیادہ نہوگی اور جب ہم یہہ خیال کرتے ہین کہ بلحاظ کل مردم شماری اسلامیہ کے یہہ تعداد ایک سوین حصہ سے زیادہ نہین ہے اور یہہ نسبت بھی ہمیشہ گھٹتی رہنے والی ہے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی وجہ نہین ہے کہ یہہ نقصان خواہ مخواہ مذہب اسلام کے حق مین مہلک سمجھا جاوے - شمالی النسلین اب تک محمدیت مین ایک جسمانی قوت کا ظہور دکھاتے ہین لیکن یہہ صرف ایک نمایشی جلو ہے اور وہ جنوبی قوای باطنی کو کھوکر قائم رکھا گیا ہے - ترکونکی پولیٹکل کامیابی نے صدیون سے اسلام کو اپنے اخلاقی

وزن کا پلہ برابر رکھنے کے مقام سے ہٹا دیا ہے پس جب وہ اوسکی اعلی درجہ کے مشیر نہ رہجائنگے تو اون نسلون کو وقعت اور عظمت ملیگی جو اغراض مذہبی کے قائم مقامی کرنے کے لئے لائق تر ہین ۔ قسطنطنیہ کی جگہ قاہرہ یا مکہ قائم ہوجائیگا اور تاتاریونکی عوض اہل عرب ہوجائینگے ۔ اور یہہ ایسی تبدیلی ہے کہ عقلی اور باطنی اعتبار سے نظر کرکے کسی محب اسلام کو اوسپر افسوس کرنے کی ضرورت نہین ہے ۔ زوال قسطنطنیہ سے ایک بڑا نتیجہ تو یقینی پیدا ہوگا اور وہ میری دانست مین عمدہ و مفید ہوگا ۔ یعنی اوس سے محمدیت کو بہ نسبت اوس پیرایہ کے جو بہت سی صدیون سے اوسکو حاصل ہے ایک ممیز تر اور نمایان تر مذہبی پیرایہ ملجائیگا اور مسلمانونکو بعوض دنیاوی اور عارضی قوتون کے مذہبی اور روحانی قوتون پر خواہ مخواہ متوجہ کرکے وہ اونکو بہ نسبت کسی ایسی چیز کے جو کوئی پولیٹیکل فتحمندی دے سکتے ایک بڑی چیز واپس دیگا یعنی اسلام کی گم شدہ اخلاقی زندگی ۔ اگر ترک اور عرب مین نسلونکی امتیاز سے قطع نظر کیجاے تاہم میری دانست مین زوال سلطنت اسلامیہ سے اس حیثیت سے کہ وہ ایک بڑی دنیاوی سلطنت ہے اسلام کو اوس بار سلطنت سے سبکدوشی حاصل ہوجائیگی جسکو اس نئی دنیا کے مقابلہ مین اب وہ نہین سنبھال سکتا ۔ اسلام پولیٹیکل ابتری اور ذلت کے اوس داغ بدنامی سے بچ جائیگا جو اب اوسپر لگا ہوا ہے اور اوسکے مقاصد و منشا سہل و سادہ اور تیز و قوی ہوجائینگے ۔ مین اپنی راے ظاہر کرچکا ہون کہ مسلمان لوگ اپنے مذہبی انتظام کے مرکز کے لئے آیندہ ملک عرب کیطرف نگاہ کرینگے اور مکہ کیطرف خلافت کا عود کرنا محض ایک پولیٹیکل تبدیلی ظاہر نہ کریگا بلکہ اوس سے زیادہ ۔ یہہ بات صریح ظاہر ہے کہ لفظ شہنشاہی یا سلطنت کا جو مفہوم قسطنطنیہ مین قرار پایا ہے باعتبار اوس مفہوم کے عرب مین سلطنت کا قائم ہونا ناممکن ہوگا ۔ فوجون کی زرق برق ۔ بڑے بڑے ایوانون اور محلسراؤن کی شان و شوکت ۔ غلامون کے گروہ در گروہ ۔ یہہ سب باتین وہان خارج

از بحث ہونگے - خلیفہ آیندہ عام اس سے کہ کسی شہر کو اپنا دار الخلافۃ قرار دے دنیاوی بادشاہ نہین بلکہ بالخصوص ایک دینی بادشاہ ہوگا - اور اپنی حکومت کو بقید چند ضروری شرائط موجودہ کے نافذ کریگا - وہ اوس بار حکومت سے جو ایک خود رائے اور خود سر گورنمنٹ کو اوٹھانا ہوتا ہے اور اوس نفرت و کراہت سے جو ٹکس کے وصول و مجتمع کرنے مین اور بدیل اور ناراضامند آبادیون مین سے لوگونکو فوج مین بھرتی کرنے مین پیش آتی ہے محفوظ رہیگا - اپنی حکومت کو بزور شمشیر قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ کی کشمکش اور حریفون یعنے دیگر مسلمان والیان ملک کے برخلاف ہمیشہ کی سازش اور بندش اوسکو نرہیگی - غالب ہے کہ یہہ سب والیان ملک اوس خلیفہ کی برائے نام سلطنت کو جو اونپر جسمانی زور و جبر کرنیکا ادعا نکریگا بلا تامل تسلیم کرلین اور ہر مقام کے مسلمانان اہل طریق کے مذہبی اور روحانی اطاعت و رفاقت جب دیگر سلطنت اسلامیہ سے جدا ہو تو اوسکی ساتھہ قائم ہو جاے - پس ہنوز اسطور پر مجموعی اتفاق اسلامیہ کی امید پوری ہو سکتی ہے اگرچہ اوسکا وہ طرز و انداز نہوگا جو اسوقت سلطان عبد الحمید اور علمای قسطنطنیہ مسلمانون کو دکھاتے ہین - ہم بخوبی یقین کرسکتے ہین کہ اسلام بہ نسبت زور اسلحہ کے اس مذہبی اور روحانی طریقہ سے مشرقی اور جنوبی ایشیا مین زیادہ نمایان کامیابیان حاصل کرسکیگا بلکہ یہہ یقین ہی ہو سکتا ہے کہ ایک نہ ایک دن اوس بر اعظم کا یہی عام مذہب مروجہ بنجائیگا - زمانہ حال مین جزائر ملایا اور چین اور تاتار اور ہندوستان مین اسلام نے جو اخلاقی ترقی کی ہے اوس سے اس خیال کی تقویت ہوتی ہے کہ محمدیت مخالف سلطنت مین بطور خود قائم رہ سکیگی بلکہ تمام حریفون کے مقابلہ مین بھی قائم رہیگی اور مذہب بودھہ کے انحطاط و زوال پر عیسائیت نہین بلکہ اسلام ہی وہ پیرایہ ہوگا جسمین بالآخر ممالک موقوعہ درمیان خطوط سرطان و جدی یعنے منطقہ حارہ مین خدا کی پرستش کیجائیگی - اہل ملایا ماتحت عملداری ڈچ مین اسلام نے جو ترقی کی ہے بلاشبہہ یہہ ایک تعجب خیز بات ہے -

اور چونکہ قریب قریب ایسی ہی نمایان ترقی اوسنے افریقہ واقع تحت خط استوا مین بہی کی ہے
لہذا یہہ دونون باتین ملکر اون مسلمانونکو بخوبی تسکین قلب دے سکتے ہین جو یہہ سمجہتے ہین کہ اونکی
شمالی دنیاوی سلطنت کے زوال مین انحطاط و زوال اسلام کی علامتین پائی جاتی ہین ۔
اگر ایسی اصلاح جسکا ذکر مین نے باب گذشتہ مین کیا ہے حقیقت مین عمل مین آسکے تو ۔ بلا کسی
قید و شرط اس امر کے کہ سلطنت اسلامیہ کی قدیمی دار الحکومتون مین پولٹیکل سرسبزی و کامیابی
قائم رہے ۔ بلاشبہ تبدیل مذہب یعنی قبول اسلام کی قوت دونی ہو جائیگی ۔ لہذا اسلام اس
حیثیت سے کہ وہ دنیا مین ایک اخلاقی اور باطنی قوت ہے ممالک کے نقصان سے اوسکی
اس قوت کی بربادی کی مجکو کوئی علامت نظر نہین آتی ۔ لیکن اب مجکو اس بات کا دیکہنا
چاہئے کہ مسلمانونکی حالت آیندہ کے میدان تدبیر و عمل مین انگلستان کو کیا خاص کام کرنا ہوگا
۔ اگر مین انگلستان کی تاریخ کو صحیح طور پر سمجہتا ہون تو انگلستانکی حالت اسلام کی نسبت بقیہ
سلطنت ہاے یوروپ سے بالکل جداگانہ ہے ۔ ان سلطنتونکی نسبت مین لکہہ چکا ہون
کہ اونہون نے اوسی قدیمی مخالفت و حملہ آوریکا تسلسل قائم رکہا ہے جو انہون نے سابق کے
عیسوی مذہبی جہادون سے اور اون سخت و تلخ لڑائیون سے بطور ورثہ کے پایا ہے جو روم
اور یونان کے شہنشاہون نے ترکان عثمانیہ کی بڑہتی ہوئی قوت کے مقابلہ مین کین ۔ ان
لڑائیون مین انگلستان نے شرکت نہین کی کیونکہ مذہبی تفرقے نے اوسکو کیتہلک یوروپ کے
عام منشا و اغراض سے پہلے ہی جدا کر رکہا تہا ۔ اور جنگ وال الذکر سے انگلستان اور بہی زیادہ
عمدہ وقت مین بہ اعزاز علیحدہ ہو گیا تہا ۔ پس اوسکو اپنی کوئی ایسی ذلت و عاجزی یاد نہین ہے
جسکا اب اوسکو انتقام لینا ہو ۔ اسی وجہ سے انگلستان کو حال مین جو تعلقات مسلمانون کے ساتہہ
پیدا ہوئے اون مین وہ اونکی مقابلہ مین بلا تعصب آیا اور اس لایق رہا کہ مسلمانون کے مذہبی اور

پولیٹیکل رایون کے ساتھہ انسانیت اور فیاضانہ طریقہ کا برتاو کرے اور بجاے تختندی کے زیادہ تر اوسنے تجارت کی عملی اور واقعی فوائد کا خواہان ہو اور بیشک اوسکی اس خاص طرز اور برتاو کی جو اوسنے مسلمانون کے ساتھہ اختیار کیا مسلمانون نے بہی ناقدردانی اور ناقہمی نہین کی۔ باوجود اون دہوکون کے جو سنین حال مین بعض اُمور مین دیے گئے اور باوجود اون مذبذب اور متزلزل حکمت عملی کے جو اونکی نسبت حال مین رہے۔ اب تک اسلام کی آزاد اور خود مختار قومین انگلستان کو بقیہ عیسائی سلطنتون سے اپنی نسبت کسیقدر جداگانہ حالت مین سمجہتے ہین۔ وہ اوسکو بلحاظ اوسکی اصلیت اور نیچر کے اپنا مخالف اور اپنے حقوق اور اپنے مطالب اور تعلقات سے بےخبر اور بےپروا نہین سمجہتین۔ کم سے کم وہ یہہ سمجہتے ہین کہ مذہبی روک ٹوک اور مخالفت کے باب مین ہمکو انگریزون سے کچہہ اندیشہ نہین ہے اور اون مین سے بعض لوگ تو اون امور کی نسبت جسکا اظہار اونسے کیا جاتا ہے مبالغہ کرکے یہان تک خیال کیے ہوئے ہین کہ بعض اُمور مین جنکو وہ اہم سمجہتے ہین اونکا اور انگلستان کا عقیدہ مشترک ہے۔ چنانچہ اکثر مسلمان ملکونکے جہلا مین یہہ عام خیال پہیلا ہوا ہے کہ انگریز لوگ برخلاف اور مشرک عیسائیون کے موحد ہین۔ اور ترکون کے ساتھہ اونکی موافقت کی توجیہہ وہ اسی بنا پر کرتے ہین اور خود ترکونمین تو اس خیال کے ساتھہ اس خیال کا اضافہ بہی کیا جاتا ہے کہ انگلستان خود ایک جزو ناتمام ہے لہذا بمجمل طور پر رفیق اسلام[1] ہے۔ بیشک یہہ خیالات گنوارون اور عوام الناس کے ہین۔ تاہم ان خیالات سے ایک ایسی بات نکلتی ہے جو بالکل بےوقعت نہین ہے۔ یعنے انگلستان کی قوت واثر کو مسلمان لوگ قبول کرتے ہین کہ مخالفانہ نہین ہے بلکہ دوستانہ ہے اور انگلستان کو

۱؎ اہل عرب کا یہہ خیال ہے کہ جب مسلمانون نے شام کو فتح کرلیا تو بنی غسان عیسائی بدو قوم جنہون نے خلیفہ عمرؓ کا مقابلہ کیا تہا ترک وطن کرکے گریٹ برٹن یعنے برطانیہ اعظم کو چلے گئے اور وہین جا بسے ۱۲

حمائت ابغیراوس شبہ اور اندیشہ او پس و پیش کے چاہتے ہین جو دیگر سلطنتون کی دوستانہ امداد
قبول کرنے مین اونکو ہوتا ہے - خود ہندوستان مین جہان انگریزون نے مسلمانونکو اس
حیثیت سے کہ وہ فرمانروا نسل تہے علیحدہ اور برطرف کر دیا ہے - مسلمانونکا خیال انگریزی
حکومت کی نسبت جہان تک مجکو علم ہو سکا ہے اور جہان تک بمقابلہ دیگر ہندوستانی اقوام کے
مین نے اندازہ کیا ہے اور جانچا ہے - مخالفانہ نہین ہے - دہلی اور پنجاب کے مسلمان
بلاشبہ یہہ خواہش کرینگے کہ عملی طور کی حکومت کو اوس ملک مین پہر حاصل کرلین جسکے ابہی تہوڑے
دن ہوے وہ مالک تہے - لیکن وہ اس بات کو اپنے دل مین سمجہتے ہین کہ اب اون مین اتنی
طاقت نہین ہے کہ اس بات کو پورا کرین اور اونکے خیالات بمقابلہ انگریزی حکومت کے
یقینًا ایسے تلخ نہین ہین جیسے ہندون کی نسبت ہین جو سابق مین اونکی رعایا تہے اور اب اونکے
حریف و رقیب ہین - اگر گورنمنٹ ہند مذہبی امور مین اونکی کوئی خاص حمایت کرے تو مین بہروسے کے
ساتہہ کہتا ہون کہ وہ لوگ صرف رضامند اور قانع ہی نہین بلکہ حقیقت مین اور عملی طور پر وفادار رعایا بنجائین پس بلحاظ حالات موجودہ یہہ بات
ضروری اور طبعی معلوم ہوتی ہے کہ زوال قسطنطنیہ جو ایک عالم شکست جمعیت ہوگی تو اوسوقت اسلام کی مختلف قومین انگلستان ہی کیطرف اس کے
لئے بالخصوص نظر کرینگے کہ پولیٹکل مشکلات مین اپنی راہ پاوین ناصح اور حامی کی جگہہ بے شک انگلستان
کے لئے معین معلوم ہوتی ہے - جب سلطان عثمانیہ نہ رہیگا تو دنیا مین پہر اور کوئی بڑی سلطنت
مسلمانونکی نرہ جائیگی اور اوسوقت ہندوستان کے مسلمان خلقت کو جو پہلے ہی سے دولتمند تر
اور شمار مین زیادہ تر ہے مصلحت اندیشان اسلامیہ مین پوری عظمت و وقعت ملجائیگی - یقینًا
اوسوقت تاج انگلستان سے یہہ امید کیجائیگی کہ شہنشاہان مغلیہ کے قدیم اسلامی لقب کا حاصل کرنا روا
رکہے یعنے کسی نہ کسی طریقہ سے اسلام کی پولیٹکل سرورری اختیار کرلی - جناب ملکہ معظمہ ہی اوسوقت
اسلام کی نہایت اعلی اور زبردست سلطانہ باقی رہجائینگے اور اونکے مشیر (بہ شرطیکہ اونکی دلمین

ایسا خیال آوے) اسلام کے تمام اُمور پر اپنی ہی عمل و خل کو سب سے بالاتر رکھہ سکینگے - مین یہہ نہین کہتا کہ اونکے دل مین ایسا خیال آویگا لیکن اوسوقت اونکو تمام دنیا کے مسلمانون کے طرز خیال کی باگ اپنے ہاتہہ مین رکہنے کا اور ایشیا مین سب سے بڑی مذہبی طاقت کو اغراض انسانیت اور ترقی کے لئے کام مین لانیکا اسقدر اختیار ہوگا اور اسقدر موقع ملیگا کہ آجتک کسی عیسائی گورنمنٹ کو نہ ملا ہوگا - خود مجھکو تو کامل یقین اس امر کا حاصل ہوگیا ہے کہ انگلستان کی سلطنت ہندوستانکی آیندہ حالت بالخصوص اسی خدمت کے قبول یا انکار پر منحصر ہوگی اور جنوبی ایشیا کو شایستہ بنانے کا جو مسئلہ انگلستان نے اپنے لئے قائم کیا ہے اوسکا حل ہونا تمام و کمال اوس آیندہ حالت پر منحصر ہوگا - اب ہم یہہ بات دیکھتے ہین کہ ہمارے واقعی تعلقات محمدیت کے ساتھہ کیا ہین اور اگر ایشیا مین وہ ہم سے خوشدل رہے تو اوس خوشدلی کی قیمت اور منزلت کیا ہے - اولاً مین ہندوستان پر نظر ڈالتا ہون - ہنٹر صاحب کے گزیٹیر مین جو سب سے پچھلی سند ہے مجھکو حسب تفصیل ذیل اعداد ملتے ہین -

مردم شماری مسلمانان ہند

بنگال	۱۹۵۵۳۸۳۱	ایک کروڑ پچانوی لاکھہ ترپن ہزار آٹھہ سو اکتیس
آسام	۱۱۰۴۶۰۱	گیارہ لاکھہ چار ہزار چھہ سو ایک
ممالک مغربی و شمالی	۴۱۸۹۳۴۸	اکتالیس لاکھہ نواسی ہزار تین سو اڑتالیس
اجمیر	۴۷۳۱۰	سینتالیس ہزار تین سو دس
اودھ	۱۱۹۷۷۲۴	گیارہ لاکھہ ستانوی ہزار سات سو چوبیس
پنجاب	۹۳۳۷۶۸۵	ترانوی لاکھہ سینتیس ہزار چھہ سو پچاسی
ممالک متوسط	۲۳۳۲۴۷	دو لاکھہ تینتیس ہزار دو سو سینتالیس
برار	۱۵۴۹۵۱	ایک لاکھہ چون ہزار نو سو اکیاون

میسور	20991	دو لاکہہ آٹہہ ہزار نو سو اکیانوی
کورگ	11304	گیارہ ہزار تین سو چار
برٹش برہما	99846	ننانوی ہزار آٹہہ سو چہیالیس
مدراس	1857857	اٹہارہ لاکہہ ستاون ہزار آٹہہ سو ستاون
بمبئی	2870450	اٹہائیس لاکہہ ستر ہزار چار سو پچاس
میزان	40867145	چار کروڑ آٹہہ لاکہہ سرسٹہہ ہزار ایک سو پینتالیس

یہہ بڑے بڑے اعداد ہین جو بہ حیثیت موجودہ لکہدے گئے ہین لیکن حقیقت حال یہہ ہے کہ اونسے جو ظاہری تعداد معلوم ہوتی ہے اوس سے کہین زیادہ تعداد ہے - اونکی پوری پوری وقعت ذہن نشین کرنے کے لئے یہہ یاد رکہنا ضرور ہے کہ اولاً مسلمانون کی آبادی ایسی ہے جس مین بڑی افزونی ہوتی جاتی ہے اور وہ افزونی نہ صرف باعتبار شمار واقعی کے ہے بلکہ اس جزیرہ نما مین بمقابلہ دیگر نسلون اور فرقون کے اونکو جو نسبت عددی ہے وہ نسبت بہی بڑہتی جاتی ہے اور مجکو یقین ہے کہ ۱۸۸۱ء کا رپورٹ مردم شماری جب مشتہر ہوگا تو میرے اس بیان کی کافی طور پر تصدیق ہو جائیگی[1] - ثانیاً مسلمان آبادی کی تقسیم ارضی یعنے جغرافیائی جو واقع ہوئی ہے وہ اس ملک کی پولٹیکل زندگی اور چستی و چالاکی سے بہت ہی مطابقت و موافقت رکہتی ہے - صرف پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی مین ایک مجموعہ تیرہ ملین[2] مسلمانون کا ہے - ثالثاً مسلمانون کی آبادی مین ایک ہم جنسی اس درجہ کی ہے جو اور کسی ہندوستانی خلقت مین پائی نہین جاتی - اگرچہ یہہ لوگ مجموع ہندو آبادی کے مقابلہ مین دو ثلث کم ہین لیکن بلحاظ ہندوؤن کے مختلف فرقون کے مسلمان لوگ ہر فرقہ کے مقابلہ مین کہین زیادہ ہین - پس وہ لوگ اس سلطنت ہند

[1] فی الحقیقت ایسا ہی ہوا - من مترجم +

[2] ایک ملین = دس لاکہہ -

مین سب سے بڑی جماعت اہل رای کی ہین ۔ رابعًا ۔ یہہ لوگ سب سے زیادہ دانشمند اور
روشن ضمیر ہین ۔ یہانکی خلقت کا بہی ایک حصہ ہے جو اپنی تاریخ کو جانتا ہے اور اپنی گذشتہ
پولیٹیکل وقعت وعظمت کی اخبار واحادیث کو محفوظ ومستحضر رکہتا ہے اور اگر اسنے اب تک
سرکاری عہدونکے لئے دوسری نسلون کے مقابلہ مین کوشش کرنے سے کنارہ کشی کی ہے
تو یہہ بات زیادہ تر بوجہ کبر وخودبینی کے ہے نہ بہ سبب نا قابلیت کے ۔ جو مسلمان
ملازمت گورنمنٹ مین ور آئے ہین وہ نمایان لیاقت کے ہوے ہین اور بالآخر یہہ کوئی علیحدہ
اور تنہا جماعت نہین ہے بلکہ تمام دنیا مین اپنے ہم مذہبون سے اپنی آمد ورفت اور خط وکتابت
اور پیام وسلام قائم رکہتی ہے ۔ پس ہندوستانکی مسلمان آبادی جسطرح بہت بڑی ہے
اوسیطرح اوسکی حالت بہی خاص اور مستثنی ہے ۔ ہماری دوسری غرض جو محمدیت سے تعلق
رکہتی ہے مصر مین ہے ۔ مصر ہماری مشرقی تجارت کی دہلیز ہے اور وہان کہڑے ہو کر ہم ایک
اور بڑی خلقت پاتے ہین کہ وہ بہی قریب قریب تمام مسلمان ہی مسلمان ہین جنکی بہتری کے
لئے ہم ایک حد خاص تک ذمہ دار بہی ہو چکے ہین اور جنکی آیندہ پولیٹیکل حالت پر ہم خود اپنی آیندہ
پولیٹیکل حالت کو منحصر پاتے ہین ۔ یہہ بات ہمنے صحیح طور پر قرار دے رکہی ہے کہ مصر اگر عدو ؤ
ثابت ہوا تو وہان ہماری حالت کا قیام ناممکن ہوگا اور قاہرہ کی مذہبی مخالفت اگر فوجی
قبضہ سے دبائی گئی تاہم اوس سے ہمیشہ کے لئے ہم پر ایک دہمکی رہے گی ۔ یہہ بہی نہ خیال کرنا
چاہیے کہ مصر ساحل باربری کیطرح جسکے ہاتہون مین جائیگا اپنی مذہبی طرز کو بدل دیگا ۔ وہانکے
مفصلات کی خلقت ایکی محنتی ایسی کم صحیح الحواس اور سلیم الطبع اور قانع نہین ہے کہ بہ حیثیت کاشتکارانہ
کسی سے مقابلہ کرنے مین ڈر جائے خواہ اٹلی والے ہون خواہ یونان کے لوگ ہون خواہ مالٹا کے
۔ اور آفتاب منطقہ حارہ کے نیچے جو زندگی کیحالت ہوتی ہے وہ مصر کو اس بات سے ہمیشہ بچا ویگی

کر وہ یوروپین کالونی یعنے نوآبادی ہوجاوے - شہرون مین بلاشبہہ اجنبی ملک کے لوگ بہر جائینگے
مین لیکن قلب ملک غیر متبدل رہیگا - اور ہندوستان کیطرح اس بات سے انکار کریگا کہ کسی
اجنبی ملک کی تہذیب اور شائستگی کے سانچہ مین پہر اپنے تئین ڈہالے - پس مصر مین محمدیت اپنے
تئین مضبوطی اور استحکام سے قائم رکہیگی اور اوسکی خوشدلی کی ہمکو ضرورت رہیگی[۱] - تیسری غرض
ایشیائی ٹرکی سے متعلق ہے - اس مقام کو ہم نے بذریعہ عہدنامہ کے ملک غیر کے حملہ سے محفوظ رکہنے
کی ذمہ داری کی ہے اگرچہ ہماری ذمہ داری برائے نام سلطان سے ہے اوس سلطنت کے باشندون
نہین ہے اور اگرچہ وہ ذمہ داری ایک امر ناممکن الوقوع کے وقوع پر محمول و مشروط ہے یعنے انتظامی
اصلاح - اور اس وجہ سے اوسکی پوری پابندی نہین ہے تاہم اس بات کا مقر نہ ہونا ناممکن ہے
کہ مسلمانان ایشیائی کوچک اور شام کے مقابلہ مین ہم پر ایک اخلاقی ذمہ داری ہے - اب یہہ
بات دیکہنے باقی ہے کہ ہم اوس ذمہ داری کو کہان تک پورا کرتے ہین یا کرسکتے ہین -
خود مجکو یہہ خیال نہین ہے کہ اب انگلستان ترکی بولنے والی آبادیون کی تحفظ و حمایت مین آیندہ
دست اندازی کریگا - یہہ آبادیان بلحاظ اپنے جغرافیائے مواقع کے ہماری عملی اور موثر جنگی
کارروائی کے احاطہ سے باہر ہین اور اگرچہ معاہدون اور ذمہ داریون سے منحرف ہونا
بے عزتی کی بات ہے لیکن ممکن ہے کہ ضرورت اسکو لازم کردے - اس بات کا سمجھنا مشکل ہے
کہ انگریزی فوج ایشیائی کوچک یا مسوپوٹمیا کو روس کے حملہ سے موثر طور پر کیونکہ محفوظ رکہہ سکتی ہے

[۱] بعد اس تحریر کے مصر نے یوروپ کو اپنی پولٹیکل زندہ دلی کی تعجب خیز شہادت دی ہے اور اب میری دانست مین
بہت کم شبہ ہے کہ مصر اپنی محفوظی کے لئے خود اپنے طریق عمل پر چہوڑ دیا جائیگا - واقعہ مذکورہ سے خیالات کے لئے
ایسا وسیع میدان کہل گیا ہے کہ اس حاشیہ مین اسکی تفصیل و توضیح کی گنجائش نہین ہے لیکن مصنف کتاب اس امر
کیطرف توجہ دلاتا ہے کہ یہہ ایسا واقعہ ہے جو بہ نسبت اسکے تمام بحث و دلائل کی سب سے زیادہ قابل غور و لحاظ ہے -

- فارص کے قبضہ نے روس کو ٹگرس اور فرات کا اور اونہین کے ساتھہ آرمینا اور کردستان اور
عراق کا حاکم بنادیا ہے پس ہماری حفاظت ایشیای کوچک کی ساحل سمندر اور خلیج فارس سے
آگے کیونکر بڑہ سکتی ہے - لیکن یہہ وقت اور ناقابلیت شام سے تعلق نہین رکہتی -
وہان اگر ہم چاہین تو یقیناً اپنی ذمہ داریونکو نافذ کرسکتے ہین - صرف ایک حصہ ساحل سمندر
یعنے شام کو جسکے عقب مین صحرا واقع ہے اور جس پر صرف جانب شمال سے ایک تنگ سرحد پر جو
قریب سو میل کے ہوگا حملہ ہوسکتا ہے وہ قوم جو قابض و حاکم بحر ہو آسانی سے بچا سکتی ہے -
غالب ہے کہ اگر خلیج اسکینڈرن سے فرات تک ریلوے بنادی جاے اور صرف ایک مضبوط
قلعہ اوسکی تائید مین ہو تو اوسکی فوجی حفاظت کے لئے کم سے کم بہت سے برسوں تک کے
لئے کفایت کرے اور شام مین موقع سلف گورنمنٹ کا نکل آوے اور اون وقتون اور
نقصانات کا کچہہ معاوضہ ہوجاے جس مین ہمارا بہی کچہہ کم حصہ نہین ہے - لیکن یہہ غرض
اور تعلق انگلستان کو زیادہ تر بنظر اعزاز کے ہے نہ بوجہ کسی پولٹیکل ضرورت کے اور بیشک
اوس شخص کے خون مین بڑی حرارت اور طبیعت مین بڑی تیزی اور سرگرمی ہوگی جو (بلحاظ
انگریزون کے موجودہ طرز طبیعت کے) ایسی باتون کو بہت کچہہ سمجہے اور یہہ خیال کرے کہ انگلش
گورنمنٹ ایسے ہی مقاصد اور منشا کی بنا پر اپنی عملی حالت کا فیصلہ کریگی - پس اس منشا کی
مطابق عمل ہونے کی کچہہ اُمید نہین ہے لیکن اگر ایسا ہوا تو یہہ صریح ظاہر ہے کہ اوس انتظام
حکومت کی کامیابی مسلمانان شام پر منحصر ہوگی کیونکہ بمقابلہ کسی اور اجزاے ملک کے مسلمانون
ہی کا جزو غالب تر ہے - ایک چوتہی غرض کہ جو اخلاقی بہی ہے لیکن انگریزی حکمت عملی
کے ایک واقعہ مسلمہ سے متعلق ہے - افریقہ کی غلامون کی تجارت کے مسدود کرنے کا
ارادہ ہے - اب اگرچہ یہہ امر بلاشبہ ظاہر ہے کہ محمدیت نے غلامی کو انسانی سوسیٹی کی ایک

نیچرل یعنے طبعی لازمہ کے طور پر روا رکہا ہے اور اب تک اوسکی تائید کی ہے لیکن یہہ بہی بالکل سچ ہے کہ بغیر اسکی کہ مختلف مسلمان فرمانروایان ساحل افریقہ و عرب اس باب مین ہمارے مؤید و شریک ہون بردہ فروشی مسدود و موقوف نہین ہوسکتی ۔ بجز اسکے کہ یوروپین فوج بحر احمر کے تمام مواضع پر اور گرد نوا سے جانب جنوب موزا جیک تک قبضہ کرلے اور وہان مورچون یا قلعون مین متمکن ہوجاے خواہ تمام آزاد اور خودمختار جماعتہای مسلمانان عرب و مقامات دیگر مطیع اور رعایا بنالئے جائین اس تجارت نکے واقعی مسدود ہوجانے یا آنکہ اوسکی کچہہ وک ہی ہوجانے کی کوئی صورت نہین ہے الا اوسحالت مین کہ مسلمان لوگ خود ہمارے ساتہہ اوسکی انسداد کی کوشش مین شریک ہون ۔ مختلف اور متواتر عہد نامجات اور انتظامات جو سلاطین ٹرکی و زنجبار و عمان و گورنر مصر کے ساتہہ ہوے ہین اونمین اوسکی پوری پوری ضرورت تسلیم کرلی گئی ہے اور اگرچہ ہرگز مین یہہ نہین کہتا کہ ان فرمانروایون نے بطیب خاطر ان انتظامات کو قبول کیا ہے تاہم صرف اوسی حالت مین وہ انسداد او رمانعت موثر اور عملی پیرایہ اختیار کرسکتی ہے کہ وہ لوگ خوش اور رضامند رہین ۔ اسکا ایک نہایت عمدہ ثبوت ٹرکش گورنمنٹ سے ملتا ہے کہ جب سے انگریزون سے جہگڑا ہوگیا ہے اوسنے بحر احمر مین اس تجارت کی کامل اجازت دیدی ہے اور انگریزون کے اختیار مین کوئی ایسے وسائل نہین ہین کہ اوسکی روک کرین ۔ زمانہ حال مین کبہی ایسا کثیر گروہ غلامونکا حجاز اور یمن مین نہیں آیا جیسا کہ گذشتہ اٹہارہ مہینون مین آیا ہے اور جب تک سلطنت ٹرکی کے ساتہہ یا کسی اوس مسلمان سلطنت کے ساتہہ جو ان صوبون مین سلطنت ٹرکی کے قائم مقام ہو دوستانہ تعلقات نہ قائم ہونگے غلامونکی تجارت جاری رہیگی ۔ مسلمانون کے ملکون سے جو خیالات برخلاف تجارت غلامی کے متعلق کئے جاتے ہین ۔ مین بذات خود ان خیالات سے تمامتر ہمدردی نہین کرتا

کیونکہ اون لوگون مین حبشیون کی جو سوشیل حالت ہے اور جس تحمل اور بردباری سے اونکے ساتھہ برتاؤ ہوتا ہے بلکہ جس فائدہ اور آرام کے ساتھہ وہ رہتے ہین اوسکو مین خوب جانتا ہون ۔ لیکن تاہم میری خواہش ہے کہ غلامی کا سلسلہ منقطع ہوجاے اور مجکو یقین ہے کہ مسلمانون کے ساتھہ ایک مستحکم لیکن دوستانہ طرز اختیار کیا جائیگا تو آیندہ دو نسلون تک غلامی کی حالت بالکل معدوم ہوجائیگی ۔ مسلمانون کے ساتھہ جہگڑا اور اختلاف صرف یہی نتیجہ بخشیگا کہ غلامی کا وجود عظیم تر ہوجاے اور اوسکو زیادہ امتداد ہو ۔ بالآخر بلحاظ حالت آیندہ ہمکو انگلستان کا ایک تعلق اس امر ممکن الوقوع سے ملتا ہے کہ ملک کافری بہت دن نہ گذرین کہ مبدل بہ محمدیت ہوجاے اور اسلام جنوبی افریقہ مین اوسکی سرحدون تک پہیل جاے ۔ بیشک ایسی سے اس خیال پر برانگیختہ ہوجانا قبل از وقت ہے کیونکہ یہہ ایک ایسا امر ممکن الوقوع ہے کہ شاید ہی اس زمانہ کے لوگون مین سے کسیکی زندگی مین وقوع مین آوے لیکن محمدیت ایسی ملت نہین ہے کہ سو دو سو برس مین افریقہ یا ایشیا سے جاتی رہے اور خط استوا سے جانب جنوب بہت دور تک یہہ پہیل ہی چکی ہے ۔ کیپ کالونی مین اسوقت قریب پندرہ ہزار کے مسلمان موجود ہین ۔ پس بربنای ان جملہ امور کے یہہ بات مشکل معلوم ہوگی کہ انگلستان اسلام کے ساتھہ معاملہ رکہنے مین اونکا ساتھی بنے جو مجاہد ممالک یوروپ کہے جاسکتے ہین ۔ انگلستان کی حالت اونمین سے ہر ایک سے قطعی طور پر علیحدہ اور جداگانہ ہے اور اسکی اغراض اور تعلقات جیسے ہین ویسے عیسائی قومون مین شاید سوائے ٹرچ کے اور کسیکے نہین ہین ۔ یہہ اچہا ہی ہو خواہ برا ہی لیکن بہرکیف اوسنے مسلمانون کی ایک بڑی جماعت کو اپنے سوشیل گروہ مین قبول کرلیا ہی اور وہ معاہدات اور ذمہ داریان کی ہین جن سے شاید ہی وہ کنارہ کشی کرسکتا ہو پس انگلستان کیلئے یہہ بات ناممکن ہے کہ وہ فی الحقیقت اپنی عملی حالت مین مسلمانون کے ساتھہ مخالفانہ طریق

اختیار کر سکے ۔ ممکن ہے کہ انگریزلوگ بحیثیت عیسائی ہونے کے اسبابت پر افسوس کرین لیکن
اس حیثیت سے کہ عمل کرنیوالے انسان ہین بلاشبہہ اونکی دانشمندی ہوگی کہ اس امرواقع کو مان لین
اور اُن فرائض کو جو اوسکے لوازم مین سے ہین قبول کرلین اور یہہ فرائض صرف سکوت اور
خاموشی کے حکمت عملی کے برتنے سے پورے نہین ہوسکتی ۔ اسیقدر کہدینے اور اسی عام قاعدہ
کے مقرر کردینے سے کام نہ چلیگا کہ جمیع مذاہب مساوی سمجھے جائینگے اور سب کے ساتھہ تحمل اور
بردباری سے یکسان برتاو کیا جائیگا بلکہ مذہب اسلام کی نسبت انگلستان کو کچھہ اس سے زیادہ
کہنے اور کرنے کو طیار ہو جانا چاہئے ۔ محمدیت محض ایک راے اور خیال نہین ہے بلکہ ایک خاص
اور معین پولیٹیکل نظم ونسق اور ایک خاص اور معین وسعت جغرافیائی اوسکے وجود کی شرط مین داخل
ہین اور علاوہ برین محمدیت ایک ایسی قوت ہے جو بلا کسو ہونے کے نہین رہسکتی ۔ محمدیت یا
تو دوست ہو کر رہے گی یا عدو ہو کر ۔ آیندہ دس برس تک مسلمانون کے لئے کچھہ نکرنا گویا اونسے
مخالفت کا ٹہان لینا ہے ۔ اونکی حالت مین بے پروائی اور بیخبری کے قبول کی قابلیت نہین ہے
اور وہ ایسے نازک محل کے قریب ہوتی جاتی ہین کہ جہان کم سے کم اونکو دو باتون مین نہایت قوی
اور مستحکم پولیٹیکل حمایت کی ضرورت واقع ہوگی ۔ خلافت کو دنیوی سلطنت کے کسی نہ کسی پیرایہ
مین خواہ مخواہ قائم رہنے دینا پڑیگا گو شاید وہ سلطنت بطور شہنشاہی کے نہو ۔ اور اگر اس باب
مین اور حج مکہ کو آزادی کے ساتھہ پہونچنے مین اونکی حفاظت وحمایت مین کچھہ بہی کمی ہوئی تو پہر
یہہ دعوی کرنا فضول اور بے سود ہوگا کہ ہم اونکے اغراض اور تعلقات کی حمایت کرتے ہین یا آنکہ اونکے
ساتھہ اپنے فرایض سلطانی کا کوئی حصہ ادا کرتے ہین ۔ یہہ دلیل نہین قائم ہوسکتی کہ اگر ہم
مسلمانون کے ساتھہ پولٹیکل جسٹس (انصاف ومعدلت) کرینگے تو ہندوستان کے قاعدہ مساوات
مذہبی مین کچھہ خلل پڑیگا ۔ پس بعد زوال شہنشاہی عثمانیہ کے (جب کبہی اوسکا وقوع ہوا) انگلستان کا

نظر بوی عمل اسلام کی نسبت صاف کہلا ہوا او معین نظر آتا ہے - خلافت کو جو اگرچہ پہر شہنشاہی نہ رہیگی لیکن تاہم ایک خود مختار سلطنت ہوگی - برٹش سایہ حمایت مین لے لینا ضرور ہوگا اور اوسکی پولٹیکل قایم و وجود کے علانیہ ذمہ داری کرلینی ہوگی کہ آیندہ پہر یوروپ کا کوئی حملہ اوسمین خلل اندازی نہ کرے - باسفورس پر اسوقت بوجوہ معقول ایسی کوئی ذمہ داری نہین کیجاسکتی کیونکہ وہان اسکی حالت فوجی اعتبار سے ناقابل حمایت ہے - انگلستان ایک بحری طاقت ہے اور دار الخلافہ ایسی جگہہ ہونی چاہئے کہ تمام بری حملون سے محفوظ رہے -

اوسوقت یہہ بات مسلمانون کے لئے اور بالخصوص مسلمانان ہند کے لئے ہوگی کہ اپنے دین کی نئی دار السلطنت کے مقام کا فیصلہ کرین - اونکا انتخاب ونکی ہنوز آزاد او خود مختار ممالک کی تنگ حدود پر محدود ہوگا - اگر شام ہنوز آزاد ہو تو دمشق دار السلطنت ہوسکیگا اگر عراق آزاد ہو تو بغداد دار السلطنت قایم ہوسکیگا یا ممکن ہے کہ مصر یا عرب یا وسط ایشیا مین دار السلطنت قائم ہو - جہانتک بمقابلہ یوروپ کے برٹش حمایت کو تعلق ہے - یہہ بات ظاہر ہے کہ جہانتک وہ دار السلطنت ممالک عیسائیہ سے علیحدہ ہو اور زیادہ تر آسانی کے ساتہہ بذریعہ سفر بحری وہان پہونچ سکین وہین تک بہتر ہے - مین اپنی راے ظاہر کرچکا ہون کہ دار الخلافت جب منتقل ہوگا تو اوسکی حرکت بجانب جنوب اور بالآخر عرب کی طرف ہوگی - لیکن یہہ اتفاق ہوسکتا ہے کہ پہلی منزل قاہرہ مین ہو - خلافت مصر کی راہ سے قسطنطنیہ پہونچی ہے پس ہوسکتا ہے کہ اوسی راہ سے بازگشت کرے اور بیشک ابہی حال ہی مین بعض آثار ایسے پیدا ہوے ہین جن سے پایا جاتا ہے کہ یہی طریقہ وقوع مین آئیگا - مصر کی واقعات سال گذشتہ صاف اور نمایان ہین - اسکی زمانہ حال کی تاریخ مین یہہ پہلا ہی وقت ہے کہ ایک قومی قومی فریق نے کنارہ نیل پر ظہور کیا ہے اور علماے ازہر نے جواب اسلام مین مذہبی ایونکی

قوی ترین جماعت مین اوسکی پوری تائید کی ہے - وہ لوگ پولیٹکل طور پہ سلطان کے مخالف ہین اور اگرچہ ابتک اونکا یہہ عزم نہین ہوا کہ سلطان کے لقب خلافت سے منکر و منحرف ہو جائین لیکن امید نہین ہے کہ وہ لوگ سلطان کی شکستہ حالی کے ساتھہ اپنی وفاداری قائم رکھین بلکہ بلا شبہہ بعد زوال قسطنطنیہ کے وہ خود کسی اپنے ہی خلیفہ کا اعلان کر دینگے - اگر محمد علی کا خاندان ہر دل عزیز ہوا تو اوسکو اپنی تلافی مافات کی اُمید ہو سکیگی - یا آنکہ کوئی سید یا شریف - جائز اور مستند خاندان قریش سے ظہور کرے اور خلیفہ بنجاے - بہرکیف قاہرہ مین خلافت کا قائم ہونا ایک ایسا امر امکانی ہے جسکا ہمکو ضرور تصور کرنا چاہئے اور جب وہ خلافت انگلستان کی پولیٹکل ہدایت اور خاص و قطعی ذمہ داری مین رہیگی لیکن تمام حقوق سلطنت اور حکومت آزادانہ سے متمتع ہوتی رہیگی تو یہہ مشکل اسطور پر حل ہو جائیگی کہ مسلمان بھی اوسکو قبول اور پسند کر لین گے اور اعزاز و تعلقات انگلستان کے خلاف بھی کوئی بات نہ ہوگی - لیکن مجکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انتظام مستقل اور دوامی نہوگا بلکہ چند روزہ ہوگا کیونکہ مصر مین اجنبی ممالک کے تعلقات گوناگون مسلمانون کے پیشوا کو ایسے شرائط اور حدود کا پابند رکھین گے جو مسلمانون کے مذہبی خیال کو ناگوار اور گران ہون گے - مصر مین خلافت کا قائم ہونا حقیقت مین عرب مین خلافت قائم ہونیکا ایک تمہید اور مقدمہ ہوگا - اگر اور کسی کے خیال مین نہین تو اہل عرب کے خیال مین تو ملک عرب خلافت کے لئے مقرر ہو چکا ہے - شریف مکہ آیندہ ایسے امیر المومنین کی اطاعت شاید ہی گوارا کرے جس سے اصلی صفتین طاقت اور خود مختاری کی زائل کر لی گئین ہون اور جو شاید پھر اپنی حکومت کو نافذ نہ کر سکے - پس جلد یا دیر مین خلافت کسی نہ کسی پیرایہ مین اپنی آخری آرامگاہ کی طرف عود کریگی - جب خلافت مکہ مین قائم اور مستحکم ہو جائیگی تو ہمارا یہہ فرض کہ مسلمانون سردار مذہب کے حامی رہین باعتبار جملہ امور کے سہولت اور سادگی سے ادا ہو سکیگا - جملہ اغراض

کر جنگی و فوجی کے لئے سرزمین حجاز بذریعہ سفر بری اہل یوروپ کی دسترس سے باہر ہے اور اگر کبھی یہہ ضرورت پڑیگی کہ خلیفہ کو مسلمان فوجون کی ایک جماعت قلعہ کے لئے دیجاوے تو کہ ساحل سمندر سے صرف ایک شب کی راہ ہے - عرب مین عیسائیون کے کسی حق کی تائید یا حمایت کی ضرورت نہین ہے اور نہ وہان کوئی یوروپین سلطنت دست اندازی کا دعوے کر سکیگی - یمن صرف ایک ایسا صوبہ ہے کہ اہل یوروپ کے خیال کو اپنی طرف رجوع کر سکتا ہے لیکن مین جانتا ہون کہ یمن خوشی سے انگریزی نیابت انتظامی کو قبول کر لیگا جیسا کہ ابھی حال ہی مین عمان مین ہوا ہے اور اوسکے کیسے اچھے نتائج نکلے ہین - اسیطرح اور مقامات ساحل سمندر عرب کی بہی ناقابل فتور و دست اندازی قرار دیدے جاسکینگے - فی الواقع یہہ بات بالاعلان کہدی جاسکتی ہے کہ ملک عرب خلافت یعنے مذہب اسلام کی اعلی سرداری کے منجملہ متعلقات مین سے ہے - خلافت کے اندرونی انتظام مین ہمکو کوئی وجہ دست اندازی کی نہوگی اور نہ اس بات مین ہمکو کچھہ صرف کرنا پڑیگا کہ باہر سے اوسکے حامی رہین - یہہ بات مین ثابت کر چکا ہون کہ خلافت عرب سے اسلام کی ترقی کرنیوالے خیالات پر کیسا عمدہ عملی اثر پہونچیگا - اور اسیطرح یہہ بہی تحقیق ہے کہ خلافت اسلامیہ ایسی قوت نہوگی جو انگلستان کی مخالف ہو - خلیفہ مکہ مین رہے یا نہ رہے لیکن شریف اعظم بالضرور ہمیشہ وہین رہیگا اور حج کا تسلسل بہی قائم رہیگا اور ہم امید کر سکتے ہین کہ اوسوقت حج خاص کر انگلستان کی زیر حمایت عمل مین آیا کرے -

حج کا انتظام بلاشبہہ ہمارے فرائض کا ایک فوری اور ضروری حصہ ہے اور دنیای اسلامیہ مین ہمارے دباؤ اور رسوخ قائم رکہنے کے لئے ایک مقدم شرط ہے - ہماری سخت غلطی ہے اگر ہم اسمین غفلت کرین - باب اول مین جو نقشہ مین نے مندرج کیا ہے اوس سے معلوم ہوا ہوگا کہ اب قریب قریب تمام حج عرب کو بذریعہ سفر بحری کے ہوتا ہے اور سب سے بڑا حصہ کسی قوم کی

حاجیونکا جو عرب کو جاتا ہے برٹش ممکت سے آتا ہے - پس جب منتظم یا نائب سلطنت مصر مین یا (جیسی کہ ہم امید کرسکتے ہین) شام مین قائم ہوگا تو انگلستان کو موقع ملیگا کہ مقدس شہرون کے معاملات تجارت پر اپنا اعلی درجہ کا اختیار اور دباؤ نافذ کرے - حجاز کے محاصل جو حج سے ہوتے ہین انکا تخمینہ تین ملین سٹرلنگ ہے - حجاز کے بندرگاہون کی مداخل تجارت بنسبت مخارج کی ہر سال ڈبہی رہتی ہین - کیونکہ حجاز مین کچھ پیداوار تجارت نہین ہے پس اس بڑی محاصل کا ایک نصف بلکہ شاید دو ثلث بہی انگلستان کے زیر حمایت ہوجائیگا تو وہان انگلستان کی حالت نہایت مستحکم اور ناقابل شکست ہوجائیگی - حج کی روک اور ممانعت یا کمی ایک سال بہی ممانعت حج کے خطرہ کا اثر ہر حجازی شخص کی کیسہ پر پڑیگا اور وہان کے خلفا یا شریفون مین سے بڑے مخالف مزاج کی مخالفت کو ساکن کردیگا ایسی حالت مین اگر خود گورنمنٹ عمدہ انتظام تو سیع حج مین مدد دے اور جدہ سے مکہ تک ریلوے بناوے اور بڑے بڑے مقامات سے جہان سے مسلمان لوگ جہاز پر سوار ہوتے ہین نہایت عمدہ انتظام کے ساتھ اسٹیمرون یعنے جہازون کی لین کا سلسلہ قائم کردے تو یہہ ایسے انتظام ہون گے کہ مصارف کا معاوضہ بہی کامل طور پر ملجائیگا - اور ہر سال انگریزی قوت اور دباؤ کو زیادہ فوقیت ہوتی جائیگی اور اگر یہہ ایک سہل سی تدبیر اور بہی کیجاے کہ محاصل جائداد وقف مکہ کے لئے ہندوستان مین تحصیل کرکے سرکاری طور پر باضابطہ بہیجا جایا کرے تو یہہ رسوخ اور دباؤ اور بہی زیادہ بڑہجائیگا - اس محاصل کی مقدار ڈیڑہ ملین سٹرلنگ بیان کیجاتی ہے اور ممکن ہے کہ مثل ٹرکی کے یہہ محاصل گورنمنٹ کی جانب سے ایک خراج یا ٹیکس کا پیرایہ اختیار کرلے - بالفعل یہہ رقم خانگی طور پر تحصیل اور جمع کیجاتی ہے اور ہم نے سنا ہے کہ کارروائی تحصیل مین رقم مذکورہ دو ثلث کم ہوکر شریف کے پاس پہونچتی ہے پس اگر حکام ہند اس تمام تر جائز فرض کو صرف اختیار کرلین تو ایک بڑی رقم حکام مکہ کے ہاتھ مین جایا کرے اور اسیقدر تحصیل کنندونکا اختیار اور قوت بڑہ جائے - بیشک

یہہ بات اوس سے زیادہ ہوگی جو ہماری گورنمنٹ شیعہ لوگونکی زیارتگاہ ہے کربلا و مشہد کے لئے کر
رہی ہے اور جسکے نتایج انگلش کے ہردل عزیز ہونے اور رسوخ اور دباو حاصل کرنے کے حق مین نہایت
مفید ہوئے ہین ۔ بہ نسبت حج کے مین ایک نہایت ممتاز اور خیرخواہ مسلمان ہندوستان کی رائے
کو نقل کرتا ہون جو حال مین اپنے ہم مذہبون کی ان دعاوی کو ۔ کہ گورنمنٹ ہند اسباب مین (یعنے
درباب حج) اور دیگر امور مین اونکی حمایت کرے ۔ پیش اور اُن پر بحث کر رہا تہا ۔ اسلام مین مجموعی اتفاق
پیدا کرنے کی جو تدبیرین سلطان عبدالحمید کر رہے ہین اور جو بقول اوس مسلمان کے ہندوستان مین
ہنوز زیادہ کارگر نہین ہوئین ۔ اُن تدبیرون کے تذکرہ مین وہ کہتا ہے کہ "لیکن مین یہہ بہی کہونگا
کہ اس قسم کے خیالات کے پہیلانے مین یا اسلام مین اتحاد کی خواہش کو جوش اور اوبہار دلانے مین
سب سے بڑا اور نہایت قوی وسیلہ یہہ ہے کہ حاجیان مکہ کو رسالے تقسیم کئے جائین ۔ سالانہ حج مکہ زیادہ
مذہبی آدمیون کو ہندوستان کے ہر حصہ سے کہینچ لاتا ہے اور جب حاجی لوگ سفر حج سے معاودت کرتے
ہین تو اونکے ساتہہ ایک خاص عزت اور ادب کا برتاو ہوتا ہے ۔ اور اونکے دوست و ہمسایہ اونسے
ملنے کو آتے ہین اور اُن لوگون کے لئے یہہ امر طبعی ہوتا ہے کہ اُن نئی خبرون اور مسائل کو پوچہین اور
دریافت کرین جو اُن مقدس شہرون مین ظاہر اور شایع ہوئی ہین ۔ پس اُن اشتہار دینے والون کے
لئے سب سے زیادہ موثر طریقہ یہی ہے کہ حاجیونکو اپنے قابو مین لاوین ۔ مین اسکو موثر طریقہ کہتا ہون
کیونکہ حاجی لوگ جو کہتے ہین اوسکا اثر مفصل کے دورترین مواضع تک پہونچ جاتا ہے" بعد ازان
یہہ لائق شخص اس تدبیر کو قطع کردینے والی تدبیر بتاتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ "گورنمنٹ حاجیونکو
کو جدہ پہونچانے کا کام اپنی سپردگی مین لے اور ایک ہندوستانی شخص کو اجنٹ مقرر کرے کہ حاجی لوگ
جب تک اس مقدس سرزمین مین ہین اونکے اغراض اور تعلقات کی نگرانی کرتا رہے" بالآخر وہ یہہ کہتا ہے کہ
"اگر یہہ انتظام جو مین نے پیش کیا ہے عمل مین لایا جاوے تو اس سے انگلش گورنمنٹ تمام ہندوستان کے

مسلمان باشندون کی صرف خوشدلی اور رضامندی ہی نہ حاصل کریگی بلکہ حاجیوں کے دل مین یہ عمدہ خیال ہی گذرنے لگے گا کہ ہم پر ایک ایسے سلطنت کی رفاقت واجب ہے اور ایک ایسی سلطنت سے ہم حمایت پانے کا دعوی کر سکتے ہین جو علاوہ اوس سلطنت کے ہے جسکے ماتحت اہل عرب ہین (یعنی ٹرکی)۔ یہ امداد اگر گورمنٹ کی جانب سے کیجاے تو اون تکلیفات کے مقابلہ مین جو حاجیونکو مکہ مین اور سفر مدینہ مین بوجہ بدانتظامی کے ہوتی ہے دلون پر اسکا نہایت عمدہ اثر پڑیگا۔ علاوہ برین عملی طور پر یہ مدد جو گورمنٹ کی طرف سے کیجایگی نہایت موثر طریقہ سے اوس اثر کو روکیگی جو واعظ لوگ حاجیون پر اس غرض سے قائم کرین کہ ہندوستان مین انگریزی عملداری کے برخلاف اون مین ایک اوبھار پیدا کردین۔ میری دانست مین اگر گورمنٹ ہند کسی ایسے انتظام کی صرف خواہش کرے تو وہ اپنا فائدہ آپ کہاویگا مجکو قطعی طور پر یقین ہے کہ ایسے انتظام سے حکومت برطانیہ یعنے انگریزی عملداری کے نسبت مسلمانون کے پولیٹکل خیالات پر اندازہ سے کہین زیادہ عمدہ اثر پڑیگا۔ پس امید ہے کہ انگلستان محض اپنی ہی اغراض و تعلقات پر نظر کرکے آیندہ صدی مین ہی یا اسیطرح کا طریق عمل اختیار کرے اور اوسکی ابتدا اسی صدی سے کردی۔ انگلستان بالضرور تسلیم کریگا کہ اوسکی ایشیاے تعلقات و اغراض یہ ہین کہ ہندوستان اسلامیہ مین امن اور اطمینان اور مصر مین خوشدلی اور رضامندی رہی اور ہر جگہ اسلام کی زیادہ تر انسانیت کی خیالات کی عمدگی کے ساتھ افزونی ہوتی رہی پس یہ باتین اوسکو اطمینان کے ساتھ اوسی وقت حاصل ہو سکتی ہین جب وہ اوس حالت کو اختیار کرے جسکا نشان مسبب الاسباب نے بتادیا ہے یعنے دنیای اسلامیہ کو ترقی کی راہ مین عمدہ اور بہتر باتون کی طرف لیچلنے مین پیشوا بنجاے۔ یہ خدمت بڑی جلیل الشان ہے اور اسی لائق ہے کہ انگلستان اوسکو قبول کرے اور انگلستان کو جو وسائل حاصل ہین وہ اوس خدمت کو ادا کرنے کے لئے پورے طور سے کافی ہین۔ دنیای اسلامیہ کو اپنے پولیٹکل اور اخلاقی خطرات

ایسا انبعاث ہوا ہے کہ کبھی اوسکی تاریخ مین ایسا انبعاث نہین ہوا اور وہ ایک ایسے پیشوا کے لئے
عام اس سے کہ وہ کسی نام اور کسی قوم کا ہو چارون طرف دیکھ رہی ہے جو اونکا ممد و معاون بنے
مین کچھ شبہ نہین کر سکتا کہ اگر ایسی وسیع اور عظیم الشان قوت سے کے منصب ہدایت کو انگلستان چھوڑ دیگا
تو کوئی دوسرا زیادہ اولوالعزم ہمسایہ اوس منصب کا طلبگار ہو جائیگا - ایشیا مین برٹش سلطنت پر
تمام دنیا کو رشک و حسد ہے - اس سلطنت کی رونق اور کامیابی نے اپنے بہت سے دشمن بنا لئے
ہین - پس یقیناً وہ لوگ اسلام کی تنگ حالی کو اس سلطنت کے مقابلہ مین اپنے ہاتھ کا ایک انجن بنا لینگے
جس سلطنت پر مسلمانان ہند اپنی اغراض اور تعلقات کی حمایت واجب سمجھتے ہین جب وہ سلطنت
بے خبری اور بے پروائی کریگی تو یقیناً وہ لوگ اوسکے سخت دشمن ہو جائین گے اور گو وہ فوراً اس قابل
ہون کہ اپنی مخالفت کا اثر دکھاوین لیکن یہہ بات تو ہونی ہی ہے کہ ہم پر ایک تردد کا وقت آئیگا
پس وسیکے ساتھ اونکا موقع بھی آ جائیگا - تمام باتون کو عمدہ اور مفید ہی پہلو پر سوچین تب بھی یہہ ظاہر ہے
کہ اگر اسلام دشمن ہا تو یہہ وہم بھی کرنا ہمیشہ کے لئے ناممکن ہو جائیگا کہ ہم اپنی حکومت مین اور ہندوستانی
خلائق مین میل اور موافقت پیدا کر دین گے - وہ لوگ اپنا حامی اور پیشوا اور جگہ تلاش کرینگے - روس
مین یا ممکن ہے کہ جرمن مین - بلکہ فرانس مین بھی جسکو ہمارے تعلقات مصر پر رشک ہے - ایسے
پیشوا نہین جیسی کہ ہم لوگ اونکی بہتری کے لئے پیشوا بنتے بلکہ وہ خود اپنے منصوبون کی پیروی مین
ہماری برائی کے لئے اونکے پیشوا بنجائین گے - خلافت ایک ایسا ہتیار ہے جو ہر ایک ہاتھ مین جلی
طور پر کام دے سکتا ہے یعنی روس کی لئے بغداد مین - فرانس کے لئے دمشق مین یا ہالنڈ کی لئے
(جسکو ایک شان جرمنی کے لئے کہہ سکتے ہین) بجائے ہمارے مکہ مین - ہرگاہ ان قومون مین سے
کسی قوم کی حمایت مین آ گئے تو خلافت شاید ہندوستان مین ہماری حالت کو ناقابل برداشت
کر دے سکیگی - اور مسلمانون کی شدت عداوت و مخالفت کے بہانہ کو ہمارے لئے بیرونی جسکا بیگی

مزاحم ہی سے اُن سازشون مین چکہ رہے ہین جو قسطنطنیہ مین اسلام کو مجموعی طور پر برانگیختہ کرنے کے لئے ہورہے ہین۔ لیکن خیر اب مین اس طرز استدلال سے کنارہ کرتا ہون کیونکہ بہرکیف یہہ خیالات خودغرضی پر مبنی ہین اور نامناسب ہین۔ اصل بات یہہ ہے کہ انگلستان کو لازم ہے کہ جو امانت اور خدمت اوسنے قبول کی ہے یعنی یہہ کہ ایشیا کی عمدگیون کو ترقی اور وسعت دیگی نہ یہہ کہ اونکو برباد کریگی اوس امانت کو نگاہ رکہے اور خدمت کو بجالاوے۔ اسلام کا برباد کردینا اوسکے اختیار مین نہین ہے اور نہ وہ اسلام سے اپنا تعلق جدا کرسکتی۔ لہٰذا براے خدا انگلستان اسلام کی دستگیری کرے اور دلیری کے ساتہہ راہ صواب مین اوسکو اُبہارے۔ صرف یہی طریق عمل لایق اور مناسب ہے اور صرف یہی دانشمندی کی بات ہے بلکہ مین باصرار کہتا ہون کہ ایک پوری صدی تک جہاد کرنے کی بہ نسبت یہی طریقہ زیادہ عقل مندی کا ہے اور زیادہ تر شایان انگلستان ہے۔ اب آخر مین مین مسلمانون سے کہتا ہون کہ اگرچہ مین نے اونکی فوری وقوع مین آنے والی پولیٹکل حالتونکی تیرہ و تار تصویر کہینچی ہے لیکن مین بلحاظ اون حالتون کے ہی ناامید نہین ہون۔ ظاہرا دنیا سے اونکی شہنشاہی کے دن کا کوچ معلوم ہوتا ہے لیکن اونکی خودمختار حکومت کی صبح پہر بخوبی طلوع کرسکتی ہے اگرچہ اوسکے حالات ان تمام حالتون سے جس کو ہم اب مشاہدہ کررہے ہین مختلف ہون۔ میری پیش بینی کو اونکے لئے افریقہ کی اور جنوبی ایشیا کی مذہبی و روحانی وراثت نظر آتی ہے اور چونکہ اون نسلون کی عقل و دانش جنکو اونہون نے مبدل بہ اسلام کیا ہے اونکی موجودہ فرمانرواؤنکے برابر ہوجائیگی اور یوروپ اپنی کام سے تہک کر ایشیا اور افریقہ کی گورنمنٹ سے دست برداری کریگا لہٰذا اُن ممالک کی دنیاوی وراثت بہی اونکے لئے نظر آتی ہے۔ اسکی وقوع مین کتنا عرصہ باقی ہے ہم نہین جانتے۔ اونکے نبی نے پیشین گوئی کی ہے کہ اسلام پر دو ہزار برس گذرنے پاوینگے کہ ظہور مہدی کا ہوگا اور اب چودہوین صدی شروع ہوئی ہے اور مجکو اس بات پر بہہ